هم روحان

زریاب مصطفیٰ

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any

of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

حصہ اول: شہزادی کا شہر

میری روح کا ساتھی موجود ہے

مگر دور اور بعید۔۔

اور ہم کبھی نہیں مل سکتے۔۔۔

یا اس طرح کبھی نہیں ہو سکتے۔۔

اور میں نہیں کہہ سکتا کہ

ہم بہت ایک جیسے ہیں ۔۔۔

لیکن جب ہمارے دل کھلتے ہیں ۔۔

دوسرا سمجھتا ہے ۔۔

NOVEL HUT

اور وہاں کوئی شرمندگی نہیں ہوتی ۔۔

بس یہی ہے ۔۔

ایک لا متناہی رضامندی ۔۔

جس کے بغیر

میں کبھی نہیں رہ سکتا ۔۔۔

(Cecil Cinquain)

اس شاندار آفس میں اے سی کے باجود اس کو پسینہ آ رہا تھا۔ سارے میں پرنٹر کی مہک پھیلی تھی جو اسے اس وقت کافور کی لگ رہی تھی ۔یہ اس نے کیا کیا تھا؟ اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی ماری تھی ۔ کاش وہ لالچ نہ دکھاتا تو شاید اپنی اتنی اچھی نوکری سے ہاتھ نہ دھو بیٹھتا ۔ مگر یہ سب اس کے اپنے خیالات تھے ۔ اس نے نظر اٹھا کر پاور چیئر پر اپنے باس کو دیکھا ۔ وہ ابھی بھی اس

دروازے کو دیکھ رہے تھے جو کچھ دیر پہلے بند ہوا تھا۔ اس نے ہی بات کرنے میں پہل کی شاید وہ اسے معاف کر دیں۔

"سر۔"

"تم جانتے ہو سمیع مجھے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور یوں تذلیل سے انکار تو بالکل بھی نہیں۔" انہوں نے اپنی بے تاثر نگاہیں پھیر کر سامنے بیٹھے اپنے مینجر کو دیکھا جس کا سر جھک گیا تھا اور چہرہ سفید ہو رہا تھا۔

"ای ایم سوری سر۔یہ میری غلطی ہے۔مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا۔۔۔۔ای ایم سوری۔"

"تم نے غلط نہیں کیا سمیع۔" اس نے چونک کر سر اُٹھایا۔"اس نے غلط کیا اور اب وہی اس کو ٹھیک بھی کرے۔"

سمیع نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

NOVEL HUT

" وہ۔۔مگر کیسے ؟ " لفظ ٹوٹ کر ادا ہوئے ۔

" میرا کام اسی کو کرنا ہو گا ۔ کیسے ؟ یہ تمھاری ذمہ داری ہے اور اگر اس نے نہ کیا تو اپنا ریزیگنیشن لیٹر میرے ٹیبل تک پہنچا دینا۔ " اب وہ صحیح معنوں میں پھنسا تھا۔ اس کو اب اس ہوادار آفس میں گھٹن ہونے لگی تھی ۔

" مگر سر اس کا انکار کبھی نہیں بدلتا ۔ میں یہ کیسے۔۔۔" انھوں نے ایک افسوس بھری نگاہ اپنے اس مینجر پر ڈالی۔ وہ کسی کام کا نہیں تھا۔

" اسے مجبور کرو۔ "

سمیع نے نا سمجھی سے سوال کیا۔ " کیسے؟"

وہ کچھ دیر خاموش نظروں سے اسے دیکھتے رہے ۔

" رمزے کو مجبور کرو ۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دمشق، شام

شمسیہ گلی، المہاجرین:

وہ سیدھ میں چلتے چلتے رکی۔ ایک نظر سامنے جاتے راستے کو دیکھا اور پھر گردن موڑ کر اپنے دائیں طرف نیچے کی طرف اترتی سڑک کو۔ ایک پل اس نے ٹھہر کر سوچا۔ پھر دائیں طرف اترنا شروع کیا۔ دونوں اطراف میں تین سے چار منزلہ عمارتیں تھیں اور ان عمارتوں کے سامنے نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں بنی تھی مگر وہ بیچ سڑک میں چل رہی تھی۔ سیڑھیوں کے پاس وقفے وقفے سے درخت لگے تھے اور ان درختوں کے نیچے گاڑیاں پارک کی گئی تھیں۔

سفید جوگرز، نیلی جینز اور ہلکی گلابی جرسی میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی۔ اس کے چھوٹے سیاہ بالوں کی اونچی پونی ہلکورے کھا رہی تھی۔ وہ تھوڑا نیچے اتری اور پھر رکی۔ سڑک کے دونوں اطراف ہلکے بھورے رنگ کی چار منزلہ عمارتیں

تھیں اور یہاں سے ایک دائیں ، ایک بائیں اور ایک نیچے کی طرف سڑک نکلتی تھی ۔ وہ جھنجلائی ۔ کوئی ایک راستہ تو چننا تھا سو وہ دائیں طرف مڑ گئی ۔ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا ۔ سرمئی بادلوں کے پیچھے نیلا آسمان کہیں چھپ سا گیا تھا۔

" پلیز نہیں ۔ " تبھی بارش کی ننھی بوندیں برسنا شروع ہوئیں ۔ اس کے قدموں میں مزید تیزی آئی ۔ مگر بارش کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی ۔

" کیا ہوتا جو میں چھتری لے ہی آتی ۔ " اس نے کوفت سے سوچا۔

ایک تو راستے یاد نہ رہنے کا دکھ ، اوپر سے بھیگ جانا اور اب اسے گھر بھی تلاش کرنا تھا۔ وہ آگے آئی اور پھر سے دائیں مڑی تو سامنے پتھریلی روش تھی اور اطراف میں گھر۔ اس نے گھر گننا شروع کیے۔ ایک ، دو ، تین اور چار۔

چوتھے گھر کے سامنے وہ رکی۔ سفید دروازے والا گھر۔ دوسری منزل کی کھڑکی کھلی تھی اور چھوٹی سی بالکونی سے پودوں کی بیلیں نیچے سفید دروازے کے سامنے لٹک رہی تھیں۔

" اس نے یہی کہا تھا سفید دروازے والا گھر۔ اللہ کرے یہی گھر ہو۔ "

اس نے آگے بڑھ کر گھنٹی بجائی اور واپس پیچھے ہوئی۔ بارش نے اسے بھیگو دیا تھا۔ دروازہ کھلا اور کوئی سامنے آیا۔ سیاہ ٹراؤزرز اور گرے ٹی شرٹ میں بال ماتھے پر بکھرے۔ سرمئی آنکھوں سے وہ ابھی اٹھا ہوا لگتا تھا۔

" سلام۔ میرا نام ۔۔۔ " وہ ایک پل کو رکی۔ سامنے والے کو دیکھا۔ بارش کی ایک ننھی بوند نے اسے آنکھ چھپکنے پر مجبور کیا۔

" میرا نام الف صُلافہ ہے اور میں یہیں دمشق سے تعلق رکھتی ہوں۔ اور آج میں یہاں فاطق حجاج سے ملنے آئی اور یقیناً یہ انہی کا گھر ہے اور یقیناً آپ فاطق حجاج ہیں اور۔۔۔"

"خاموش ہو جاؤ لڑکی۔ " وہ بارش میں کھڑی ایک ہی سانس میں تیز تیز بولے جا رہی تھی جب اس نے ٹوکا۔ وہ دروازے سے ایک طرف ہوا اور سر کے خفیف اشارے سے اسے اندر آنے کا کہا۔ وہ بھی مزید کچھ کہے بغیر اندر آئی ۔

" اور میں اس لیے۔۔۔" اس نے پھر کچھ کہنا چاہا ۔

" خاموش۔۔ وہاں جا کر بیٹھو ۔ " اس مرد نے آتش دان کی طرف اشارہ کیا ۔ آتش دان کے سامنے دو سرمئی صوفے رکھے تھے اور درمیان میں کانچ کا ایک چھوٹا سا ٹیبل ۔ احترام تھا رعب تھا کہ کیا ، وہ خاموشی سے جا کر وہاں بیٹھ گئی ۔ اس نے وہیں لاؤنج میں کھڑے کھڑے کسی کو آواز دی ۔

" خلیل۔۔" لاؤنج میں ایک طرف بنے لکڑی کے بھورے دروازے سے ایک سولہ سترہ سالہ لڑکا اندر آیا۔

" فاطمہ بی سے کہو دو کپ کافی بنا لائیں اور تم جاؤ اندر سے ایک تولیہ لے آؤ۔ "

خلیل نے سر ہلایا اور واپس دروازے کے پیچھے گم ہو گیا۔ وہ وہیں لاؤنج میں دائیں طرف کی دیوار میں بنی لکڑی کے شلف تک آیا۔ شلف کے سامنے لمبا صوفہ رکھا ہوا تھا اور اس کے اطراف میں ون سیٹر۔ درمیان میں پست سا شیشے کا میز تھا۔ شلف اور آتش دان کے درمیان ایک بھورے رنگ کا گھڑیال تھا۔

NOVEL HUT

وہ لمبے صوفے کے پیچھے کھڑا ہوا۔ ایک دو کتابیں جو باہر تھی انہیں اندر رکھا۔ ایک دوسری کتاب کو نکالا۔ ایک شلف میں رکھے شیشے کے جار سے ایک سگار نکالا۔ الف خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھتی رہی۔ چہرے پر کچھ دن کی

بڑھی شیو تھی ۔ بتیس کا ہو گا یا زیادہ سے زیادہ پینتس، الف نے سوچا تھا۔ خلیل واپس آیا اور تولیہ اس کی طرف بڑھایا ۔ مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے الف کو دینے کو کہا۔ الف نے اس سے تولیہ لیا اور اپنی پونی کو کھولتے بالوں کو ہلکا سا سکھایا اور تولیہ کندھوں پر پھیلا دیا۔ وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا اور کتاب اور سگار دونوں اس چھوٹے میز پر رکھے ۔ فاطمہ بی کافی لے آئیں تو اس نے ایک مگ اٹھا کر الف کی طرف بڑھایا جسے اس نے بغیر کچھ کہے تھام لیا (ہونہہ مہمان سے پسند کا بھی نہیں پوچھا) ۔ اس نے بھی اپنا مگ اٹھا کر درمیان کی میز پر رکھا۔ مگ کی شیشے سے ٹکرانے کی آواز ابھری ۔

" انسانوں نے کافی ترقی کر لی ہے ۔ انہوں نے خود کو بارش سے بچانے کے لیے ایک چیز بنائی ہے جسے چھتری کہتے ہیں ۔ کیا تم اس چیز کو جانتی ہو ؟ "

بھاری لہجہ نرم خوبصورت آواز۔۔الف نے بامشکل خود کو آنکھیں گھمانے سے باز رکھا۔ وہ اس پر طنز کر رہا تھا۔ ہونہہ کھڑوس۔

"میں گھر سے نکلی تھی تو بارش نہیں تھی۔"

"ہوں۔۔ اب میرے گھر میں کوئی عورت ہے نہیں جس کے کپڑے تمھیں دیے جا سکیں اس لیے ایسے ہی گزارا کرو۔"

"میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔(ہونہہ میں نے کپڑے مانگے ہی کب؟) اور مجھے فاطق حجاج سے کام ہے اور یقیناً آپ ہی فاطق ہیں؟" الف نے ایسے دیکھا جیسے تصدیق چاہتی ہو۔

"ہاں میں ہی فاطق ہوں۔" اس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھا۔ آتش دان سے آتی روشنی میں اس کے چہرے کی ایک طرف سرخ سنہری

NOVEL HUT

لگتی تھی ۔ " اور مجھے یقین ہے کہ میں تمھیں نہیں جانتا تو مجھ سے کیا کام ہے ؟

"

الف تھوڑا سا آگے ہوئی اور مگ میز پر رکھا ۔اس کے مگ کے برابر۔ پھر سے مگ کے شیشے سے ٹکرانے کی آواز ابھری۔

" ویسے تو تھی کبھی میں ادب کی طالبہ مگر مجھے احساس ہو کہ میرا ادب سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے اب میں بزبس کی سٹوڈنٹ ہوں۔ مگر میں پچھلے کچھ عرصے سے یونیورسٹی نہیں جا سکی اور اب چونکہ میرے ایگزمز ہونے کو ہیں تو اس سلسلے میں آپ سے مدد چاہیے تھی۔ بزنس اکنامکس یا تو میرے سر کے اوپر سے گزرتا ہے یا پھر دل بند کرنے کے در پر آجاتا ہے ۔ بڑی مشکل میں ہوں ۔ اور چونکہ میں نے سنا ہے کہ آپ ایک بہت اچھے بزنس مین ہیں تو

آپ کی اعلیٰ مدد مجھے اس سلسلے میں درکار ہے۔" اس نے خاصہ تفصیلی جواب دیا۔ مہذب طریقے سے۔ اس کے خاصے کے برعکس۔

"یعنی تم مجھ سے پڑھنے آئی ہو؟"

"ہاں۔" فاطق نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"دیکھو مس صُلافہ!۔۔" ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی۔ ہاتھ باہم ملائے زرا آگے ہوا۔

"پہلی بات کہ تم اس سلسلے میں کوئی اکیڈمی جوائن کرو یا کسی ٹیچر سے رابطہ کرو جو تمھیں پڑھائے۔ میں یہ کام نہیں کرتا۔ دوسرا میں یہاں ویکیشنز کے لیے آیا ہوں کسی کو پڑھانے نہیں سو میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" کتنی نرمی سے اس نے منہ پر منع کر دیا تھا۔ مگر وہ الف صُلافہ تھی۔ اسے پاس ہونا تھا۔

"دیکھیں میرے سب سے قریب اور ایویل ابل آپشن آپ ہی ہیں ۔ میں کہاں کسی اور کو ڈھونڈتی پھروں گی۔ میں فیل بھی ہو سکتی ہوں فاطق صاحب ۔یہ میری عزت کا سوال ہے اور ان چھوٹے چھوٹے بچوں کے فیوچر کا ۔ کیا آپ کو ان پر ترس نہیں آتا ؟ "

"کون بچے؟" فاطق نے ایک آبرو اچکا کر پوچھا۔

" وہی جنھیں میں نے پاس ہونے کے بعد فیوچر میں کبھی بزنس پڑھانا ہے ۔ سوچیں ان کا۔ " الف نے آنکھیں بڑی کر کے اسے معاملے کی سنگینی سمجھانا چاہی۔ فاطق محظوظ ہوا ۔

انٹر سٹنگ۔

NOVEL HUT

"تم میرے پاس ہی کیوں آئی ہو؟" درمیان میں رکھے کافی کے مگز سے اٹھاتا دھواں ان دونوں کے درمیان حائل ہو رہا تھا۔ آتش دان میں لکڑیاں چٹخنے کی آواز آرہی تھی ۔

"بتایا تو ہے کہ میرے سب سے قریب اور ایویل ابل آپشن آپ ہی ہیں ۔ "

" اور میرا پتہ کس سے ملا تمھیں ؟ " ایک اور سوال ۔

"یہ ضروری نہیں کہ پتہ کس سے ملا کیسے ملا۔ ضروری تو میرا کام ہے ۔ میری بات ہے ۔ آپ کریں گے نہ میری مدد ؟ " الف نے بہت امید سے اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

" معذرت مس صُلافہ ۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ " اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

" دیکھیں آپ ایک مظلوم و لاچار و بے بس کی آخری امید جیسے ہیں ۔ ایسے تو مت کریں ۔ " وہ جتنی مسکینی چہرے پر طاری کر سکتی تھی اس نے کی۔ مگر سامنے کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔

" معذرت ۔۔ کافی لیں آپ مس صُلافہ ۔۔ "

الف کے چہرے پر نا امیدی چھائی ۔ پھر اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور اٹھ کھڑی ہوئی ۔ فاطق بھی ساتھ ہی اٹھا۔ الف نے تولیہ کندھوں سے ہٹا کر صوفے کے ہتھے پر رکھا۔

" ٹھیک ہے فاطق صاحب ۔ جیسے آپ کی مرضی ۔ مگر ۔۔۔"

وہ رکی۔ آنکھیں متبسم ہوئیں ۔

"جب تک آپ میری بات نہیں مان لیتے میں آتی رہوں گی اور اگر آپ نے تب بھی میری بات نہیں مانی تو میں آپ کے پڑوسیوں کی گھنٹیاں بجا کر آپ کا

نام پکار کر بھاگ جایا کروں گی اور ایک دن پھر جب وہ احتجاج کرتے آپ کے دروازے کے سامنے اکٹھے ہوں گے تب آپ کو میری مدد کا اقرار کرنا ہی پڑے گا۔ اب چلتی ہوں کل آؤں گی تب تک سوچ لیجئے گا اور ہاں جلد بازی میں فیصلے نہیں لیا کرتے ۔ "

" دھمکی دے رہی ہو مجھے ؟؟ " دونوں ہاتھ کمر پر باندھے استفسار کیا گیا۔

" انہوں ۔۔۔ سوچنے کے لیے اپنا قیمتی وقت دے رہی ہوں ۔۔ ایک مسکین ، لاچار کا چہرہ اپنے تصور میں لاتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ کیجیے گا۔ سلام ۔۔"

وہ اپنے کندھوں سے زرا نیچے تک آتے بال جھٹکتی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ کوئی اس لڑکی کو بتاتا کہ وہ مسکین لاچار کہیں سے نہیں لگتی۔ فاطق نے اسے جاتے دیکھا اور پھر دھیما سا مسکرایا۔گالوں میں ہلکے سے گڑھے بنے۔ وہ

ڈرامہ تھی ۔ ایک عرصے بعد کوئی ایسا ملا تھا۔ انٹرسٹنگ ۔۔ مگر وہ اس کی مدد نہیں کرے گا۔ اس کے اپنے بھی بہت کام ہیں ۔ اس نے سر جھٹکا اور سگار اٹھا لیا۔ کافی کے دونوں مگ یونہی پڑے رہے۔ ان سے اٹھتا دھواں اب مانند ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کہے کے مطابق دوسرے دن اس کے گھر میں پھر موجود تھی ۔ محظوظ سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ اسی سرمئی صوفے پر بیٹھی تھی ۔دائیں طرف کے بھورے دروازے سے فاطق اندر داخل ہوا۔ ہاتھ میں ایک ٹرے تھی اور ٹرے پر ایک مگ اور ایک جوس کا گلاس ۔ اس نے ٹرے درمیان کے میز

پر رکھی اور جوس کا گلاس الف کو تھمایا۔ کافی کا مگ تھامے وہ صوفے کے پیچھے دونوں کہنیاں صوفے پر ٹکائے کھڑا ہو گیا۔

"آج آپ کی ملازمہ کہاں ہیں ؟ "

"چھٹی پر۔ "

"تو آپ کو کام کرنا آتا ہے ؟"

"ہوں ۔ " وہ متاثر نظر آئی ۔ آس پاس کوئی خوشبو سی پھیلی تھی ۔ شاید فاطق کے پرفیوم کی خوشبو تھی ۔

"تو کیا سوچا آپ نے ؟ " اس نے جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

"میں کل بتا چکا ہوں ۔" وہ آگے آیا اور صوفے پر بیٹھا۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی ۔

"میں بھی کل بتا چکی ہوں ۔ " الف نے بھی کندھے اچکائے اور پیچھے کو ٹیک لگا کر کشن کو گھود میں رکھا۔

"تم مجھے جانتی نہیں ہو۔"

"میں جتنا جانتی ہوں وہی میرے کام کا ہے اور میرے لیے کافی ہے۔"

فاطق نے کہنی صوفے کے ہتھے پر ٹکائی اور دو انگلیاں اپنے ہونٹوں پر۔ کچھ سکینڈز کے لیے سامنے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھا۔ نیلی ہوڈی اور نیلی جینز میں وہ لڑکی کون تھی؟ کیوں رعب جما رہی تھی اس پہ؟ کوئی فاطق حجاج کو حکم دے رہا تھا؟ فاطق حجاج کو۔ شلف پر رکھی کتابوں نے بھی سر نکال کر اس لڑکی کو دیکھنا چاہا جو گھر کے واحد مکین پر حکم چلا رہی تھی۔

"کیا تم سب پہ یونہی رعب جماتی ہو؟" خیال کو لفظوں میں پرو دیا گیا۔

"نہیں۔ میں تو صرف حکم چلاتی ہوں۔"

"عمر کیا ہے تمھاری؟"

" لڑکیوں سے ان کی عمر پوچھا اخلاقیات سے باہر کا سوال ہے ۔ " فاطق محظوظ ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔ she is Interesting....

فاطق کچھ نہ بولا تو الف نے آنکھیں گھمائی ۔

" اوکے۔بیس سے دو زیادہ ہوں۔ اب آپ بتائیں میری مدد کریں گے یا نہیں ؟ اور میں نہیں ہرگز نہیں سنوں گی۔ "

" لڑکی تم مجھ پر حکم چلا رہی ہو۔ کچھ خیال کرو مجھ سے آدھی عمر کی ہو تقریباً ۔

" آواز نرم ، انداز ہلکا پھلکا تھا۔ اردگرد بے تکلفی کی فضا قائم ہو رہی تھی ۔

" اچھا آپ کی عمر کیا ہے ؟ "

" چالیس سے تین کم۔"

" اووو۔۔۔" اس نے ہونٹوں کو گول کیا۔ آنکھوں میں حیرت سجائی ۔ " آپس کی بات ہے لگتے نہیں ہیں آپ ۔"

" رہتی کہاں ہو ؟ "

"یہی پاس میں رہتی ہوں لیکن چاہتی ہوں کہ کسی اور سیارے کا ٹکت کٹ جائے میرا ۔ زمین والوں سے بڑا تنگ ہوں میں۔ " اس نے پھر گھونٹ بھرتے چہرے پر اکتاہٹ کے تاثرات سجائے ۔

" میرے خیال سے تو زمین والوں کو یہ بات کہنی چاہیے ۔ " ہلکی مسکراہٹ اور متبسم آنکھوں سے کہا گیا۔

" میں ایسی باتوں کا برا بھی مان جاتی ہوں فاطق صاحب ۔ " اس نے کچھ خفگی دکھائی ۔

" اووہ۔ معذرت ۔ شہزادی صاحبہ کو برا لگا۔" ظنز نہیں تھا۔ الف نے گردن اکڑائی ۔ کسی شہزادی کا کردار اپنایا گیا۔

NOVEL HUT

" آپ کی معذرت قبول کی میں نے ۔ آپ کے لیے معافی کی آفر لا محدود مدت کے لیے ہے ۔ " غلام کی معذرت قبول کر لی گئی ۔ دریا دلی کی مثالیں الف صُلافہ پر آکر دم توڑ گئیں ۔ فاطق نے ایک پل آتش دان سے آتی سنہری روشنی میں اس لڑکی کا روشن چہرہ دیکھا۔

" کیا تم سب کے ساتھ اتنا ہی بولتی ہو؟" نظریں پھیریں اور پھر کافی کا مگ بغیر پیے اس نے جھک کر میز پر رکھا۔

" سب لوگوں کی ایسی قسمت کہاں کہ میری باتیں ان کے حصے میں آئیں ۔ "

" خود پسند ہو لڑکی ۔" اُس پر تبصرہ ہوا۔

" آپ خود شناس کہہ سکتے ہیں مجھے ۔"

" کمال کی برجستگی ہے تمھاری ۔" ایک اور خیال کا اظہار۔

الف ہنسی۔

"میں اسے کمپلیمنٹ کے طور پر لوں گی ۔"

"ویسے کیا آپ سب کے ساتھ اتنے نرم رہتے ہیں؟ یا میرے کوئی سپیشل ڈیل ہے ؟" اس نے جوس کا گلاس میز پر رکھا۔ اس کے کافی کے مگ کے برابر۔

"میں سب کے ساتھ ایسا ہی ہوں۔"

الف نے سمجھ کر سر ہلایا "ہوں۔ اچھے ہیں مطلب۔ مجھے برداشت کر لیں گے۔"

"یعنی تم برداشت آزماؤ گی ؟"

"کوششوں کروں گی کی نہ آزماوں۔" وہ صوفے سے اٹھی۔ نظریں کافی کے مگ پر تھیں ۔ اس کے ذہن میں کچھ ابھرا۔ کوئی دھندلی سی شبہ۔ اس نے خیالات جھٹکے ۔

"چلیں آپ مان ہی چکے ہیں تو کل سے آؤں گی شام کے وقت ۔۔ اب میں چلتی ہوں ۔۔"

"میں کب مانا؟" فاطق نے حیرت سے گردن اٹھائے اسے دیکھا۔

"ابھی ابھی ۔ اگر آپ مانے نہ ہوتے تو مجھ سے اتنا انٹرویو نہ لیتے۔ دروازے سے ہی جھڑک کر واپس بھیج دیتے۔ چلیں سلام۔ کل ملتے ہیں ۔"

"اورہاں ۔۔۔" وہ جاتے جاتے واپس مڑی۔

"میں لوگوں کو جاننے میں بھی بہت اچھی ہوں۔"

وہ سر تک دو انگلیاں لے جاتی باہر کی طرف بڑھی۔ فاطق حجاج اس لڑکی کو منع نہیں کر پایا۔ شاید وہ ٹھیک کہہ رہی تھی وہ مان گیا تھا تبھی وہ اس کے گھر میں بیٹھی تھی ۔ ورنہ فاطق حجاج جتنا بھی نرم ہو اس میں ایک رعب ضرور تھا ۔

آج پھر وہ وہاں بیٹھا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ جوس کا آدھ پیا گلاس اور کافی کا ان چھوا مگ پھر وہیں پڑے رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر میں داخل ہوئی تو وہی ہو رہا تھا جس کی اس کو امید تھی۔

"میں آپ کی اس بیٹی کو بالکل برداشت نہیں کروں گی۔ دیکھیں کیسے میری بچی کا نقصان کر دیا۔ پچھلے دو گھنٹوں سے روئے جا رہی ہے۔"

تابندہ کی آواز پر اس نے آنکھیں گھمائی۔

ایسا بھی کچھ نہیں کر دیا اس نے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو سامنے ہی سرخ گدیوں والے لکڑی کے صوفے پر اس کا باپ بیٹھا تھا۔ سامنے ٹہلتی

ہوئی اس کی سوتیلی ماں اور ایک کونے میں روتی ہوئی اس کی سوتیلی بہن۔

افف ڈرامہ۔۔

"آگئی شہزادی ۔۔پوچھیں اس سے ۔۔پوچھیں اب۔۔۔"تابندہ نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔

"کیوں کیا تم نے یہ؟ تمھاری وجہ سے اس کے سارے بال خراب ہو گئے ہیں۔ آخر مسئلہ کیا ہے تمھیں؟ کیوں اچھے سے نہیں رہتی تم؟ رمیز صاحب غصے کے ساتھ جھنجلائے۔

الف نے زرا حیرت سے انہیں دیکھا۔ بال۔۔؟؟ بالوں کا کیا چکر ہے؟؟ اس نے گردن موڑ کر کونے میں بیٹھی پھولے ہوئے گالوں والی لیلیٰ کو دیکھا ۔ اب کی بار اس نے غور کیا تو وہ واقعی کچھ مضحکہ خیز لگ رہی تھی ۔ اس کے سر پر

کچھ جگہ بال نہیں تھے۔ الف کی ہنسی چھوٹی ۔ رمیز صاحب نے اسے کڑی نظروں سے دیکھا ۔ لیلیٰ پھر سے رونا شروع ہو گئی ۔

" معذرت ۔۔۔" کچھ دیر بعد اس نے ہنسی پر قابو پا کر کہا۔۔۔ " لیکن اس سب میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ " اس نے ہاتھ کھڑے کیے ۔

" جھوٹ مت بولو تمھیں ہی سب سے زیادہ مسئلہ ہے مجھ سے ۔ " روتی ہوئی لیلیٰ بیچ میں بولی۔ اس کی آواز چنگاڑتی ہو لگی۔ الف نے برا سا منہ بنایا۔

" واقعی اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ "

" دیکھیں اس لڑکی کی ڈھٹائی کو آپ رمیز۔ " تابندہ رمیز کی طرف مڑی ۔

" جب میں ایک دفعہ کہہ چکی ہوں کہ میں نے نہیں کیا تو مطلب نہیں کیا ۔ اور آپ سب ہر بات کا الزام مجھے مت دیا کریں ۔ میں کیوں اس کے بال خراب کروں گی بھلا۔ اور میرے علاوہ اس گھر میں آپ کا ایک عدد بیٹا بھی

ہے جس کی اور اس موٹی کی لڑائی ہر وقت جاری رہتی ہے ۔ اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے آپ ۔ "

" میرے بیٹے کو اب بیچ میں مت گھسیٹو لڑکی ۔ "تابندہ بپھر کر بولی ۔

" آپ اگر اپنے شوہر کو میرے خلاف کرنے کے لیے یہ سب کر رہی ہیں تو مت کریں ۔ آپ کا شوہر آپ کو مبارک ۔" بے زاری، لاپرواہی ، لاتعلقی ہر چیز تھی اس کے لہجے میں ۔ ایسے جیسے وہ اپنے باپ کے بارے میں نہیں کسی غیر کے بارے میں کہہ رہی ہو۔

" کیسے بات کر رہی ہو تم۔ ماں ہے وہ تمھاری ۔ " رمیز نے غصے سے کہا۔

" میری ماں پانچ سال پہلے مر گئی تھی ۔ اور بابا آپ ۔ کبھی تو یقین کر لیا کریں ۔ کسی کے بھی کچھ بھی کہنے پر آپ اپنی اولاد کو کٹہرے میں کھڑا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ۔ "

رمیز صاحب نے بے اختیار سامنے کھڑی اپنی بیٹی سے نظریں چرائی ۔ غیر آرام دہ سی خاموشی کے کچھ پل ان تمام افراد کے درمیان حائل ہوئے۔

" میں نے کچھ نہیں کیا اور آئیندہ مجھے ایسی گھٹیا باتوں میں گھسیٹنے کی کوشش مت کیجیے گا ۔ "

اس غیر آرام دہ سی کیفیت کو دوبارہ الف کی آواز نے ٹوڑا۔

" جھوٹی ہو تم۔۔ تمھارا شمپو میں نے استعمال کیا تو یہ سب ہوا۔ ضرور تم نے ہی اس میں کچھ ڈالا تھا تاکہ یہ سب ہو۔ " لیلیٰ نے پھر بیچ میں حصہ لیا۔

"تم نے میری اجازت سے میرا شمپو لیا تھا ؟ نہیں نا ۔ تو یہاں سے ثابت ہوتا کہ میں نے کچھ نہیں کیا ۔ میں بھلا اپنے ہی شمپو میں کچھ کیوں ڈالوں گی۔ اور آئیند مجھ پر الزام لگانے سے پہلے اچھی طرح تصدیق کر لیجیے گا کیونکہ میں اب لحاظ نہیں کروں گی ۔ " آخری جملہ اس نے تابندہ کو دیکھتے کہا تھا۔

" بھائی آج کس لیے یہ عدالت لگی ہے ؟" الف کے پیچھے سے ہی ایک موٹا سا لڑکا اندر داخل ہوا۔ چہکتی آواز میں کہتا وہ صوفے پر اپنے باپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

" جو تم نے میرے ساتھ کرنے کی کوشش کی ہے نا بھولوں گی نہیں میں یاد رکھنا۔" الف نے انگلی اٹھا کر تنفر سے نضر کو دیکھتے کہا۔

" میں نے کیا کیا ہے ؟ " نضر نے معصومیت کی انتہا کی۔

" دیکھا آپ نے رمیز کس قدر بد تمیز ہے یہ۔ میرے بیٹے کو اب دھمکیاں دے رہی ہے۔۔ "تابندہ ایک بار پھر اس کی شان میں قصیدے شروع ہو گئی ۔

" عجیب پاگل خانہ ہے یہ گھر۔" الف ایک طرف سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی ، پھر رکی رمیز صاحب کو دیکھا۔

" اور ہاں بابا ۔۔۔ میں آپ کی فیملی کو زیادہ تنگ نہیں کروں گی ۔ کل سے اور بھی کم ٹائم کے لیے گھر آیا کروں گی ۔ مصروفیت ڈھونڈ لی ہے میں نے اپنے لیے ۔ " اس چہرے پر کچھ اداسی سی چھائی ۔ سیڑھیاں پھلانگتی وہ اوپر آئی ۔ اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتی ڈھڑام سے بیڈ پر گری ۔ چہرے کے تاثرات بدلے ۔ ایک مسکراہٹ نے چہرے پر جگہ بنائی ۔

" اچھا ہوا اس پھلجڑی کے ساتھ ۔ گنجی پھلجڑی ۔ اور اس لٹو نضر کے ساتھ بھی ۔ ضرور اس نے میرے شمپو میں کچھ ڈالا ہو گا ۔ اچھا ہوا اس کی اپنی بہن ہی گنجی ہوئی ہے ۔ " وہ کہتے ہنسی ۔

اپنے فون کی سکرین کو دیکھا ۔ کلاس ٹوٹا ہوا تھا ۔ وہ سیدھی ہوئی ۔ لیلیٰ نے اس کے فون کی سکرین توڑی تھی اور اس نے تو لیلیٰ کا فون جگ میں ڈال دیا تھا ۔ مطلب اس کے کارنامے کا ابھی کسی کو نہیں پتہ چلا ۔ تبھی نیچے کچھ ہلچل

سی محسوس ہوئی۔ رونے کی آواز۔ تابندہ کی صلواتیں ۔ مطلب پتہ چل گیا۔ وہ محظوظ ہوئی۔ اچھا کیا اس نے اور ستائیں اسے ۔۔ وہ اٹھ کر واشروم کی طرف چل دی ۔ اب بعد میں اس ڈرامے کو دیکھے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جب تمھیں بزنس میں بالکل دلچسپی نہیں ہے تو تم نے یہ فیلڈ چنی ہی کیوں ؟
"

وہ دونوں آج شلف کے سامنے رکھے صوفوں پر بیٹھے تھے۔ سورج نکلا تھا تو آتش دان کی رونق مانند پڑ گئی تھی ۔ الف کی کتابوں کی طرف پشت تھی اور فاطق اس کی دائیں طرف بیٹھا تھا۔ الف نے فاطق کو کچھ نوٹس دیے تھے جس کو دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی کاپی کیے گئے ہیں ۔

"دیکھیں فاطق صاحب ! ! ! استاد کو اپنے شاگرد سے کبھی نہیں پوچھنا چاہیے کہ اس نے یہ فلیڈ کیوں چنی بس اسے پڑھانا چاہیے تاکہ وہ پاس ہو سکے۔یہی اخلاقیات کا دائرہ ہے ۔ "

" اور یہ اخلاقیات کا دائرہ یقیناً تمھارا بنایا گیا ہے ؟ " فاطق نے نوٹس میز پر رکھے اور پیچھے کو ہو کر بیٹھا ۔

" ہر انسان کے اپنے دائرے اپنے اصول ہونے چاہیے ۔یہ انسان کو عزت بخشتا ہے ۔ ورنہ جس انسان کی باونڈریز نہیں ہوتی یا جو آسانی سے دوسروں کو اپنی باونڈریز توڑنے دیتا ہے وہ بے عزت ہوتا ہے اور آسانی سے ہرٹ ہو سکتا ہے اور اس میں سب سے بڑا قصور اس کا اپنا ہوتا ہے ۔۔ "

"توبہ کتنا بولتی ہے یہ لڑکی۔ " ایک طرف کام کرتی فاطمہ بی بڑبڑائی۔

NOVEL HUT

"میں نے تم سے کتنی سی بات پوچھی اور تم بات کو کہاں لے گئی۔ ویسے یہ اتنی سمجھداری کی بات کس کی ہے؟"

"آبویسلی الف صُلافہ کی۔ آپ تو مجھے بالکل ہی نکما سمجھتے ہیں۔" وہ کچھ خفا ہوئی۔ گردن موڑ کر فاطمہ بی کو دیکھا جو وہیں لاؤنج میں صفائی کر رہی تھی۔

"ویسے آپ انہیں بتا دیں میں صرف یہاں پڑھنے آئی ہوں ورنہ یہ مجھے ایسے دیکھتی ہیں جیسے میں کچھ چوری کرنے آئی ہوں۔"

"کیا پتا تم واقعی چوری" کیا پتا تم واقعی چوری کرنے آئی ہو؟" فاطق نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔ الف کے چہرے سے کچھ سایہ سا گزرا۔

اور پھر جب بولی تو آواز بہت مدھم تھی۔

"آپ کے پاس کچھ نہیں جو الف چرا سکے۔"

اس ایک پل میں وہ مختلف لگی تھی۔

"مذاق کر رہا ہوں ۔ چلو پھر آج ہم یہاں سے شروع کریں گے ۔۔" فاطق نے نوٹس اٹھائے اور پھر کچھ چیزیں اسے بتائیں ۔ فاطق کا فون بجا تو وہ معذرت کرتا اٹھا۔ الف پاس کام کرتے خلیل کی طرف متوجہ ہوئی جو کتابوں کو جھاڑ رہا تھا۔

" نام کیا ہے تمھارا؟ "

" خلیل۔ " بچے نے جھجک کر جواب دیا۔

" کرتے کیا ہو؟"

"کام ۔ "یک لفظی جواب۔

" کیا کام؟ "

"یہی جی۔" اس نے اپنے ہاتھ میں صفائی کا کپڑا اوپر کرتے کہا۔

" فاطمہ بی کے بیٹے ہو؟ "

"ہاں۔۔"

الف جھنجلائی۔

" کیا ہمیشہ ایسے ہی بولتے ہو؟ ہاں ۔ جی ۔کام۔" الف نے اس کی نقل اتارتے کہا۔

" سکول وول نہیں جاتے کیا؟ "

" جاتا ہوں۔"

"تو آج کیوں نہیں گئے ؟ بچہ خاموش رہا۔ کیا اس لڑکی کو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ آج سنڈے ہے۔ فاطق واپس آیا تو الف اس کی طرف متوجہ ہو گئی ۔ خلیل نے شکر کا سانس لیا اور عہد بھی کیا کہ آئیندہ جہاں یہ ہو گی وہاں کام نہیں کروں گا۔

فاطق اپنی جگہ پر بیٹھا تو الف نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

" کیا میں کچھ پوچھ سکتی ہوں ؟"

" تم کب سے پوچھنے سے پہلے پوچھنے لگی؟" فاطق نے الٹا سوال کیا۔

" تھوڑا پرسنل نوعیت کا ہے ۔ "

فاطق نے ایک پل اسے دیکھا۔ "پوچھو ۔"

" کیا ہوا ہے ؟"

" کیا ؟ " فاطق نے نا سمجھی سے کہا۔

" آپ جب گئے تھے آپ کا چہرہ مختلف تھا ۔ اب مختلف ہے ۔ کچھ ہوا ہے ۔ " فاطق اس لڑکی کی چہرہ شناسی پر حیران ہوا۔ مگر ظاہر نہ کیا۔

" کچھ نہیں ہوا۔ "

" اوکے ۔" الف نے کندھے اچکائے اور نوٹس پر جھک گئ۔

" کوئی چاہتا ہے میں واپس پاکستان آجاؤں ۔" تھوڑی دیر بعد اس کی آواز پر الف نے نظریں اٹھائی۔

" اور آپ ؟"

" میں نہیں جانا چاہتا ۔" وہ صوفے کے ہتھے کو کھرچ رہا تھا۔ بے دھیانی میں ۔ لاشعوری طور پر۔

" تو انکار کر دیں۔ " اس نے پھر کندھے اچکائے ۔

" نہیں کر سکتا مجبور ہوں۔ "

" آپ مجبور نہیں ہیں ۔" اس کی پختہ آواز پر فاطق نے نظریں ہتھے سے ہٹا کر اسے دیکھا۔ "مجبوریاں گلے کا طوق ہوتی ہیں ۔ انسان کھا جاتی ہیں ۔ اور ایسے انسانوں کے چہرے ہی مختلف ہوتے ہیں ۔ مضمحل سے ۔ آپ مجبور نہیں ۔ آپ کو بس انکار کرنا نہیں آرہا۔ "

فاطق ایک بار پھر اس لڑکی کے صحیح اندازے پر حیران ہوا۔

"کیا انکار اتنا آسان ہوتا ہے ؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

" اس سے بھی زیادہ جتنا آپ سوچ رہے ہیں۔ میں تو انکار کر دیتی ہوں۔ بھئی مجھے جو نہیں کرنا بس نہیں کرنا۔" اس نے کچھ ہاتھ کو جھلاتے ہوئے کہا۔

فاطق نے نوٹس اس سے لیے اور کچھ بتانے لگا۔ وہ اور اس موضوع کو طوالت نہیں دینا چاہتا تھا۔ کچھ دیر اس نے خاموشی سے فاطق کو سنا۔

" ویسے یہ خلیل اچھا بچہ لگتا ہے بس شرماتا تھوڑا زیادہ ہے اور مجھ سے تو ایسے شرماتا ہے جیسے میں اس کا رشتہ مانگنے آئی ہوں۔ "

الف نے ماں کے پاس کھڑے کام کرتے خلیل پر تبصرہ کیا جو کہ اتنا اونچا ضرور تھا کہ اس بچے کے کان تک سرخ ہو گئے۔ فاطمہ بی نے کچھ ناگواری سے اس لڑکی کو دیکھا۔

" الف۔۔۔" فاطق کی سنجیدہ سی آواز پر الف نے ہاتھ کھڑے کیے ۔۔

" اوکے اوکے ۔۔۔ "

فاطق نے پھر کچھ سمجھانا شروع کیا۔۔۔

کچھ دیر پھر خاموشی سے سنا گیا۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔

ایک بار پھر " ویسے" سے بات شروع ہو گئی ۔

فاطق نے پیچھے ہو کر ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جما کر اسے دیکھا۔

وہ خاموش نہیں رہ سکتی تھی ۔

وہ یقیناً بہت باتونی تھی۔

NOVEL HUT

اور اب کچھ عرصہ خاموش طبیعت فاطق حجاج نے اس باتونی لڑکی کو پڑھانا تھا بلکہ برداشت کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب سے پہلے کا جامنی پن آسمان کو اپنے گھیرے میں لے چکا تھا۔ سفید دروازہ کھلا تھا اور اس گھر کا مکین دروازے میں کھڑا تھا۔ وہ سامنے پتھریلی روش پر کھڑی تھی ۔

" الف میں امید کروں گا کہ تم کل سے پڑھائی کے لیے سیریس ہو کر آؤ گی۔ ورنہ اگر اپنا اور میرا وقت برباد کرنا ہے تو پلیز مت آنا ۔مجھے اور بھی بہت کام ہیں ۔"

" آپ ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ملک آپ ہی چلا رہے تھے ۔ آپ بھول رہے ہیں آپ ویکیشنز پر آئے ہیں یہاں ۔ "

"جیسے تم برباد کر رہی ہو۔"

"میری مجبوری نہ ہوتی تو آپ کی شاگردہ بننے کبھی نہ آتی۔" اس نے ہاتھ جھلایا۔

"زبردستی کی شاگردہ۔۔" فاطق نے تصحیح کی۔

"ہونہہ۔۔۔ جو بھی۔۔ تیار رہیے گا کل کے لیے۔۔" وہ ایسے کہہ کر آگے بڑھی جیسے کسی مشن کے لیے تیار رہنے کو کہہ رہی ہو۔ لیکن الف صُلافہ کیا کسی مشن سے کم تھی؟

وہ ابھی پتھریلی روش عبور کرتی سڑک پر آئی تھی کہ کسی کی آواز پر قدم رکے۔

"صُلافہ۔۔۔!!!" وہ پلٹی تو سامنے ایک خوش شکل سا نوجوان کھڑا تھا۔ وہ آمنے سامنے کھڑے تھے جب سفید دروازہ بند ہوا۔

"سرمد۔۔!!!" اس کی آواز میں کچھ حیرت تھی۔

"کیسی ہو ؟" وہ نوجوان کچھ قدم آگے آیا ۔

"میں ٹھیک ہوں مگر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تم تو پاکستان میں نہیں تھے ؟"

"کچھ دن پہلے آیا ہوں ۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

"تم یہاں کیا کر رہی تھی ؟"

"کام سے آئی تھی ۔"

"ہوں ۔۔" وہ کام کا نہیں پوچھ سکا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ جواب نہیں دے گی اور وہ اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں بلوا سکتا ۔ سرمد نے گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔آسمان خوبصورت تھا۔ رنگوں سے بھرا۔ یہ وقت خوبصورت تھا۔

"کیا کوئی اور بھی آیا ہے ؟" الف کی سپاٹ سی آواز گونجی۔ سرمد نے آسمان سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا۔

"ہاں ۔۔۔"

کچھ پل خاموشی میں سرکے۔۔۔

" صُلافہ ۔۔۔" الف نے پلٹ کر اسے دیکھا ۔ وہ اس سے کچھ قدم پیچھے رک گیا تھا۔ وہ دونوں ان بھوری عمارتوں کے درمیان چوراہے پر کھڑے تھے ۔

" ایک عرصہ گزر چکا ہے اب ۔"

" کس چیز کو ؟ "

الف اس کے جواب کی منتظر رہی۔ مگر وہ خاموش رہا ۔ جیسے تامل کا شکار ہو۔ پھر اس نے ایک گہری سانس کھینچی ۔ایسے جیسے فیصلہ کر لیا ہو۔

" میں تم سے ہمارے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔ " سرمد نے اس سوال کا جواب دینے کے بجائے نئی بات کہی۔

" ہمارے بارے میں بھلا کیا بات ؟ " الف کی آنکھوں میں محظوظ سا تاثر ابھرا ۔۔ وہ جانتی تھی وہ کیا کہنے والا ہے ۔

"میں تمھیں پسند کرتا ہوں ۔شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے ۔۔"

"اور میں تمھیں بالکل پسند نہیں کرتی اور تم سے ہرگز شادی نہیں کروں گی۔ "

اس کا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا۔ سرمد کا چہرہ سرخ ہو گیا ۔۔

"افف سرمد۔۔۔ تم پانچ سال بعد یہاں آئے ہو۔ بہت کچھ بدل گیا ہے جسے تم نہیں جانتے مگر تم نہیں بدلے۔ اور میں بتاؤں میں بھی نہیں بدلی۔ آج بھی میرا پسندیدہ جواب انکار ہی ہے ۔"

"تم میری تذلیل کر رہی ہو۔"

"تم اپنی تذلیل خود کروا رہے ہو۔ تم میں سیلف رسپکٹ نامی کوئی چیز ہے بھی یا نہیں ؟ آخری بار میں نے یہی کہی آس پاس کسی جگہ پر کافی بے عزتی کے ساتھ انکار تمھارے منہ پر مارا تھا مگر تم کافی ڈھیٹ ہو ۔ سمجھ میں نہیں آیا لگتا

ہے ۔ اس لیے آج بڑے احترام سے پھر منع کر رہی ہوں ۔ میرے انکار کا احترام کرو اور میرے پیچھے آنا بند کرو ورنہ مجھے خود یہ احترام کروانا آتا ہے ۔۔"

مغرب کی اذانیں بلند ہونا شروع ہو چکی تھی ۔ اندھیرا پھیل رہا تھا ، آسمان اپنے رنگ کھو چکا تھا اور سرمد کو اس لڑکی کا چہرہ بھی سیاہ لگنے لگا تھا۔ الف آگے بڑھی ، پھر رکی ، مڑی ۔۔

"یہاں تک آ ہی گئے ہو تم تو اب آکر بابا سے مل لو۔ شاید تمھاری آمد سے وہی خوش ہو جائیں ۔" وہ کہہ کر پھر چل پڑی۔ سرمد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔ وہ ہمیشہ یہی کرتی تھی ۔ ہمیشہ یہی بے عزتی ۔۔ ایک دن وہ بھی اس سے بدلہ لے گا ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ سال پہلے:

قازازن مارکیٹ میں دکانوں کے سامنے کی پتھریلی روش پر چلتے اس نے کنکھیوں سے ساتھ چلتی لڑکی کو دیکھا۔ کندھوں تک آتے چھوٹے بال، دائیں ہاتھ میں ایک ٹھوکری جس میں پھول تھے اور بائیں ہاتھ میں تھیلے۔ وہ ایسے چل رہی تھی جیسے اکیلی ہو۔ وہ تو ساتھ میں ہے ہی نہیں ۔ وہ اسے عدم کر چکی تھی ۔ اسے عدم کرنا آتا تھا۔ اس کی مدد کی آفر پر وہ انکار کا دروازہ اسے پہلے ہی دکھا چکی تھی ۔

" تمھیں کچھ کہنا ہے ؟" آس پاس دکانوں پر نظریں دوڑاتی وہ اس کی نظروں سے بے خبر بھی نہیں تھی۔

وہ گڑبڑایا۔

"ہاں۔۔۔ وہ یہ کہ۔۔۔ مجھے تم اچھی لگی ہو۔۔" اس نے کچھ جھجکتے بات کہی۔

"اچھا۔" وہ ہنسی۔ ایسے جیسے مذاق اڑایا ہو۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔" سرمد نے یقین دلانا چاہا۔

"تو۔ میں نے کیا کہا ہے؟"

"تو تم سیریس نہیں لے رہی۔" کوئی راہ گیر پاس سے گزرا۔ سرمد سے کندھا مس ہوا۔ سرمد نے ناگواری سے پیچھے مڑ کر اس راہ گیر کو دیکھا۔

"اس میں سیریس کیا لوں؟" وہ سڑک کنارے ایک سٹال کے سامنے رکی۔ تھیلے نیچے چھوڑتے وہ مصنوعی جیولری دیکھنے لگی۔

"مجھے تم واقعی بہت اچھی لگتی ہو۔" دوبارہ الف کی طرف متوجہ ہوتے اس نے ایک بار پھر کہا۔

"ہاں۔۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو نا اس لیے اچھی لگ رہی ہوں۔ ورنہ مجھے جاننے کے بعد زہر تمھیں مجھ سے زیادہ پسند آئے گا۔" اس نے ایک بریسلٹ اٹھا کر کلائی میں ڈالا۔ آدھے چاند کی شکل کا سنہری بریسلٹ۔

"کتنی منفی ہو تم خود کے بارے میں"۔ سرمد نے جیسے جھرجھری لے کر تبصرہ کیا۔

"میں خود شناس ہوں۔"

بریسلٹ چھوڑ کر دوبارہ تھیلے اُٹھائے اور آگے بڑھی۔

"مجھ سے شادی کرو گی؟" سرمد نے رک کر اس سے پوچھا۔ وہ اس سے دو قدم آگے تھی۔

"نہیں۔۔"

سرمد کو اتنے سیدھے انکار پر اہانت کا احساس ہوا۔

"پر تم مجھے اچھی لگی ہو۔ میں کرنا چاہتا ہوں تم سے شادی ۔ "

"پر میں نہیں کرنا چاہتی۔ "

الف اب کی بار پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"دو دن نہیں ہوئے تمھیں مجھے جانتے ہوئے اور شادی کے لیے پروپوز کرنے آ گئے ہو۔" وہ ناگواری سے گویا ہوئی۔

"تمھارے ساتھ میں مارکیٹ کیا آگئی تم تو فری ہی ہو گئے ہو۔ جانتے نہیں ہو تم مجھے ابھی۔ دوبارہ ایسی بات میرے سامنے مت کرنا ورنہ تمھارا منہ نوچ لوں گی۔"

NOVEL HUT

اس لڑکی کی اونچی آواز پر آس پاس کے کچھ لوگ رکے۔

"کچھ مسئلہ ہے بیٹے ؟" انہی لوگوں میں سے کسی نے اس سے پوچھا تھا ۔

" نہیں ۔ " وہ کہتی پلٹ گئی ۔ سرمد اس کے پیچھے نہیں جا سکا۔ اس بے عزتی کے بعد جانا بھی نہیں چاہیے تھا۔

" کوئی بات نہیں ۔ وہ ابھی تھوڑی چھوٹی ہے ۔ نا سمجھ۔ اٹھارہ سال عمر ہی کتنی ہوتی ہے ۔ " اس نے بے عزتی کے احساس کو کم کرنے کے لیے خود کو تاویلیں دینا شروع کیں۔

" مگر زبان میں واقعی زہر ہے ۔ پر کوئی نہیں ٹھیک ہو جائے گی۔ اور شادی تو میں اسی سے کروں گا۔ "

اس نے اتنی اہانت کے بعد بھی پختہ ارادہ کیا یہ سمجھے بنا کہ اس لڑکی کے پاس سرمد کے لیے ہمیشہ انکار ہی ہو گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری منزل کی کھڑکی کے دونوں پٹ وا تھے ۔ کھڑکی سے آتی پرندوں کی چہچہاہٹ کوئی خوش کن سُر لگتی تھی ۔ صبح کی ہواؤں سے اندر لگے ہلکے آسمانی رنگ کے پردے پھڑ پھڑا رہے تھے ۔ چھوٹی بالکونی گیلی تھی ۔ پودوں کو ابھی ابھی پانی دیا گیا تھا۔ کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا۔

"تو تم یہ کہہ رہے ہو کہ تم وہاں ایک لڑکی کو پڑھانے والے ہو؟ " لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر آتے چہرے نے سوال کیا ۔

"ہاں۔۔"

"فاطق آریو سیریس ؟؟؟"

" یار خذیفہ پلیز۔ اب تم یہ ڈرامائی ری ایکشنز مت دو۔ اسے مدد کی ضرورت تھی تو بس اس لیے میں ۔۔۔ ! ! ! " خذیفہ نے اس کی بات کاٹی ۔

"فاطق۔۔! ! ! دمشق ٹیچرز سے بھرا پڑا ہے۔ وہ کسی کی بھی مدد لے سکتی ہے۔ تمہیں یہ بوجھ خود پر سوار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"یہ بوجھ نہیں ہے۔"

"ایک ذمہ داری، ایک کمٹمنٹ تو ہے نا۔ اور تم اس کے لیے تیار نہیں ہو۔ تم اس کے لیے وہاں نہیں ہو یہ یاد رکھنا۔"

"میں اب اسے منع نہیں کروں گا۔" اس نے جیسے بات ختم کی تھی۔ خذیفہ نے اسے ایک پل کو دیکھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو تم دمشق میں کیوں ہو؟" فاطق کے چہرے سے کچھ گزرا تھا۔

کوئی تکلیف دہ سایہ۔

کھڑکی کے باہر پرندوں کی چہچہاہٹ اب کسی اداس گیت میں تبدیل ہو گئی تھی ۔ صبح نے اپنے سارے رنگ یکدم ہی کھو دیے تھے ۔

" میں جانتا ہوں میں کیوں ہوں یہاں ۔ " اس کی آواز پست تھی ۔

" پھر بھی ۔ پھر بھی ان سب جھمیلوں میں خود کو پھنسا رہے ہو؟" خذیفہ نے ملامت سے کہا۔

" تم نہیں جانتے خذیفہ کہ یہاں کا ہر دن کتنا اذیت ناک ہے ۔ امید اور ناامیدی کے درمیان جھولتا ہوا۔ میں روز خود کو ملامت کرتا ہوں اتنی دیر کر دینے پر۔ اگر ایسے میں میرا دماغ بٹتا ہے' کچھ دیر کے لیے ہی سہی تو میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ دیر کا سکون تو میں بھی چاہتا ہوں یار۔"

خذیفہ کو اس پر ترس آیا ۔

" ای ایم سوری ۔"

" مگر میں ۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں ۔ میں کچھ نہیں کر پا رہا۔ اتنے دن ہو گئے ہیں۔ میں ناکام ہو گیا تو؟ " لہجے میں خوف تھا۔ کچھ کھو دینے کا خوف۔

" فاطق تم مایوس ہو گے تو کبھی نہیں کر پاؤ گے ۔ یقین رکھو گے تو تم کامیاب ہو گے۔" اس نے ایک پل کو آنکھیں میچی ۔

"ہاں میں کروں گا ۔۔میں اپنے لیے ، اس کے لیے یہ کروں گا۔

"...Because she is my only family

خذیفہ سے زیادہ خود کو یقین دلایا گیا تھا۔ سمجھایا گیا تھا۔ یاددہانی کروائی گئی تھی ۔

خوبصورت سرمئی آنکھوں میں کوئی خزن سا آ ٹھہرا تھا۔

اس حزن میں ماضی کے کچھ لمحات سرسرانے لگے تھے۔

"کیا تمھاری تمھارے چچا سے بات نہیں ہوتی؟"

خذیفہ نے بات بدلی۔ فاطق چونک کر سیدھا ہوا۔

"آ۔۔ دمشق آنے کے بعد ایک دو دفعہ ہی ہوئی ہے۔ کیوں؟ کیا کچھ ہوا ہے؟

"

"نہیں ہوا کچھ نہیں۔ وہ بس ایک دن ملے تھے۔ تمھاری واپسی کا پوچھ رہے تھے اور۔۔۔۔" خذیفہ نے دانستہ بات ادھوری چھوڑی۔

"اور کیا؟"

"تمھاری اور ماہین کی شادی کا کہہ رہے تھے۔ وہ جلدی کرانے چاہتے ہیں۔ ماہین مان گئی ہے کیا؟" وہ الجھا ہوا لگتا تھا۔

فاطق کے چہرے پر زخمی سا تاثر ابھرا۔

"ہاں وہ مان گئی ہے ۔ اس وقت میں ایک بہترین اوپشن ہوں۔ " اس نے لیپ ٹاپ لڈ بند کر دی۔ آنکھوں کو مسلا۔ اس کا کافی کا مگ آج پھر ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ آج پھر اسے نہیں پیا جانا تھا ۔

☆☆☆

وہ سمندر کے کنارے کھڑے تھے ۔ لہریں آتی اور ان کے پیروں کو چھو کر واپس مڑ جاتی ۔ اس کی سیاہ شرٹ ہوا سے پھڑ پھڑا رہی تھی ۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے ۔ وہ آج کے فاطق سے چھوٹا تھا، کچھ مختلف تھا۔ اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا۔

"تم نے کوئی اہم بات کرنی تھی ؟ "

ماہین اس کی طرف مڑی۔ گلابی قمیض شلوار میں ملبوس ۔ بھورے بال کھلے تھے ۔

" شکریہ فاطق تم اتنے دور کراچی آئے میرے لیے ۔ ویک اینڈ ہوتا تو میں خود آ جاتی مگر مجھے ضروری بات کرنی تھی اور ابھی ہی کرنی تھی ۔ "

" کوئی بات نہیں ۔ تم بتاؤ تمھیں کیا کہنا ہے ؟ "

" تم سے شاید کوئی بات کی ہے بابا نے ؟ " فاطق نے اثبات میں سر ہلایا۔

" تم نے کیا کہا ؟" ہوا سے اڑتے اپنے بالوں کو سمیٹتے اس نے ایک اور سوال کیا۔

NOVEL HUT

" مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا ان کی بات پہ۔ "

" پر مجھے ہے فاطق ۔۔ " فاطق نے گردن موڑ کر خاموشی سے اسے دیکھا ۔ اسے ماہین سے اعتراض کی امید نہیں تھی ۔

"تم صرف میرے دوست ہو۔ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔میں کسی اور میں انٹرسٹڈ ہوں ۔ تم انکار کر دو۔ "

"میں انکار نہیں کر سکتا ۔" فاطق نے نظریں چرائی ۔ سمندر کا شور تھا۔ مگر اس سے زیادہ شور اسے اپنے اندر سنائی دیا۔

"یہی ۔۔یہی ایک بڑی وجہ ہے فاطق۔ میں اگر کسی اور میں انٹرسٹڈ نہ ہوتی تب بھی تم سے شادی نہ کرتی کیونکہ تم میرے آئیڈیل لائف پارٹنر نہیں ہو۔ تم اس سکیچ کے قریب بھی کہیں نہیں ہو۔ تم کبھی اپنے لیے سٹینڈ نہیں لے پاتے میرے لیے کیا لو گے ۔ تم بابا کی ہاں میں ہاں ملاتے ہو۔ تمھاری اپنی کوئی رائے نہیں ۔ میں نہیں جانتی تمھارے اندر کیا ڈر کیا انسکیورٹیز ہیں لیکن میں

ایک ایسے مرد کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی جو مجھے کسی قیدی سے کم نہیں لگتا ۔ "

فاطق سر جھکائے پاؤں سے ریت پر کچھ بناتا اسے سن رہا تھا۔ لہریں آئی اور اس کے بنائی لکیروں کو مٹا کر واپس چلی گئی ۔ ماہین نے تاسف سے اسے دیکھا۔

" تم کچھ نہیں کہو گے ؟ "

" میں کیا کہوں ؟ "

" فاطق ہم ہمیشہ دوست رہیں گے اور میں دعا کروں گی تم خود کو پہچان لو۔ خود کو اس قید سے آزاد کر لو۔۔ یا پھر تمھاری زندگی میں کوئی ایسا آئے جو تمھیں آزاد ہونا سیکھا دے جو تمھیں جینا سیکھا دے۔"

وہ کہہ کر پلٹ گئی اور فاطق حجاج وہیں کہیں سمندر کی لہروں میں کھڑا رہ گیا ۔ سمندر شور کرتا رہا۔ اسے بولنے پر اکساتا رہا مگر وہ ۔۔۔ وہ کچھ نہ بولا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ماہین سچ کہہ کر گئی ہے ۔

اور ماہین کے ان لفظوں کی بازگشت آج بھی اسے سنائی دے رہی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج کی کرنیں سامنے کی کھڑکی سے کچن میں گر رہی تھیں ۔ بھوری لکڑی سے بنے آدھے کیبنٹ کھلے تھے کیونکہ وہ خراب ہو چکے تھے ۔ سفید کاؤنٹر کے پاس لیلیٰ کھڑی جوس میں چمچ ہلا رہی تھی ۔ ساتھ میں کچھ گنگنایا جا رہا تھا۔ الف کچن میں داخل ہوتے ہوئے رکی۔ لیلیٰ پر نظر پڑی تو وہیں دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی ۔ لیلیٰ نے سر پر سکارف لے رکھا تھا۔ الف کو

تھوڑا سا افسوس ہوا۔ اگر یہی حرکت اس نے کی ہوتی تو یقیناً کوئی افسوس نہ ہوتا۔

" اہمم۔۔۔ بڑا گنگنایا جا رہا ہے ۔۔" لیلیٰ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جینز جوگرز اور کوٹ میں وہ کہیں جانے کو تیار لگ رہی تھی۔

" تم سے مطلب ۔۔۔" الف چلتی آگے آئی اور لیلیٰ کے ساتھ کاؤنٹر سے پشت ٹکائے کھڑی ہو گئی ۔

" کل سرمد آیا تھا۔ کیا یہ خوشی اس وجہ سے ہے ؟ " لیلیٰ نے جھٹکے سے گردن موڑی ۔ الف محظوظ ہوئی ۔

" ہوں تو اسی وجہ سے ہے ۔۔" الف نے سمجھ کر سر ہلایا ۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ " لیلیٰ نے یکدم تاثرات سنبھالے۔ کجا الف پورے دمشق میں دھنڈورا نہ پٹوا دے ۔۔

" مانا کہ وہ پانچ سال بعد دمشق آیا ہے مگر میں جانتی ہوں تم اسے پسند کرتی ہو۔

" الف نے کاؤنٹر پر رکھی فروٹ باسکٹ سے ایک سیب اٹھایا اور اس میں دانت گاڑھے۔ ایک آواز سی پیدا ہوئی ۔

" میرے پاس اس کا نمبر بھی ہے ۔" جب لیلیٰ نے کوئی جواب نہ دیا تو الف آگے ہو کر کچھ رازدارانہ انداز میں بولی۔ اب کی بار لیلیٰ نے آہستہ سے گردن موڑ کر دوبارہ اسے دیکھا۔

الف کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔

" کیا۔۔۔ کیا تم مجھے دو گی ؟؟؟"

" ہاں دے دوں گی۔۔" الف نے کندھے اچکائے اور پھر یکدم اس کے چہرے پر مایوسی بھرے تاثرات چھائے ۔۔

NOVEL HUT

" اوو لیکن تم نے میرے فون کا جب سے گلاس توڑا ہے وہ ٹھیک سے کام نہیں کر رہا تو اس لیے وہ میں تمھیں ابھی نہیں دے سکوں گی۔ "

لیلیٰ کچھ شرمندہ ہوئی ۔ اس کی سوتیلی بہن اتنی بھی بری نہیں تھی ۔

" تو پھر۔۔۔۔؟ "

" تو یہ کہ میں جا رہی ہوں ابھی ضروری کام سے ۔ شام میں پھر ٹیوشن پر جاؤں گی ۔ رات تک واپس آجاؤں گی۔ شاید تب تک میرا فون بھی ٹھیک ہو جائے ۔ "

" رات تک۔۔۔" لیلیٰ کے چہرے پر مایوسی چھائی۔

" ہاں ۔۔ چلو میں چلتی ہوں۔۔۔ " وہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھی ۔ پھر رکی۔۔

" لیلیٰ کیا تم میرا ایک کام کرو گی ؟"

"ہاں بتاؤ ۔۔۔" روشنی کے ہالے میں کھڑی لیلیٰ قدرے سیاہی میں کھڑی اپنی سوتیلی بہن کی طرف مڑی۔

" میرے کمرے میں میرے کچھ کپڑے رکھے ہیں پلیز انہیں دھو دینا ۔ میں ابھی اس کام میں لگ گئی تو رات میں اور دیر سے آؤں گی ۔" لیلیٰ نے زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا ۔ کام نہ ہوتا تو وہ الف کو دیکھے تک نہ۔

الف مسکرا کر پلٹی۔

گھر سے باہر نکلی اور اپنے راستے کی طرف چل دی۔

شام کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا ۔

کیا ہو گا جب وہ لیلیٰ سے کہے گی کون سا نمبر؟

وہ تو کسی نمبر کو نہیں جانتی ۔

وہ تو کسی سرمد کو ہی نہیں جانتی۔

اور پھر لیلیٰ رونا دھونا مچائے گی مگر تب تک الف کا کام ہو چکا ہو گا۔

اسے سوچ کر ہی کچھ مزا آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید دروازے کے سامنے دو لکڑی کی کرسیاں پڑی تھی جن پر دو لوگ بیٹھے تھے ۔ شام کی باسی ہوئی دھوپ سرمئی آنکھوں والے مرد کے پیچھے سے آتی سامنے بیٹھی آمبر آنکھوں والی لڑکی پر گرتی تھی۔ لڑکی بے چینی سے پہلو بدلتی۔ جبکہ سامنے بیٹھا مرد لیپ ٹاپ میں منہمک تھا۔ بلاآخر لڑکی کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

" ویسے میں نے سنا ہے آپ پاکستان کے ایک بہت بڑے ملینر ہیں ۔ " سرمئی آنکھوں والے مرد کے گالوں میں گڑھے ابھرے جو جلد ہی معدوم ہو گئے ۔ وہ جانتا تھا وہ خاموش نہیں رہ سکتی ۔

" میں بلینر ہوں ۔ مائنڈ اٹ ۔ " نظریں اٹھائے بغیر تصحیح کی ۔

" اچھا جو بھی ہیں مگر اتنا امیر آدمی ڈاؤن ٹاؤن کے کسی عالیشان محل میں رہنے کے بجائے یہاں اس چھوٹے سے گھر میں کیوں رہتا ہے ؟ "

" کیوں کہ یہ میری نانی کا گھر ہے ۔ "

الف نے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا ۔ چہرے پر حیرانگی چھائی ۔

" یعنی آپ آدھے آدھے شامی ہیں ؟ "

" ہاں ۔۔۔ "

"اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے آتے ہوئے مگر آپ نے مجھے بھنک تک نہ پڑنے دی۔ آپ کو مجھے یہ پہلے بتانا چاہیے تھا۔ ایک شاگرد کا حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے استاد کے بارے میں جانے۔" وہ جیسے اس کے پہلے نہ بتانے پر مایوس ہوئی۔

"کیا؟ کہ میں ملینر ہوں یا آدھا شامی؟" وہ ابھی بھی سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

"دونوں ہی۔"

"اچھا تو پھر تم کیا کرتی؟" اب کی بار فاطق نے نظریں اٹھائی اور فرصت سے اسے دیکھا۔ وہ روشن چہرہ دھوپ کی تمازت سے سرخ ہو رہا تھا۔

وہ ڈرامائی انداز میں آگے کو ہو کر بیٹھی۔

"میں آپ کو اغواہ کر کے آپ ہی کے گھر کے بیسمنٹ میں چھپا دیتی۔ پھر آپ کے پچھلوں کو فون کر کے کہتی کہ اگر فاطق حجاج کو چاہتے ہو تو ابھی کے ابھی دس کروڑ میرے حوالے کرو ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔"

فاطق ہنسا۔

الف نے ایک پل اسے دیکھا ۔ سرمئی آنکھوں والا مرد بہت خوبصورت تھا۔

" تم سے تو اللہ کی پناہ لڑکی۔ اچھا خاصہ کرمنل مائینڈ ہے تمھارا۔ ویسے تم اتنے پیسوں کا کیا کرتی ؟" اسے اچھا لگ رہا تھا اس سے باتیں کرنا۔ وہ چاہتا تھا وہ اور بھی بولے۔ وہ اس کی بہت سی پریشانیوں میں ہنسی کا واحد سبب تھی ۔ بے چین دن کے بعد سکون بھری نیند جیسی۔

" میں ترکی میں ایک گھر خریدتی اور پھر اس کے بعد وارلڈ ٹور پر جاتی ۔ یہ دونوں چیزیں میں اب بھی کروں گی بس ایک دفعہ پیسے کما لوں۔ "

فاطق نے دیکھا تھا ۔ اس کی آنکھوں کی چمک کو ۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔پیسے کی چمک ۔پیسہ کما لینے کا جزبہ۔

"پیسہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ "

" سب کچھ نہیں لیکن بہت کچھ ضرور ہوتا ہے ۔ اس دُنیا میں ہر ایک کو پیسے سے محبت ہے اور جو کہتا ہے نہیں ہے وہ جھوٹا ہے ۔ بس فرق کہاں آتا ہے کچھ مجھ جیسے لوگ ہوتے ہیں جو سر عام پیسے سے محبت جتاتے ہیں اور کچھ آپ جیسے جو صرف اندر اندر سے محبت کرتے ہیں ۔ "

اس نے اپنی عادت کے مطابق لمبا سا جواب دیا ۔

" واو تم تو انسانوں کو اندر سے جاننے میں بھی ماہر لگ رہی ہو ۔ "

" بس میں ہوں کی اتنی ٹیلینٹڈ ۔ آپ مجھے یہ بتائیں آپ نے یہ ڈگری مکمل کیسے کی تھی ؟ اتنی بورنگ ۔ مجھے تو اپنے پاس ہوں کے آثار کہیں سے نظر نہیں آ رہے۔ " اس نے کچھ اکتاہٹ سے کہا۔

"ہاں جب بندہ پڑھنے کے بجائے باتیں کرتا رہے گا تو آثار نظر ویسے بھی نہیں آئیں گے۔" وہ واپس لیپ ٹاپ پر دیکھنے لگا۔

"آپ فاطق صاحب۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں۔" الف آنکھیں پھیلائے صدمائی انداز میں بولی۔

"میری اتنے دنوں کی ریاضتوں کو آپ نے ایک نظر نہ دیکھا۔"

"ہاں تو وہ پانچ منٹ کی ریاضتیں پچاس منٹ کی باتوں پر بھاری تھوڑی نہ ہو سکتی ہیں۔"

الف نے دل برداشتہ ہو کر کوئی نادیدہ آنسو صاف کیے۔ فاطق نے پھر فرصت سے اس کی ڈرامہ بازی کو ملاحظہ کیا۔

"بس فاطق صاحب بس۔ جا رہی ہوں میں۔" وہ اٹھی۔ "آپ کو میری پڑھائی کی قدر ہی نہیں ہے۔"

" الف تم روز یہاں آتی ہو ، باتیں کرتی ہو اور واپس چلی جاتی ہو۔ پڑھتی کب ہو تم ؟ " کچھ حیرت بھرا استفسار کیا گیا ۔

" اور اتنا ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ سیدھا سیدھا کہو کہ آپ محترمہ کو نہیں پڑھنا۔ " الف نے آنکھیں گھمائی ۔ ہاتھ اونچا کر کے اوپر بالکنی سے لٹکتی بیلوں سے کچھ پتے توڑے۔

" اب آپ بالکل ایسا بھی تو نہ کہیں ۔ تھوڑا تھوڑا تو پڑھ ہی رہی ہوں۔ "

فاطق بھی اٹھ کھڑا ہوا ۔

" لڑکی میرے پودے برباد مت کرو۔ " الف نے چہرے کے زاویے بگاڑے۔

" اتنا اچھا نام بتایا ہے میں آپ کو مگر نہیں ۔ لڑکی کہتے رہتے ہیں ۔ الف صُلافہ نام ہے میرا ۔ سن رہے ہیں آپ ۔" وہ زرا آگے کو ہو کر اونچی آواز میں بولی۔

" سن لیا ہے ۔ سن لیا ہے ۔ جائیں محترمہ ۔ "

" دیکھا آپ نہیں سدھر سکتے ۔۔" اشارہ اس کے محترمہ کہنے کی طرف تھا۔

وہ افسوس سے کہتی جانے کے لیے مڑنے لگی پھر رکی اور اس کی طرف دیکھا۔

" آپ کی آنکھیں ۔۔۔۔۔ " اس نے بات ادھوری چھوڑی ایسے جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔

" کیا؟ " فاطق نے استفہامیہ ابرو اٹھائی۔

" میرے پسندیدہ موسم جیسی ہیں۔ " فاطق کے چہرے پر حیرت ابھری۔

" اور ۔۔۔" وہ پھر رک گئی ۔۔۔

" اور؟ " فاطق نے پھر سوال کیا۔ سماعتیں پوری طرح سامنے کھڑی لڑکی کی طرف متوجہ تھیں ۔

"کچھ نہیں ۔"

وہ دائیں بائیں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی ۔

فاطق کی آنکھیں ۔

کیا ایسی آنکھیں کسی اور کی بھی ہیں ؟

شاید اس کی۔

ایک خیال سا گزرا تھا اس کے ذہن سے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پرانے شہر کی وہ خوبصورت گلیاں اور اونچی اونچی پھتروں کی دیواریں آج بھی اپنے اندر اس پرانے دور کی خوشبو سمائے ہوئے تھیں ۔ الف کو ہمیشہ یہ شہر کسی اور دور میں لے جاتا تھا۔ وہ دور جہاں زمانہ سادہ اور لوگ سچے تھے ۔ دل مخلص اور محبتیں خالص تھیں ۔

الف کے بچپن کی ہر ایک یاد اس پرانے شہر میں قید تھی ۔ کچھ بہترین ساتھی ملے تھے اور کچھ اپنے دور ہوئے تھے ۔ اس نے ان گلیوں کی خوشبو کو اندر اتارتے ہوئے گہرا سانس لیا اور قدم آگے بڑھائے ۔ وہ آج کسی اپنے سے ملنے آئی تھی ۔

یہاں کی ہر ایک گلی اس کی شناسا تھی۔ کچھ دیر چلنے کے بعد وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچی ۔ ایک طرف قطار میں ایک ساتھ جڑے گھر تھے۔ وہ چلتے ہوئے آگے آئی اور ایک گھر کے سامنے اس کے قدم تھمے ۔ پرانے طرز کی بڑی کھڑکیوں والے اس گھر پر سبز بیلیں چڑھی تھی ۔ اس کے دل میں کچھ ہوا تھا مگر پھر اس نے قدم آگے بڑھا دیے مضبوطی سے ، بہت کچھ پیچھے چھوڑتے ہوئے۔ وہ ایک گھر چھوڑ کر اس کے آگے والے گھر کے دروازے کے سامنے رکی۔

NOVEL HUT

اس کا فون بجا۔ سفید جینز پر سرمئی جرسی پر سفید چھوٹا سا کراس بیگ پہن رکھا تھا۔بیگ سے فون نکالا ، کالر آی ڈی دیکھی اور فون بند کر دیا۔

سامنے لگے لوہے کے نیلے گیٹ پر دو تین بار دستک دے کر پیچھے ہوئی ۔ گیٹ کھلا اور ایک چہرہ نمودار ہوا۔ الف کے چہرے پر الجھن در آئی ۔ سامنے بڑی سی چادر لیے ایک عورت کھڑی تھی ۔

" سلام ! ! یہ آزیہ اسلام کا گھر ہے نا؟ "

" جی نہیں ! ! ! اس گھر میں پچھلے ایک سال سے ہم رہ رہے ہیں ۔ "

ساتھ والے گھر سے کسی بچے کی آوازیں آرہی تھیں وہ کسی کو بلا رہا تھا۔

الف نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ ایک سال سے اگر یہ یہاں رہ رہی ہیں تو آزیہ کہاں ہیں ؟؟

" آپ یہاں کیوں رہتی ہیں اور کس نے دیا آپ کو یہ گھر ؟ "

" جی ہم تو یہاں کرائے دار ہیں اور یہ گھر ہم نے جان صاحب سے لیا ہے ۔ "

وہ کچھ دیر سوچ میں مبتلا وہیں کھڑی رہی۔ عورت اس کے بولنے کی منتظر تھی

۔

" کیا آپ کے پاس جان صاحب کا نمبر ہے ؟ "

" نہیں میرے شوہر کے پاس ہے اور وہ اس وقت گھر نہیں ۔ "

بچے کی آوازیں اب کم ہو گئی تھی شاید کسی نے اسے چپ کروا دیا تھا ۔

الف نے شکریہ ادا کیا اور واپس مڑ گئی ۔ یہ جان کون تھا اب اور آزیہ کا گھر اس نے کرائے پر کیوں دیا تھا ؟ وہ انہی سوچوں میں آگے بڑھی کہ ایک دفعہ پھر فون بجا۔ اس نے کوفت سے فون کی طرف دیکھا۔ وہ اسی بیلوں سے ڈھکے گھر کے باہر کھڑی تھی ۔

اس نے فون کان سے لگایا۔

"کیا کام ہے ؟"

" ای ایم سوری ۔۔۔" اس آواز میں ملال تھا۔ کچھ اداسی تھی ۔

الف تلخی سے ہنسی مگر خاموش رہی ۔

"کیا ناراض ہو؟" استفسار کیا گیا۔

" کیا ۔۔۔کام ۔۔۔ہے ؟" اس نے لفظ چباتے ہوئے ادا کیے ۔

" میرے پاس آکر رہو۔ "

" میں اپنے باپ کے گھر آرام سے رہتی ہوں۔ "

" وہاں سب سوتیلے ہیں ۔ " سوتیلے پر زرو دے کر کہا گیا۔

" مگر میں سنڈریلا نہیں ہوں۔" سامنے بھی الف تھی ۔

"کیا ایک ڈنر۔۔۔۔۔" الف نے بات کاٹی ۔

" اوو پلیز۔۔مجھے یہ سب نہیں سننا ۔ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ اور آئیندہ مجھے فون مت کرنا ۔ " الف نے تلخی سے کہتے کچھ بھی مزید سنے بغیر کال کاٹی ۔ آنکھیں زور سے میچ کر دوبارہ کھولی۔ شاید کسی اداسی کو چھپایا تھا۔ وہ مزید وہاں رکے بنا آگے بڑھ گئی مگر قدم یکدم ہی سست ہوئے ۔ سامنے کوئی کھڑا تھا۔ ایک مرد۔ اس نے نظر انداز کرتے سر جھٹکا اور دوبارہ قدموں میں تیزی لائی۔ اس کے پاس اور ضروری کام تھے۔ اسے آزیہ کو ڈھونڈنا تھا۔

شام کے وقت وہ واپس گھر آئی تھی ۔ گھر میں داخل ہوتے ہی لیلیٰ سے ٹکراؤ ہوا ۔

NOVEL HUT

" لیلیٰ بابا کہاں ہیں ؟ "

لیلیٰ جواب دیے بنا ' ہونہہ ' کرتی ایک طرف جا کر صوفے پر بیٹھ گئی ۔ اسے سرمد والا دھوکہ ابھی تک نہیں بھولا تھا۔

الف رمیز صاحب کے کمرے کی طرف بڑھی ۔ لیلیٰ نے اسے دیکھا ۔ آج میڈم شام میں گھر پر ہیں ضرور کوئی خاص بات ہو گی۔ وہ اٹھی اور دروازے کے ساتھ کان لگائے کھڑی ہو گئی ۔

الف ااندر داخل ہوئی تو تابندہ بھی وہیں موجود تھی ۔

" بابا مجھ آپ سے بات کرنی ہے ۔" اس نے سیدھا بیڈ پر بیٹھے اپنے باپ کو مخاطب کیا۔

" آؤ بیٹھو۔ " انہوں نے سیدھا ہوتے ہوئے اسے بیٹھنے کو کہا۔ الف ان کے پاس آئی تھی ۔ آج یقیناً کوئی خاص بات تھی ورنہ وہ جانتے تھے کہ وہ اپنا کوئی مسئلہ ، اپنی کوئی بات لے کر ان کے پاس کبھی نہیں آتی ۔ ان کی بیٹی خودار تھی ؟

نہیں ۔ وہ اپنے باپ سے بہت دور تھی۔

" کہو۔۔۔"

" ہمارے پرانے محلے میں اسلام انکل رہتے تھے ۔ کیا آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہیں ؟ کیونکہ ان کے گھر میں تو اب کرائے دار رہ رہے ہیں ۔ "

" اسلام کا تین سال پہلے انتقال ہو چکا ہے ۔ " الف کو شاک لگا تھا۔ اسے کیسے نہیں پتہ چلا۔

" اور آزیہ ؟" ایک امید کہ شاید بابا آزیہ کے بارے میں جانتے ہوں۔

" آزیہ کے بارے میں میں نہیں جانتا۔ "

الف کچھ دیر خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی۔ خالی نظریں اپنی ہتھلیوں پر جمائے ۔ کسی نقصان کے خوف میں گری۔ پھر کچھ یاد کر کے بولی۔

" اسلام انکل کے ایک کزن تھے رفیق صاحب ۔۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں ؟ "

"ہاں۔۔ رفیق کو جانتا ہوں میں ۔۔۔"

"آپ ۔۔ آپ کے پاس ان کا فون نمبر یا ایڈریس کچھ ہو گا ؟" وہ پر جوش ہوئی

۔

"ہاں ایڈریس ہے میرے پاس۔" انہوں نے الف کو ایڈریس بتایا وہ اٹھ کر جانے لگی تو وہ بولے۔

"تم کیوں اسے ڈھونڈ رہی ہو ؟ "

الف نے ایک پل ٹھہر کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"کیونکہ آزیہ اس دنیا میں میری سب سے بہترین دوست ہیں ۔" وہ کہہ کر باہر کی اور بڑھی۔ دروازہ کھولا تو سامنے لیلیٰ کھڑی تھی ۔ الف تیزی سے اس کے پاس سے گزرتی دروازہ پار کر گئی۔ لیلیٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ آج کوئی

بھی ' خوبصورت بات ' کہے بغیر چلی گئی تھی یعنی آزیہ اس کے لیے واقعی بہت ضروری تھی ۔ وہ کندھے اچکاتی واپس صوفے پر جا بیٹھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الف بے چینی سے اس ہال نما ملاقاتی کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی ۔ ایک طرف سیاہ صوفے پڑے تھے ۔وہ کچھ دیر پہلے رفیق صاحب کے گھر سے یہاں آئی تھی ۔ رفیق صاحب نے اسے اس شلٹر ہوم کا پتہ دیا تھا۔ ان کے مطابق آخری بار یہی سنا تھا کہ آزیہ یہاں ہے ۔ وہ تھک گئی تھی۔ بال بکھرے سے لگ رہے تھے ۔ سفید جینز پر کچھ مٹی کے داغ لگ چکے تھے ۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مسلی۔ تبھی دروازے میں ہلچل ہوئی ۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ ایک عورت ویل چیئر کو دھکیلتی اندر لا رہی تھی

۔ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہی۔ عورت واپس چلی گئی تو کمرے میں صرف دو لوگ رہ گئے۔

"آپ بہت بری ہیں آزیہ ۔۔" کتنی دیر بعد الف یہ کہہ سکی۔ آزیہ نے اس چہرے کو دیکھا۔ وہاں بے چینی و خوف رقم تھا۔

"ملنے اتنے عرصے بعد تم آئی ہو اور بری میں ہو گئی۔" آزیہ نے مسکرا کر نرمی سے کہا۔

گلابی حجاب میں وہ خوبصورت سی عورت تھی کچھ چالیس پینتالیس کے قریب کی۔ ٹانگوں پر سفید چادر رکھی تھی۔ ان کی بات پر الف نچلا لب دانتوں میں دبائے کچھ دیر کھڑی رہی۔ آزیہ جانتی تھی وہ ابھی رونا شروع ہو جائے گی اور وہی ہوا تھا۔ وہ وہیں کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ یہ اس کی بچپن کی

عادت تھی ۔ کچھ بھی کھونے کا خوف اسے رونے پر مجبور کر دیتا تھا۔ آزیہ نے اسے اپنے پاس بلایا۔ مگر وہ نفی میں سر ہلاتی وہی کھڑی رہی۔

"آپ بری ہیں آزیہ ۔ آپ بہت بری ہیں ۔ آپ نے ایک بار بھی میرا نہیں سوچا ۔ ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں آؤں گی تو آپ کو کیسے ڈھونڈوں گی۔ میں کس کے پاس جاؤں گی۔ اپنا دل لے کر کس کے پاس جاؤں گی۔ مجھے کو کون سنے گا ۔ میں اپنا دل کس کے پاس ہلکا کروں گی ۔" وہ روتے روتے نیچے بیٹھ گئی تھی ۔ آزیہ ویل چیئر گھسیٹتی اس کے پاس آئی ۔ الف نے ان کے گھٹنے پر سر رکھا۔

"میں آج ڈر گئی تھی میں ڈر گئی تھی کہ آپ مجھے نہ ملی تو میں کیا کروں گی۔ ہاں یہ خود عرضی ہے ۔ میں اپنا سوچ کر آپ کو ڈھونڈ رہی تھی مگر آپ جانتی ہیں نا میرے پاس اپنے دل کی ہر بات کہنے کے لیے آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے ۔"

وہ کہتی گئ اور آزیہ خاموشی سے سنتی جا رہی تھی ۔وہ جانتی تھی کہ وہ اپنا دل ہلکا کر رہی ہے ۔ صرف وہی تو تھی جس کے سامنے الف اپنا دل کھول دیتی تھی ۔ جس کے سامنے الف روتی تھی ۔ وہ بچپن سے آزیہ کے پاس آتی تھی ۔ آزیہ اس کی بہترین دوست تھی۔ الف کے لیے عمر کا فرق کوئی فرق نہیں تھا ۔ وہ اس کی دوست تھی اور بس دوست تھی۔ اور آزیہ بھی تو اسے سکول سے دیر سے آنے پر امی کی ڈانٹ سے بچاتی تھی ۔ صرف آزیہ ہی تو تھی جو محلے میں اسے اچھی لگتی تھی ۔

کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا۔ آزیہ نے مسکرا کر اس کے بکھرے بال سمیٹے ۔

"میں سمجھی تھی کوئی بڑا ہو گیا ہو گا مگر تم تو ابھی تک چھوٹی سی بچی ہو۔ "

"آپ میرے لیے کوئی پیغام بھی تو چھوڑ سکتی تھی ۔" وہ ابھی بھی خفا تھی ۔ وہ ہمیشہ آزیہ کے پاس اپنے لیے آتی تھی ۔ اور آزیہ ہمیشہ اس کے لیے موجود ہوتی تھی ۔ اسے سننے کے لیے تیار۔

" اچھا سوری بابا۔۔۔ میری غلطی ہے ۔۔ اچھا اب اٹھو۔۔" انہوں نے اسے اٹھا کر اپنے سامنے کرسی پر بیٹھایا ۔

" اب بتاؤں کیسی ہو ؟ اور کیا اب بھی لوگوں کو تنگ کرتی ہو ؟" وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

NOVEL HUT

" میں ٹھیک ہوں اور اب میں نے لوگوں کو تنگ کرنا چھوڑ دیا ہے ۔ آپ بتائیں آپ یہاں کیوں ہیں اور آپ کے گھر میں کوئی اور کیوں رہ رہا ہے ؟ "

آزیہ نے ایک گہری سانس لی اور بولنا شروع کیا۔

" تین سال پہلے بابا فوت ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے ایک کولیگ سے قرض لے رکھا تھا۔ ان کا قرضہ چکانے کے لیے مجھے گھر بیچنا پڑا۔ میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی تھی۔ اس لیے یہاں آگئی۔ "

الف خفگی سے انہیں دیکھ رہی تھی یقیناً اسے یہ سب پسند نہیں آیا تھا۔

" آپ اپنے رشتے داروں کے ساتھ رہ لیتی آزیہ۔ وہ اس جگہ سے بہتر تھے۔ "

" میں کسی پر بھی بوجھ نہیں بننا چاہتی۔ " انھوں نے بہت متانت سے کہا۔

" آپ بوجھ نہیں ہیں آزیہ۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میرے ساتھ رہیں گی آپ۔" وہ جیسے فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔

" کیا کر رہی ہو تم آج کل ؟ " انھوں نے بات بدل دی۔ الف گہرا سانس لے کر رہ گئی۔

پھر وہ کتنی دیر ان کے پاس بیٹھی رہی۔ اپنی کہتی رہی اور ان کی تھوڑی تھوڑی سنتی رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موسم آج پھر ابر آلود تھا۔ فاطق لاؤنج میں دروازے کے پاس کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا ساتھ میں ایک نظر گھڑی کو بھی دیکھ لیتا ۔ آج الف لیٹ تھی۔ اس نے فون بند کیا تو فاطمہ بی اس کے پاس آئی ۔

" فاطق صاحب مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے ۔ "

" کہیں فاطمہ بی۔" فاطق نے فون جیب میں اڑسا اور انہیں دیکھا۔

"مجھے وہ لڑکی الف قابلِ بھروسہ نہیں لگتی۔" وہ رکی ۔ فاطق کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیوں ؟ کچھ ہوا ہے کیا؟"

"جی صاحب ۔ میں نے اسے آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے لیپ ٹاپ میں کچھ ڈھونڈتے دیکھا ہے۔"

تبھی دروازے پر دستک ہوئی ۔ فاطق نے گردن موڑ کر دروازے کو دیکھا اور پھر فاطمہ بی کو۔ اس نے سر ہلایا اور انہیں جانے کا اشارہ کیا۔ خود دروازے کی طرف بڑھا اور بولٹ ہٹاتے کھولا۔ سامنے نم بالوں کے ساتھ الف کھڑی تھی ۔ وہ آج پھر چھتری کے بغیر آئی تھی ۔

"سلام۔ سوری میں لیٹ ہو گئی۔"

فاطق نے بس سلام کا جواب دیتے سر ہلایا ۔ وہ لاؤنج میں لکڑی کے شلف کے سامنے رکھے صوفوں پر بیٹھ گئے ۔ فاطق شلف کی طرف پشت کیے تھری سیٹر پر بیٹھا تھا جبکہ الف اس کے سامنے صوفے سے پشت ٹکائے نیچے فلور کشن پر بیٹھی تھی ۔ دونوں کے درمیان پست سا میز حائل تھا۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد الف نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ آج بہت خاموش تھا۔ وہ یوں بھی بہت زیادہ نہیں بولتا تھا مگر اس کی خاموشی ایسی بھی نہیں ہوتی تھی ۔ الف اس کی خاموشی کو جانتی تھی ۔ آج اس خاموشی کی زبان کچھ اور تھی ۔ ان کے درمیان آج صرف گھڑی کی ٹک ٹک تھی۔

" میں نے آپ کو گوگل کیا تھا۔ " الف نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ فاطق نے نظریں اٹھائی ۔ باہر دور کہیں بجلی چمکی ۔

" وہاں ایک کتاب آپ سے منسوب کی جاتی ہے دی فرسٹ رے ۔ " جانے کیوں اس کی بات پر فاطق کے جبڑے تنے۔

بارش نے مزید زور پکڑا۔

" آپ نے اس کے بعد کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی؟ "

گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز زیادہ تیز لگنے لگی ۔

" الف ! ! ! میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے بے تاثر آواز میں کہا۔

" آپ نے اس کے بعد کتاب لکھی ہے" الف نے آگے ہو کر ایک ہاتھ میز پر رکھا۔

" میں نے آپ کے لیپ ٹاپ میں دیکھی ہے ۔ ہاں میں جانتی ہوں مجھے آپ کا لیپ ٹاپ نہیں دیکھا چاہیے تھا۔ غیر اخلاقی حرکت ہے ۔ اس کے لیے ای ایم سوری لیکن فاطق صاحب آپ نے وہ پبلش کیوں نہیں کروائی؟ "

" الف ! ! ! " فاطق کی آواز میں تنبیہ تھی کہ وہ خاموش رہے ۔

" میں نے اس بارے میں سوچا پھر جانتے ہیں مجھے کیا پتہ چلا ؟" وہ ایک پل کو رکی۔ بجلی پھر سے چمکی۔ گرج اس بار پہلے سے زوردار تھی۔

"یہ کہ فاطق حجاج لوگوں سے ڈرتا ہے ۔ کرٹیسیزم سے ڈرتا ہے ۔ آپ کی کتاب پہ جہاں اچھے ریوز ہیں وہاں برے بھی ہیں اور آپ نے صرف ان برے ریوز کو دیکھا ہے اور اس کے بعد آپ نے وہ کام ہی چھوڑ دیا ۔ آپ نے دیکھا ہی نہیں کہ کسی نے آپ کے کام کو پسند بھی کیا ہے ۔ "

" الف ! ! ! ! پلیز یہ میرا پرسنل میٹر ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم یا کوئی بھی اس بارے میں بات کرے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم میری پرسنل سپیس میں نہیں گھسو گی اب۔"

اس کی آواز نہ بلند تھی اور نہ سخت ۔ وہ صرف دیکھ کر رہ گی۔ وہ آدمی اتنا نرم کیسے تھا؟ الف اس کی پرسنل سپیس میں گھسی۔ اس کا لیپ ٹاپ دیکھا اور وہ اس پر غصہ نہیں ہو رہا۔ وہ اسے ڈانٹ نہیں رہا تھا۔ وہ صرف نرمی سے اسے دوبارہ یہ نہ کرنے کو کہہ رہا تھا۔

وہ غصہ کیوں نہیں کرتا تھا؟

NOVEL HUT

وہ ایک دم معاف کیوں کر دیتا تھا؟

وہ اتنا نرم کیوں تھا؟

کیوں تھا کہ اس سے محبت ہو جانے کا خدشہ تھا۔

الف نے ایک گہرا سانس کھینچنا ۔ تھکا ہوا۔ سرینڈر کرنے جیسا۔

" ای ایم سوری ۔ "

" میں امید رکھوں گا کہ تم یہ دوبارہ نہیں کرو گی۔"

کھڑی کی ٹک ٹک دوبارہ نارمل ہو گئی تھی ۔ اب وہ کانوں میں چبھ نہیں رہی تھی ۔

" آپ کو برا لگا ۔ ای ایم سوری ۔مجھے اب چلنا چاہیے ۔" اٹھ کھڑی ہوئی ۔

" ابھی تو تم آئی ہو ۔ کہاں جا رہی ہو ؟ "

"مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا ہے بس۔ " فاطق اٹھا اور آگے بڑھ کر اس کے لیے دروازہ کھولا۔ وہ ہمیشہ کھولا کرتا تھا۔

الف باہر نکلی۔ بارش ابھی بھی برس رہی تھی ۔ الف ایک پل کر رکی اور واپس اس کی طرف مڑی۔

"کیا آپ نے جوہا (Juha) کی کہانیاں سنی ہیں ؟"

فاطق نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا ۔

"جانتے ایک دفعہ کیا ہوا جوہا کا گدھا کھو گیا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کا گدھا کھو گیا ہے وہ ہنسا اور پھر خوشی سے اچھلنے لگا ۔ گاؤں والوں نے جب یہ دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمھارا گدھا کھو گیا ہے اور تم خوشی سے اچھل رہے ہو کیوں بھلا؟ تب اس نے کہا کہ میں اس لیے خوش ہوں کہ میں اس وقت گدھے پر سوار نہیں تھا ورنہ میں بھی گدھے کے ساتھ کھو جاتا۔" وہ اسے کہانی سنا کر تھوڑا سا ہنسی۔

NOVEL HUT

(جوہا مڈل ایسٹرن لوک داستانوں کا ایک کردار تھا جو اپنی سمجھ بوجھ ، حسِ مزاح اور عقل مندی کے لیے جانا جاتا تھا۔)

" تھا نا جوہا پاگل۔ " فاطق خاموش رہا کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتا تھا اس نے اسے یہ کہانی کیوں سنائی ہے ۔ وہ اسے ہر چیز کے مثبت پہلو کی طرف دیکھنے کو کہہ رہی تھی ۔ فاطق نے سر جھٹکا۔ پھر کچھ یاد آنے پر پلٹا اور دروازے کے پیچھے گم ہو گیا ۔ وہ واپس آیا تو الف جا چکی تھی ۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ وہ کچھ دور تھی۔ فاطق نے اسے آواز دی ۔

" الف۔۔۔!! "

وہ رکی اور اس کی طرف پلٹی۔ وہ سبز چھتری لے کر اس تک آیا اور اس پر تانی۔

NOVEL HUT

"یہ لے جاؤ بھیگ جاؤ گی تم۔" لہجہ میں فکر کا عنصر گھلا تھا۔ الف کے دل کو کچھ ہوا ۔ آنکھوں میں کوئی ناقابل فہم تاثر چھایا۔ ذہن میں کچھ ابھرا تھا۔ برستی بارش ، سڑک کا کنارہ ، ایک چھوٹی لڑکی۔

چھتری کے نیچے اُس کے ساتھ کھڑے اس مرد کو ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا ۔

وہ شجرِ سایہ دار تھا ۔ تپتی دھوپ میں زندگی جیسا۔

الف نے نفی میں سر ہلایا اور دو قدم پیچھے لیے ۔ اب وہ واپس بارش میں کھڑی تھی ۔

کسی کی چھاؤں سے باہر۔

کسی کی نرمی سے دور۔

"مجھے اس کی عادت نہیں فاطق صاحب ۔" وہ کہہ کر پلٹی اور بارش میں بھیگتی آگے بڑھ گئی ۔

اسے کس کی عادت نہیں تھی ؟

چھتری کی یا پھر اس نرمی ، اس خیال کی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گیلے جوتے ہاتھ میں پکڑے وہ گھر میں داخل ہوئی ۔ بال ماتھے پر چپکے تھے اور سردی بے حد لگ رہی تھی ۔ اس نے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف رخ کیا۔ پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تھا کہ وہ بے اختیار رکی۔ کچھ آوازوں نے اس کے قدم جکڑے ۔ ماضی نے ذہن پر دستک دی۔ تلخ یادوں نے اردگرد حصار باندھا ۔

رمیز اور تابندہ کے کمرے سے بحث کی آوازیں آرہی تھیں ۔ رمیز کی آواز بلند تھی۔ اس کے دل میں کچھ چبھا تھا۔ سپاٹ تاثرات کے ساتھ سر جھٹکا اور قدم آگے بڑھائے ۔

نہانے کے بعد بالوں کو کھلا چھوڑتے وہ کمرے میں لگے اونچے سیاہ ہیٹر کے سامنے صوفے پر پیر اوپر کر کے بیٹھی ۔ آنکھیں موند کر سر پیچھے کو ٹکایا ۔ بند

آنکھوں کے سیاہ پردوں پر کچھ ہیولے سے ابھرے تھے ۔ سماعت میں کچھ آوازیں گھلی تھیں ۔

سکول یونیفارم میں پندرہ سالہ الف گھر میں داخل ہوئی تو آوازوں نے اپنے باپ کی گھر موجودگی کا پتہ دیا۔ اس نے آنکھیں میچ کر ضبط کیا۔ کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر بیگ وہی پھینکتے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی ۔

" آپ میری ماں سے ایسے بات نہیں کر سکتے ۔" رمیز نے مڑ کر دروازے میں کھڑی سرخ چہرہ لیے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

" اچھا اب تم مجھے سکھاؤ گی کہ کس سے کیسے بات کرنی ہے ؟ ہاں؟ "

" میں کسی کو کچھ نہیں سیکھا رہی ۔ میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ میری ماں سے ایسے بات مت کریں ۔ " اس کا لہجہ سخت ضرور تھا مگر بد تمیز نہیں ۔

" اور تم مجھے یہ بتانے والی ہوتی کون ہو۔ " رمیز غصے میں اس سے کہتے ثوبیہ کی طرف مڑے۔

" یہ ۔۔یہ تربیت کی ہے تم نے اس کی ۔ باپ کے سامنے کیسے زبان چلا رہی ہے ۔ خود جیسی جاہل ہو اس کو بھی ویسا ہی بنا دیا ہے ۔ بدتمیز۔۔ "

وہ دروازے کی طرف بڑھے اس کو جارحانہ انداز میں بازو سے پکڑتے ایک طرف کیا اور باہر چلے گئے۔ پیچھے ثوبیہ صوفے پر ڈھے گئی ۔ سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔

" تمھیں ان سے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا ۔ "

" کیا ۔۔کیا نہیں کہنا چاہیے تھا ؟ یہ ۔۔یہ کہ آپ سے بدتمیزی نہ کریں ؟ آپ کے ساتھ بد سلوکی نہ کریں ؟ کیا غلط تھا اس میں ؟ "

وہ سرخ چہرے کے ساتھ آگے آئی ۔ آنکھوں میں ضبط کی سرخی جھلک رہی تھی۔

"بیٹے وہ شوہر ہیں میرے ۔" وہ جیسے بے بس تھیں ۔

"تو کیا ہے شوہر ہیں تو؟ کیا شوہر ہونے سے بدتمیزی کا پرمٹ مل جاتا ہے ؟ یہ حق مل جاتا ہے کہ آپ سے جیسا چاہیں سلوک کریں ؟ کیا ایسی ہوتی ہیں شادیاں ؟ اتنی خوفناک ، اتنی بدصورت ؟"

وہ سراپا سوال تھی اور ثوبیہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ صرف آنسو تھے جو خاموشی سے بہہ رہے تھے ۔

"کیا کسی انسان کے پاس اتنا حق ہونا چاہیے کہ وہ جب چاہے آپ کو آپ کی ہی نظروں میں گرا کر چلا جائے ؟ جب چاہے آپ کی توہین کرے؟ نہیں

NOVEL HUT

۔۔نہیں ہونا چاہیے ۔ آج جو میں نے کہا ہے وہ آپ کو کہنا چاہیے تھا۔ آج نہیں کئی سال پہلے ۔ "

" شادی کو چلانے کے لیے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں ۔" ایک کمزور سا احتجاج کیا تھا انھوں نے ۔

" شادی کو چلانے کے لیے کرنے پڑتے ہیں مگر آپ تو گھیسٹ رہی ہیں اور صرف آپ ہی گھیسٹ رہی ہیں۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں ۔ ثوبیہ کو تکلیف ہوئی تھی اپنی بیٹی کے منہ سے یہ سب سن کر مگر وہ جانتی تھی کہ اسے برا لگتا ہے ، تکلیف ہوتی ہے اور اس تکلیف نے اس تلخ بنا دیا ہے ۔

وہ سکول یونیفارم میں ہی باہر آئی اور کچھ دیر چلنے کے بعد سڑک کنارے بیٹھ گئی ۔ بادلوں کی گرج سنائی دی اور بارش نے زور پکڑا ۔ مگر وہ ویسے ہی بیٹھی

رہی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھی ۔ چہرہ بارش سے بھیگا ہوا۔ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ آنسو ہیں یا بارش کے قطرے ۔ اسے یہ سرمئی سا موسم پسند تھا۔ اسے بارش پسند تھی کیونکہ یہ آنسوؤں کو چھپا لیتی تھی ۔ یہ اس لڑکی کی تکلیف کو خود میں لپیٹ کر دنیا والوں پر کچھ عیاں نہیں ہونے دیتی تھی ۔ اس دن بارش بھی تھی تکلیف بھی اور آنسو بھی ۔ مگر ایسا کوئی نہیں تھا جو اس پر چھتری تان کر اسے بھیگنے سے بچاتا۔ اس کی تکلیف کو دور کرتا۔ مگر آج نہ تکلیف تھی اور نہ آنسو ۔ صرف بارش تھی اور بارش میں چھتری تانے کھڑا شخص جو صرف اس کے بھیگ جانے سے پریشان تھا۔

NOVEL HUT

پاؤں پر جلن کے احساس سے اس نے آنکھیں کھولی۔ سارے منظر گم ہوئے۔ پاؤں کی جلد سرخ ہو گئی تھی ۔ ہیٹر بند کرتے وہ اٹھی اور بستر پر دراز ہوئی ۔

وہ آج بھی خود سے صرف ایک چیز پوچھ رہی تھی ۔ کیا ہو کہ ہم اپنا سب کچھ کسی کے حوالے کر دیں اور بدلے میں ہمیں کچھ بھی نہ ملے؟ جیسے اس کی ماں کو کچھ نہیں ملا۔ بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کر کنپٹی میں جذب ہوا۔

اب کی بار فاطق حجاج ذہن میں ابھرا تھا۔ اس کی نرمی ۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنے زندگی میں موجود تمام مردوں کا موازنہ فاطق سے کرنے لگی تھی ۔ وہ مہربان تھا ۔ وہ مختلف تھا۔ سب سے مختلف۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کو آئینے کے سامنے کھڑا پایا۔ بالوں میں برش چلاتے وہ کہیں اور تھی ۔ کسی اور دھیان میں ۔ وہ اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔

"پریشان ہو ؟" وہ چونکی ۔ آئینے میں اپنے پیچھے اس کا عکس دکھا۔ وہ مسکرائی ۔ آنکھوں نے اس مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا۔اس نے نفی میں سرہلاتے برش آئینے کے سامنے رکھا اور واپس سیدھی ہوئی ۔ وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" اس نے لڑکی کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ لڑکی کی آنکھیں بھرنے لگیں ۔

NOVEL HUT

"کیا ہو گیا ہے یار ؟" مرد نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

" میرے والدین کی شادی اچھی نہیں تھی ۔ میں نے ایک اچھی فیملی لائف نہیں گزاری ہے ۔ میرے پاس صرف ۔۔" اس کے گلے میں کچھ گیلا سا پھنسا۔

"میں نے آگاہ کیا تھا تمھیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ "

" مجھ پر یقین ہے نہ تمھیں ؟ " مرد نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

" اب وہ ہم سے نا ۔۔"

" مجھ پر یقین ہے کہ نہیں ؟ "

لڑکی چند ثانیے اسے دیکھتی رہی ۔ پھر نم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا ۔

"یقین ہے تو جان لو کہ میں سب ٹھیک کر دوں گا ۔ میں تمھارے لیے سب ٹھیک کروں گا۔"

"مگر۔۔۔"

"تم فکر مت کرو۔ میں کر لوں گا ۔ سب کر لوں گا۔مجھے اس کے لیے معافی بھی مانگنی پڑی تو میں مانگوں گا۔"

"تھینک یو ۔۔"

"تمھارے لیے کچھ بھی ۔"

لڑکی کچھ مطمئن ہوئی ۔ اس نے تشکر آمیز نظروں سے مرد کو دیکھا۔ وہ اچھا تھا۔ اس کے لیے سب سے اچھا۔ اسے اس پر یقین کرنا چاہیے ۔ وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک کرے گا تو وہ ٹھیک کر دے گا۔ وہ کر دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پرانے شہر میں یہ ایک چھوٹے سے کیفے کا منظر تھا ۔ سیاہ گیٹ سے اندر آئیں تو کھلے سے چھت کے نیچے کرسیاں اور ٹیبل لگے تھا۔ ان کرسیوں کے اوپر لمبی لمبی تاروں پر مختلف رنگوں کے بوتلیں لٹک رہی تھیں ۔ کونوں میں بڑے بڑے گملوں میں پودے لگائے گئے تھے ۔ دائیں طرف کونے کی میز پر فاطق بیٹھا تھا۔ نیلی جینز پر سفید شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اپنے سامنے اس گندمی رنگت والے کلین شیو نوجوان کو دیکھ رہا تھا جو میز پر دونوں کہنیاں ٹکائے آگے کو ہو کر بیٹھا تھا۔

" باس ! ! آپ جو کہہ رہے ہیں میں سمجھ رہا ہوں اور میں نے آپ کی دی گئی ڈیٹیلز کے مطابق سب چیک بھی کیا ہے مگر مجھے کچھ نہیں ملا۔ اب آپ خود سوچیں دمشق اتنا بڑا ہے میں اب دمشق کے ہر ایک بندے سے پوچھنے سے رہا۔ "

فاطق کے جبڑے تنے۔ سرمئی آنکھوں میں سیاہی سی پھیلی۔ یہ آدمی اس کا وقت اور پیسہ دونوں برباد کر رہا تھا۔

"کرم ! ! ! ! میں نے تمھیں اس لیے ہائیر نہیں کیا کہ تم مجھے یہ سب جواز پیش کر سکو۔ سیدھا سیدھا کہو کہ تم یہ کام نہیں کر سکتے ۔ میں کسی اور کو ہائیر کر لوں گا۔ "

کرم گڑبڑایا۔ اب وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔

"باس آپ مجھے کچھ اور وقت دیں میں یہ کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں ۔ " اس نے ایک دم مصلحت آمیز انداز اپنایا ۔

"میں شاید کافی عرصہ سے تمھیں وقت ہی دے رہا ہوں۔ " وہ طنزیہ گویا ہوا ۔

" باس بس لاسٹ چانس۔ میں کچھ اور کاموں میں بھی پھنسا تھا دراصل ۔ " اس نے جیسے اعتراف کرتے سر کھجایا۔

" کرم اس کے بعد اگر تم نے میرا وقت برباد کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ میں اتنا پیسہ تم پر یونہی نہیں لگا رہا۔ "

" اوکے باس ۔ آپ بے فکر ہو جائیں اب۔ "

" ایک ہفتہ ۔" فاطق نے انگلی اٹھا کر کہا اور مزید کچھ بھی کہے بغیر میز پر چند نوٹ رکھے اور لمبے لمبے ڈاگ بھرتا سیاہ گیٹ سے باہر نکل گیا ۔ اس کے جاتے ہی فاطق کی جگہ لڑکا آکر بیٹھا ۔

" کیا کہہ رہا تھا کاپو (باس)؟ "

" وہی یار کہ ابھی تک کام کیوں نہیں ہوا وغیرہ ۔ "

" تو تم اس کا کام کر کیوں نہیں دیتے ؟ "

"یار وہ مجھے پے کرتا ہے اور ہر روز کے حساب سے کرتا ہے ۔ اب جب پیسہ آ رہا ہے تو کیوں نہ تھوڑا زیادہ کما لیا جائے ۔ کبھی کر دوں کا اس کا کام بھی ۔"

لاپرواہی سے کہتے کرم نے میز پر رکھی کافی کا گونٹ بھرا۔

"یہ نہ ہو کہ اس لالچ کے چکر میں کاپو تمھیں فائر کر دے ۔"

فاطق باہر آیا اور ایک ہاتھ سے اپنی کنپٹی مسلی۔ فاطق بے وقوف نہیں تھا۔یہ آدمی صرف پیسے کے لیے یہ سب کر رہا تھا ۔ اسے کسی اور کو ڈھونڈ لینا چاہیے اب۔ سفید جوگرز میں تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ابھی ایک گلی مڑا تھا کہ اس کے قدم رکے۔ بلکہ ساکت ہوئے تھے ۔ ساری کائنات کی گردش تھمی۔ سرمئی آنکھوں میں پھیلا سیاہ ارتکاز یکدم کم ہوا۔ غصے اور جھنجلاہٹ کی جگہ نرمی نے لے لی ۔

وہ نرمی جس میں خیال تھا، پرواہ تھی ۔

وہ یوں کھڑا تھا کہ اس کی بائیں جانب سے آتی چوڑی سڑک ایک دائیں جانب مڑتی اور ایک بائیں جانب جہاں وہ کھڑا تھا۔ دائیں جانب مڑتی سڑک کے کنارے بنی اونچی دیوار پر چڑھی بوگن ویلیا کے جامنی پھولوں کی نیچے وہ کھڑی تھی ۔ سفید ٹہنوں تک آتے فراک پر نیلی منی ڈینم جیکٹ اور بھورے انیکل شوز میں بھورا کراس بیگ پہنے اس لڑکی نے فاطق حجاج کو رکنے پر مجبور کیا تھا۔

دل نے کچھ کہا جسے دماغ نے ڈپٹ کر خاموش کروایا ۔

سورج جیسی چمکدار آنکھوں والی لڑکی اپنے سامنے کھڑے اس لڑکے سے بحث کر رہی تھی ۔ ماتھے پر شکنیں تھیں ۔ یہ وہی لڑکا تھا جو اس دن اسے فاطق کے گھر کے باہر ملا تھا۔ فاطق پہچان گیا تھا اسے۔ مگر فاطق کے لیے سامنے تو صرف وہ کھڑی تھی ۔

فاطق اسے دیکھتا گیا اور اردگرد کی ہر شے رکتی گئی۔

ساکت ہوتی گئی ، تحلیل ہوتی گئی ۔

الف نے نظریں پھریں اور سامنے کھڑے فاطق کو دیکھا۔ ماتھے سے شکنیں غائب ہوئیں ۔ مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔ پھر اس لڑکے سے کچھ کہا تو وہ دائیں جانب جاتی سڑک پر آگے بڑھ گیا۔ فاطق نے قدم آگے بڑھائے اور اس تک پہنچا۔ الف کے ہلکے سے بل دیے بالوں میں ایک جامنی پھول پھنسا تھا۔ فاطق نے وہ دیکھ لیا تھا۔ اسے وہ اچھا لگ رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ؟ "

ہوا کا ایک جھونکا آیا اور ان کے قدموں میں گرے جامنی پھولوں کو مزید بکھرا گیا۔

NOVEL HUT

" لڑکی تمھیں پڑھانے کے علاوہ بھی مجھے بہت سے کام ہوتے ہیں ۔" وہ جامنی پھولوں کو قدموں میں روندتے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے ۔

"ہاں ہاں پتہ ہے ۔ آپ ایک ملینر ہیں جس کا میں وقت برباد کرتی ہوں وغیرہ وغیرہ ۔" الف نے آنکھیں گھما کر کہا۔

" میں بلینر ہوں اور میں یہ سب نہیں کہنے والا تھا۔ "

وہ ہونہہ کرتی خاموش ہو گی۔ وہ دونوں ان گلیوں سے باہر نکلتے مین روڈ پر آئے اور دائیں جانب مڑ گئے ۔ سفر شروع تھا ۔ منزل لاپتہ۔

" آپ نے مجھے معاف کر دیا ؟" کچھ دیر خاموشی کے بعد الف بولی۔

" کس بات کے لیے ؟ " وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے انجان بن گیا تو الف نے بھی اور کچھ نہ کہا۔

"آپ غصے میں تھے کچھ دیر پہلے ؟" اب کی بار فاطق رک کر اس کی طرف مڑا ۔ اس کے پیچھے کلیسا کی اونچی دیوار اپنی پوری شان سے کھڑی تھی ۔ زرا سے فاصلے پر کسی جنگجو اور اس کے گھوڑے کا سیاہ سرمئی مجسمہ ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

" تمھیں کیسے پتہ میں غصے میں تھا ؟ "

الف نے کندھے اچکائے۔

" آپ کی آنکھیں سب بتا دیتی ہیں ۔ جب جب آپ غصے میں ہوتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے صاف آسمان پر اچانک گالی گھٹائیں چھا گئی ہوں۔ آپ کی آنکھوں میں سیاہی پھیل جاتی ہے اور سرمئی رنگ کہیں کھو سا جاتا ہے ۔"

کیا وہ لڑکی اس کی آنکھوں کو پڑھ رہی تھی ؟ ایک عرصہ ہوا تھا ان آنکھوں کو کسی نے نہیں پڑھا تھا مگر آج ۔۔۔ وہ پڑھ رہی تھی ۔ وہ پڑھ چکی تھی ۔

فاطق نے یکدم نظریں پھریں ۔ کیا اس کی آنکھیں کوئی اتنی آسانی سے بھی پڑھ سکتا ہے ؟

'پتہ نہیں' کہتے اس نے قدم آگے بڑھا دیے ۔

کیا وہ اپنی آنکھوں کو چھپا رہا تھا ؟

اگر ہاں تو کیوں ؟

وہ چلتے چلتے الحمیدیہ سوق (مارکیٹ) کے دہانے پر آ رکے تھے ۔

"چلیں اندر چلتے ہیں ۔ میں آپ کو یہاں کا بوزہ کھلاتی ہیں ۔ کیا یاد رکھیں گے آپ ۔ پورے دمشق کا سب سے اچھا بوزہ یہاں ملتا ہے ۔" الف نے فاطق کا انکار اقرار سنے بغیر دائیں طرف قدم بڑھائے اور مارکیٹ کے اندر چلی آئی ۔ فاطق نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے پیچھے چل دیا ۔ وہ ہمیشہ اپنی کرے گی۔

الحمیدیہ سوق دمشق کی سب سے بڑی مارکیٹ تھی۔یہ ایک گلی کی طرح تھی جو چھ سو میٹر لمبی تھی ۔ دونوں اطراف میں دکانیں تھی ۔ اس گلی کے اوپر ایک آرک(arc) کی صورت چھت تھا جو پوری گلی کو اوپر سے بند کرتا ۔

" دمشق کے کھانوں جیسا اس دُنیا میں اور کچھ نہیں ہے ۔یہاں کی ہر ڈش بے مثال ہے ۔ اوریہاں کی شاعری ۔ اللہ اللہ اللہ ۔ کیا ہی بات ہے اس کی۔ نضر قبانی کو کبھی سنا ہے ۔ ان کا کلام۔ اور اگر وہ کلام میر مہد کی آواز میں ہو تو کیا ہی بات ہے ۔ لیکن ان کے شوز اب ہوتے ہی نہیں اگر ہوں تو اس کا ٹکٹ ملنا مشکل ہے ۔ " وہ دمشق کے قصیدے پڑھ رہی تھی۔

" تم نے پوچھا تھا نا میں نے اپنی کوئی کتاب اس کے بعد پبلش کیوں نہیں کروائی ؟" وہ یکدم خاموش ہوئی ۔ اب اسے صرف سننا تھا ۔ اسے فاطق کو بولتے سننا تھا۔

"میں یہ کتاب بھی پبلش نہیں کرواتا اگر میرا دوست خذیفہ نہ ہوتا۔ اس کے کہنے اور انسسٹ کرنے پر میں نے یہ کتاب پبلش کروائی ۔ میں خوش تھا۔ میں اپنے کام سے خوش تھا۔ تم نے مجھے گوگل کیا ہے تو یہ تو پتہ ہو گا کہ میری فیملی میں کوئی نہیں ہے ۔ایک ایکسیڈینٹ میں میرے والدین اور بھائی کا انتقال ہو چکا ہے ۔ بس میرے ابا کے چچازاد ہیں جن کے ساتھ میں رہا ہوں ۔ وہ میرے گارڈین تھے ۔ میری فیملی کے بعد میرا واحد سہارا ۔ جب میں نے یہ کتاب پبلش کروائی تو لوگوں سے مجھے اتنا فرق نہیں پڑا جتنا ان سے پڑا تھا۔ انہوں نے میرے کام کو حقارت سے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھری محفل میں میری، میرے کام کی تذلیل کی تھی ۔ انہوں نے کہا مجھے میرے بابا کے بزنس کو دیکھنا چاہے جو ڈوب رہا ہے ۔ اور میں نے ان کی بات مان لی۔ میں انہیں انکار کیسے کر سکتا تھا۔ ان کے مجھ پر بہت احسان تھے۔ پھر میں نے یہ کام چھوڑ دیا ۔" فاطق نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ الحمیدیہ سوق کی تمام رونق ،

تمام روشنیوں سے بے نیاز وہ صرف اسے سن رہی تھی ۔ وہ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھی ۔

"کہتے ہیں نا کہ آپ کے غیروں سے زیادہ آپ کے اپنے آپ کا دل توڑتے ہیں ۔" فاطق اداسی سے مسکرایا۔ الف کو نفرت ہوئی تھی اس وقت فاطق کے ' گارڈین ' سے ۔

"آپ نے بات تو مان لی لیکن فاطق حجاج کے دل کا کیا ؟ آپ پر سب سے پہلا حق آپ کا ہوتا ہے فاطق صاحب کسی دوسرے کے احسانوں کا نہیں ۔ جیسا کہ میں نے آپ کو گوگل کیا تھا تو مجھے یہ پتہ ہے کہ آپ نے اپنے گارڈین کو کافی بزنس فیورز دیے ہیں جو کہ ان احسانوں کے لیے کافی ہیں جو انہوں نے آپ پر کیے ہیں ۔ لیکن وہ اپنے احسانوں کو اب آپ پر بوجھ بنا رہے ہیں اور جب احسان کرنے والا اپنے احسانوں کو دوسروں پر بوجھ بنانے لگے کہ سامنے

والا جھکتا ہی چلا جائے تو کیا وہ احسان اپنا اجر نہیں کھو دیتا؟ ۔ خود کو جھکانا چھوڑ دیں فاطق صاحب

"۔۔۔and its never too late for anything

"میں اب یہ نہیں کرنا چاہتا ۔"

فاطق اس سے نظریں چرا گیا تھا۔یہ لڑکی اسے وہ کرنے کو کہہ رہی تھی جس کے لیے اس نے ایک عرصہ پہلے اپنا دل مار دیا تھا۔

"جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ ۔" وہ برابر چلتے چلتے یکدم اس کے سامنے آئی ۔

"آیٹ لیسٹ مجھے سے اور اپنے آپ سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں فاطق صاحب ۔ اچھا چلیں مجھے نکال دیں ۔ خود سے تو سچ بولیں ۔"

اردگرد کے تمام لوگوں سے بے پرواہ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی ۔ ماتھے پر بل تھے ۔

"میں کسی سے جھوٹ نہیں بول رہا۔ نہ تم سے نہ خود سے ۔ "

الف کی آنکھوں میں افسوس تھا۔

" آپ خود کے ساتھ بہت ظالم ہیں ۔ "

"میں امن پسند شہری ہوں لڑکی۔ " وہ مسکرایا تھا مگر یہ مسکراہٹ آنکھوں تک نہ پہنچ سکی۔

"دیکھو تمھارے بوزہ کی شاپ تو بند ہے چلو کسی ریستوران میں لنچ کرتے ہیں ۔" وہ کہہ کر واپس بازار سے باہر کی طرف چل دیا۔ الف گہرا سانس لے کر رہ گئی ۔ وہ پھر بات بدل گیا تھا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی اس آدمی کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاؤنج سے باتوں کی آوازیں آرہی تھی ۔ فاطق نے ایک نظر لاؤنج کے دروازے پر ڈالی اور دوسری اپنے ہاتھ میں موجود سفید سرورق والی کتاب پر ۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی ۔ اس نے گہرا سانس کھینچتے دروازہ دکھیلا اور اندر داخل ہوا۔ سفید اور سنہرے انٹیریئر سے سجا یہ لاؤنج روشن تھا۔ اس کے چچا اور تین اور مرد اس وقت وہاں موجود تھے ۔ اس کے داخل ہوتے وہ سب خاموش ہوئے ۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔

" اوو۔ فاطق۔ آؤ آؤ ۔ ان سے ملو۔" یہ اس کے چچا تھے ۔ وہ آگے آیا اور ان تمام مردوں سے ملا اور پھر عابد علوی کے ساتھ صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"یہ حجاج کا بیٹا ہے ۔ " عابد نے فاطق کا تعارف کروایا۔

" اوو۔ یہ ہے حجاج کا بیٹا جسے تم نے پالا ہے ۔ " ان میں سے ایک مرد بولا۔

"ہاں۔۔ یہ وہی ہے ۔ "

"کیا کرتے ہو بیٹا ؟ " فاطق جواب دیتا کہ عابد صاحب بولے ۔

" پڑھائی اس کی مکمل ہو چکی ہے ۔ اب میں چاہتا ہوں کہ یہ اپنے باپ کا بزنس سنبھالے۔ بھائی مجھ سے اب اور دیکھ بال نہیں ہوتی۔ میں اپنا بزنس سنبھالوں یا حجاج کا۔ اور حجاج انٹرپرائزز کے حالات اب ٹھیک نہیں ہیں ۔میں نہیں سنبھال سکتا۔ "

" کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔ اتنا عرصہ تم نے حجاج کے بزنس کی دیکھ بھال کی ہے ۔ اب تو اس کے بیٹے کو سنبھال لینا چاہیے ۔ اور مجھے تو لگتا ہے کہ یہ بزنس ڈوب جائے گا اب۔ "

NOVEL HUT

فاطق خاموشی سے ان سب کے تبصرے سن رہا تھا۔

" کوئی کتاب پڑھ رہے ہو تم فاطق ؟ " انھی میں سے ایک مرد نے اس کے ہاتھ میں موجود کتاب کو دیکھتے سوال کیا۔

" نہیں ۔ یہ دراصل میری لکھی گئی کتاب ہے ۔ میں چچا کو دکھانے آیا تھا ۔"
فاطق نے کتاب صوفے کے دوسرے کونے میں بیٹھے عابد کی طرف بڑھائی ۔

" اوو ۔۔ تم لکھتے بھی ہو ۔" ان مردوں کے چہرے پر ستائش تھی ۔ عابد نے کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھا ۔

" تم نے کب سے یہ کام شروع کر دیا فاطق ؟" عابد کے لہجے میں نا محسوس کن ناگواری تھی ۔

"چچا یہ میرا شوق ۔۔۔"

" او فاطق شوق ایسے پالو جس سے تمھیں فائدہ ہو ۔ ایسے نہیں جس کا فائدہ ملتے سالوں لگ جائیں ۔ اور کیا گرینٹی ہے کہ فائدہ ہو گا ؟" انھوں نے وہ سفید کتاب سنٹرل ٹیبل پر اچھالی ۔ لاؤنج کی روشنیاں مدھم ہو رہی تھی ۔

"میں نے تم پر بہت محنت کی ہے۔ تمھیں اس قابل بنایا ہے کہ تم اپنے باپ کا بزنس سنبھالو۔ نہ کہ ان فضولیات میں اپنا وقت برباد کرو۔"

فاطق کا چہرہ سیاہ پڑا۔ آنکھوں میں موجود چمک کہیں کھو سی گئی۔

"تمھارے باپ کا بزنس ڈوب رہا ہے۔ تمھیں اس پر دھیان دینا چاہیے نہ کہ ان چیزوں پر۔"

لاؤنج سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کی تمام روشنیاں کسی نے بند کر دی تھی۔

"میں امید کروں گا کہ تم میری بات سمجھو گے اور اب اپنا وقت ان چیزوں میں برباد نہیں کرو گے۔ تم سمجھ رہے ہو نا فاطق۔"

فاطق نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔ میری محنت ضائع مت کرنا۔ میں تمھیں ایسی چیزوں میں پڑتے نہیں دیکھنا چاہتا۔ "

"جی۔۔۔ "

فاطق اٹھا اور لاؤنج سے باہر آگیا۔

"کیا عابدیہ ایسی بھی کوئی بات نہیں ۔ اگر وہ کرنا۔۔۔"

"تم یہ لو نا رفیق۔۔ " عابد نے چائے کی پیالی اٹھاتے اپنے دائیں طرف بیٹھے آدمی کی طرف بڑھائی۔ آدمی نے وہ پیالی تھامی اور افسوس سے عابد کا چہرہ دیکھا۔ وہ اب دوسرے آدمی کو کچھ کہہ رہا تھا۔

لاؤنج کی سیاہی میں سفید سرورق والی چمکتی کتاب نے یاسیت سے اس دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے اس کا لکھاری گیا تھا۔ وہ اپنی اس ناقدری پر اس کو معاف نہیں کرنے والی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید دروازے کو کھولتا اس کا ہاتھ تھما ۔ سوچوں کے دھارے پر بندھ بندھا ۔ جیکٹ کی اندرونی جیب سے فون نکال کر اس نے کان سے لگایا اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ۔

کیسی ہو ماہین ؟"

" فاطق تم پاکستان آجاؤ ۔" فاطق چونکا ۔ دل نے کسی برے خدشے کو رد کیا ۔

" کیا ہوا ہے ماہین ؟ "

" فاطق بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔ وہ ہاسپٹل میں ہیں ۔ میں بہت پریشان ہوں ۔" اس کی آواز رندھ گئی تھی ۔

"کیا ہوا ہے چچا کو ؟"

"فاطق وہ بیمار ہیں ۔ تم بس آجاؤ فاطق۔۔"

فاطق کچھ دیر تامل کا شکار ہوا۔

"اوکے تم فکر نہ کرو میں آتا ہوں ۔"

"جلدی آنا فاطق ۔۔" اس نے فون بند کر دیا۔ فاطق نے ایک گہرا سانس بھرا اور زکی کو فون ملایا۔ ساتھ ہی جیکٹ اتار کر صوفے پر اجھالی۔

"السلام علیکم سر۔"

"واعلیکم السلام ۔ کیسے ہو زکی؟"

"الحمدللہ سر میں ٹھیک ہوا۔"

"زکی میری پاکستان کی فلائٹ بک کرواؤ ۔"

NOVEL HUT

"آپ واپس آرہے ہیں سر؟" زکی کی حیرت زدہ سی آواز سنائی دی۔

"ہاں اور جب تک میں نہیں آجاتا تم ہاسپٹل چلے جاؤ چچا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ماہین بھی وہیں ہے۔ ہر چیز کا خیال رکھنا ہے تم نے۔"

"اوکے سر۔"

فاطق نے فون بند کیا اور کچھ دیر یونہی کھڑا رہا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ پھر کچھ سوچ کر الف کو فون ملایا۔

"آپ کو میں کچھ زیادہ یاد نہیں آنے لگی فاطق صاحب۔" فون کی دوسری طرف الف کی کی شرارت و بشاشیت سے بھرپور آواز گونجی۔

فاطق کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ضروری تو نہیں کہ کوئی یاد آئے تبھی فون کیا جائے۔ بندے کو کام بھی ہو سکتا ہے۔"

"بندہ مجھے پڑھانے کو تیار نہیں تھا کجا اب اس کو مجھ سے کام ہونے لگا ہے ۔ یہ کایا کیسے پلٹی؟ " الف کے پیچھے کچھ آوازیں آ رہی تھیں ۔ وہ شاید ابھی بھی باہر تھی۔

فاطق مدھم سا ہنسا۔

" میں پاکستان جا رہا ہوں۔ "

الف بے اختیار خاموش ہوئی ۔ فاطق اس کے کچھ کہنے کا منتظر رہا مگر وہ خاموش رہی۔

" کچھ دن میں واپس آجاؤں گا۔ "

" آہ ۔۔ اچھا ۔۔ آپ تو ویکیشنز پر تھے؟ "

" ہاں۔ ایک ضروری کام آگیا ہے ۔ مگر آجاؤ گا واپس۔ " اس کی آواز میں کوئی یقین دہانی تھی ۔ مگر وہ اسے یہ یقین کیوں دینا چاہتا تھا ؟

" ٹھیک ہے ۔" خلاف عادت اس نے بہت مختصر سا جواب دیا۔ فاطق پھر منتظر رہا مگر وہ مزید کچھ کہے بغیر فون کاٹ چکی تھی ۔ وہ نہیں جانتا تھا اس نے الف کو کیوں بتایا ہے مگر دل کے کسی کونے میں یہ خواہش ضرور تھی کہ کوئی اس کی واپسی کا منتظر رہے۔ کوئی اس کا انتظار کرے اور نجانے کیوں اسے لگتا تھا کہ الف یہ کرے گی ۔

دوسرے دن فاطق پاکستان میں تھا۔ ہاسپٹل کے ایک پرائیویٹ کمرے میں بستر کے پاس کھڑا وہ دوائیاں دیکھ رہا تھا۔

" آپ نے کس چیز کی اتنی ٹنشن لی ہوئی ہے چچا ؟" وہ دوائیاں چھوڑتا بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا۔

" بس فاطق ۔۔۔ کیا بتاؤں تمھیں ۔۔" بیڈ پر لیٹے عابد صاحب کے چہرے پر مایوسی سی تھی ۔

"کیا بات ہے چچا ؟" فاطق آگے کو ہو کر پریشانی سے گویا ہوا۔

"میں ماہین کی وجہ سے پریشان ہوں ۔" فاطق کے تاثرات ڈھیلے پڑے ۔ وہ جانتا تھا اب بات کس طرف جائے گی۔

"فاطق میری زندگی کا کچھ پتہ نہیں تو بس میں چاہتا تھا کہ تمھاری اور ماہین کی شادی ہو جائے ۔"

"چچا میں دمشق میں ۔۔۔"

"فاطق تم لا حاصل کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔۔" انھوں نے فاطق کی بات کاٹی ۔

"میں کوشش کرنا چاہتا ہوں۔" فاطق نے نظریں چرائی ۔

"شادی کے بعد ہو سکتا ہے یہ سب۔"

فاطق کے گلے میں گلٹی ابھری ۔

NOVEL HUT

"میں ۔۔ میں تھوڑا سا انتظار کرنا چاہتا ہوں ۔" بے اختیار اسے یہاں بیٹھنا مشکل ہوا تھا۔ ہوا میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی ۔

عابد صاحب کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھتے رہے ۔ وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔

"کیا کوئی لیڈ ملی ہے ؟"

"نہیں ۔" بیڈ کی دائیں طرف کی کھڑکی سے سورج کی روشنی اندر کر رہی تھی ۔ فرش پر چکور روشن ڈبہ سا بن رہا تھا۔ فاطق کی نظریں اس ڈبے پر جمی تھی ۔

"تم بہت چھوٹے تھے فاطق جب میرے پاس آئے تھے ۔ تم ایک برے وقت سے گزر رہے تھے ۔ تم نے سب کچھ کھو دیا تھا۔ میں نے تم پر بہت محنت کی ہے اور آج اگر میں تم سے کچھ کہوں گا تو مجھے یقین ہے تم انکار نہیں کرو گے ۔" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہہ رہے تھے ۔

فاطق کے اندر کا اضطراب بڑھ رہا تھا۔ اب بھی وہی ہونے والا تھا جو ہمیشہ سے ہوتا آیا تھا۔

"تم نہیں کرو گے نا انکار؟"

"آپ کہیں آپ کو جو کہنا ہے چچا۔" شاید وہ روشن ڈبہ اپنی جگہ بدل چکا ہے۔ وقت کی گردش نے اس کی جگہ تبدیل کر دی ہے۔ کتنا وقت گزر گیا ہے اسے یہاں بیٹھے؟ شاید بہت سارا۔ تبھی تو وہ جگہ تبدیل ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ شادی نہ سہی منگنی تو کر سکتے ہو۔ میں ماہین کو محفوظ ہاتھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ میرا بوجھ کم کر دو۔ اتنا تو کر سکتے ہو نا؟"

مگر وقت نہیں گزرا تھا۔ وہ ڈبہ اپنی جگہ پر ہی تھا۔

("کیا انکار اتنا آسان ہوتا ہے؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"اس سے بھی زیادہ جتنا آپ سوچ رہے ہیں۔")

فاطق نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے سے کرسی دو انچ پیچھے کو گھسکی ۔ وہ باہر آگیا ۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ بے اختیار سانس لیا۔ دل عجیب خالی سا ہو گیا تھا۔

دو دن بعد ماہین اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کی میکسی میں ملبوس ۔ وہ خوش تھی ۔ وہ' اب' خوش تھی ۔ فاطق نے چکور ہیرے والی انگھوٹھی اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنائی۔ ماہین نے بھی ایسا ہی ایک عمل دہرایا۔ وہ فاطق حجاج سے منسوب ہو چکی تھی۔

فاطق ایک ہفتے میں واپس دمشق آگیا ۔ وہ وہاں نہیں رکنا چاہتا تھا۔ پہلے جب وہ دمشق آیا تھا ایک امید کے ساتھ آیا تھا مگر اب دمشق میں امید سے زیادہ کچھ تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے دمشق آئے دو دن ہو گئے تھے مگر الف سے نہ مل سکا تھا۔

"کہاں ہو ؟" ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے، دوسرے ہاتھ سے ڈرائیور کرتا وہ گویا ہوا۔

"میں ۔۔۔" الف نے جگہ بتائی ۔

" ٹھیک ہے ۔ وہیں رہنا ۔ میں پاس میں ہی ہوں آتا ہوں ۔" اس نے فون بند کیا۔ فاطق مطلوبہ جگہ پہنچا تو الف وہیں سڑک کنارے ایک درخت کے نیچے بنچ پر بیٹھی نظر آئی ۔ فاطق کی گاڑی پاس آکر رکی اور گرے ٹرٹل نک سویٹر سیاہ کوٹ اور سیاہ پینٹس میں چلتا ہوا وہ اس کی طرف آیا ۔ الف کی آنکھوں کی چمک بڑھی ۔

جھاڑے کے موسم میں کہیں بہار کے آثار دکھائی دیے۔

"آپ جلدی آگئے پاکستان سے ؟" الف کھڑی ہوئی ۔

"کیوں تم چاہتی تھی میں دیر سے آؤں ؟" وہ اس کے پاس آرکا۔ دائیں طرف

۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

"لگ تو ایسا ہی رہا ہے ۔" الف نے اسے خفگی سے کچھ کہا وہ ہنس دیا ۔

"چلو" ۔ وہ واپس گاڑی کی طرف مڑا ۔

"کہاں ؟"

"یہاں پاس میں ایک ریستوران ہے وہاں۔"

" اگر پاس میں ہی ہے تو پیدل چلتے ہیں ۔ اس گاڑی کا پیچھا کبھی چھوڑ بھی دیا کریں۔"

" اچھا ٹھیک ہے ۔" فاطق نے ہاتھ کھڑے کیے ۔ وہ دونوں دمشق کی سڑکوں پر پیدل چلنے لگے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کے لیے دل کرتا ہے کہ اپنے تمام اصول ٹوڑ دیے جائیں ، فیصلے بدل دیے جائیں ، انائیں وار دی جائیں اور ضدیں چھوڑ دیں جائیں ۔ انسان ان لوگوں کے سامنے بے بس ہوتا ہے ۔

فاطق نے غور سے اسے دیکھا۔ سیاہ رنگ کی ٹخنوں کو چھوتی سادہ میکسی اور سفید جیکٹ کے ساتھ سفید ہیلز پہنے وہ آج مختلف لگ رہی تھی ۔ چھوٹے بال ٹرم کر رکھے تھے ۔

" تم کسی فنکشن سے آ رہی ہو کیا ؟ "

" ہاں۔۔ ایک برتھ ڈے پارٹی سے آ رہی ہوں۔۔۔ ایک منٹ۔۔" وہ کہتے ساتھ سڑک کنارے فٹ پاتھ پر بیٹھی ۔ کندھے پر لٹکا سیاہ بیگ سائیڈ پر رکھا۔

NOVEL HUT

پیروں کو ہیلز سے آزاد کیا۔ انگھوٹھے کے پاس جلد سرخ ہو کر زخم سا بن گیا تھا۔ فاطق اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔

" کیا ضرورت تھی یہ پہننے کی۔ " اس نے نہایت تاسف سے کہا۔

" فیشن فاطق صاحب فیشن ۔ " فاطق نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی۔ آس پاس کھڑے کچھ راہ گیر انہیں دیکھ رہے تھے مگر پرواہ کسے تھی۔

" فیشن کے لیے خود کو چوٹ پہنچا دی جائے ۔یہ کہاں کی عقل مندی۔ "

" یقین کریں فاطق صاحب اتنی زرا سی چوٹ سے میں ہرگز نہیں مروں گی۔ "

" میں اپنے ۔۔۔ " فاطق اپنے جوتے آفر کرتا کہ کہ الف نے بات کاٹی ۔

" نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ۔" فاطق نے اس کی ہیلز ہاتھ میں پکڑی اور اٹھا۔ الف بھی بیگ کندھے پر لٹکاتی کھڑی ہوئی۔

" مجھے دے دیں ۔ " اس نے ہیلز کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

" نہیں ۔ اٹس اوکے ۔ " وہ دوبارہ چلنے لگا۔ الف کو عجیب لگا ۔ مگر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ کیا اب وہ دمشق کی سڑکوں پر اس کی ہیلز اٹھائے گھومے گا ؟ خیر وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

" ویسے مجھے یقین نہیں آتا آپ وہی فاطق حجاج ہیں جو کہہ رہا تھا کہ میں ان کی ویکیشنز برباد کر رہی ہوں ؟ " لہجے میں شرارت کا عنصر موجود تھا۔

" کیا میں اپنے الفاظ واپس لے سکتا ہوں ؟" الفاظ سچے، مسکراہٹ رقصاں تھی ۔

" نہیں ۔۔"

" معافی کی کوئی امید نہیں ؟ " نظریں ساتھ چلتی لڑکی پر ٹکی تھیں ۔

" انہوں ۔" چمکدار آنکھیں ۔ مخفی پر عیاں جذبے۔

NOVEL HUT

"پر میرے لیے معافی کی آفر لامحدود تھی ۔" متبسم لہجہ، سرشار دل۔ کچھ یاد دلایا گیا تھا۔

" غلطی سے کہہ دیا تھا۔ آپ تو خفظ کر کے ہی بیٹھ گئے ہیں ۔" فاطق کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔پاکستان میں یہی تو وہ مس کرتا رہا تھا۔ وہ خوش تھا۔ وہ 'اب' خوش تھا ۔

" کیسے گزرے پاکستان میں دن ؟ "

" ٹھیک ۔" فاطق کے چہرے سے کوئی سایہ سا گزرا ۔

" کیا آپ کو کبھی یاد آیا کہ آپ دمشق میں ایک عدد الف کو چھوڑ گئے ہیں جو روز آپ کے پاس پڑھنے آتی تھی ؟ "

"میں سکون کے لمحات میں ایسی باتیں نہیں سوچتا لڑکی۔ "

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ ؟ دمشق میں سکون نہیں ہے یا میرے ساتھ سکون نہیں ہے ؟" چلتے چلتے اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے فاطق کو دیکھا۔ "اور ہاں دوسری بات پر آپ کے اقرار کی صورت تھوڑی دیر پہلے والا معافی نامہ رد ہو جائے گا ۔ یاد رکھیے گا۔ "

"تم مجھے معافی نامے کے رد ہونے کی دھمکی دے کر سچ کو نہیں چھپا سکتی ۔ " فاطق نے سنجیدگی سے کہا۔ مگر متبسم آنکھیں مخفی نہیں تھی ۔

" آپ بدل گئے ہیں فاطق صاحب۔ اللہ یہ دن بھی دیکھنا تھا مجھے۔ " اس نے گردن آسمان کی سمت اٹھا کر افسوس کیا۔

"کتنی ڈرامے باز ہو تم الف۔ میں نے زندگی میں آج تک ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ "

"دراصل لکھاری ہیں نا آپ تو کیا پتہ میری ایکٹنگ سے متاثر ہو کر آپ کسی کہانی میں کوئی چھوٹا موٹا رول مجھے بھی دے دیں۔تو بس اسی لیے۔۔" فاطق چہرہ جھکا کر ہنس دیا۔ وہ کچھ قدم مزید چلے۔

"سچ بتاؤں۔دمشق میں پہلے سکون نہیں تھا۔ اب ہے۔" الف مسکرائی مگر خاموش رہی۔

وہ ایک ریستوران کے قریب پہنچ چکے تھے جب الف کا فون بجا۔ فاطق اس سے تھوڑا آگے تھا۔ الف نے کالر آی ڈی دیکھ کر فون کاٹ دیا۔ اس نے ایک قدم لیا کہ میسج ٹون بجی۔

"فاطق حجاج سے دور رہو۔" ایک جملے پر مشتمل یہ بات اس کا دماغ خراب کرنے کے لیے کافی تھی۔

" میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے ۔ " اس نے میسج بھیجا اور اس نمبر کو بلاک کر دیا۔ ایسے لوگ الف کی بلاک لسٹ میں ہی اچھے لگتے تھے ۔

" الف ۔۔ " فاطق نے اسے آواز دی ۔ وہ ریستوران کے بڑے گیٹ کے باہر کھڑا تھا۔

الف پاس آئی مگر اندر نہیں گئی ۔

" یہ ریستوران بہت اچھا ہے ۔ یہاں کے کھانے بھی بہت اچھے ہیں ۔ یہاں کا فلافل میرا پسندیدہ ہے ۔ مگر میں یہاں نہیں جا سکتی ۔ آپ جا کر لنچ کر آئیں ۔ " فاطق کے ماتھے پر بل پڑے ۔ اب یہ کیا بات تھی بھلا۔

" کیوں ؟ کیوں نہیں جا سکتی تم ؟ "

" اممم ۔۔ میں نے اگر بتایا تو آپ ہنسیں گے ۔ "

" نہیں ہنستا بتاؤ ۔ "

" وہ دراصل ایک سال پہلے میں ایک دفعہ یہاں آئی تو میری یہاں کے مالک سے لڑائی ہو گئی اور میں نے اس اڑے بالوں والے مالک کا کافی نقصان کر دیا تھا۔ تو اس لیے میں نہیں چاہتی کہ اب میں دوبارہ جاؤں اور وہ پرانی بھڑاس نکالنے کے لیے مجھے کھانے میں زہر ملا کر دے دے اور میں مر جاؤں ۔ " فاطق ہنسا۔ فاطق اس لڑکی کو یونہی ڈرامہ نہیں کہتا تھا۔

" دیکھا آپ ہنس رہے ہیں ۔" وہ خفا ہوئی ۔

" کیسے کر لیتی ہو ایسی حرکتیں ؟"

" فاطق صاحب ۔۔۔"

" تم پر تو کئی افسانے لکھے جا سکتے ہیں لڑکی ۔ "

" اسی لیے میں آپ کو نہیں بتا رہی تھی ۔ "

NOVEL HUT

" اوکے اب نہیں ہستا ۔تو تمھارا مسئلہ واقعی ایک بڑا مسئلہ ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ ہم کہیں اور چلے جائیں ۔" فاطق نے قدم واپس لیے تو الف نے ٹوکا۔

" نہیں ۔ آپ جا کر لنچ کر آئیں ۔مجھے ویسے بھی اپنی ایک دوست کی طرف جانا ہے ۔یہاں قریب میں ہی شلٹر ہوم میں رہتی ہیں ۔ میری ہیلز۔۔۔" وہ اس سے ہیلز لے کر پہنتی آگے چل دی۔

فاطق حجاج کی ساری بھوک ختم ہو گئی ۔ وہ اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

ناجانے کیوں الف پلٹی تو اس کا سانس رکا۔ ایک گاڑی فاطق کی طرف آرہی تھی ۔

NOVEL HUT

" فاطق۔۔۔۔۔ " وہ چلائی ۔ وہ اس کے چلانے پر پلٹا مگر گاڑی قریب آچکی تھی ۔ وہ یکدم پیچھے ہوا اور گاڑی اس کے آگے سے گزری۔ وہ توازن نہ رکھ پایا اور ایک طرف گرا۔

الف اس کی طرف دوڑی۔ وہ سڑک پر گرا تھا۔ چہرے کی دائیں طرف اور دائیں بازو بری طرح سڑک سے رگڑے۔ آس پاس کھڑے لوگ اس کی طرف آئے ۔ الف اس کے پاس دو زانون بیٹھی۔ اس کے گال سے خون بہہ رہا تھا۔

" فاطق ۔۔ فاطق آپ ٹھیک ہیں ۔" وہ بوکھلا گئی تھی ۔ وہ اٹھ کر بیٹھا ۔

" میں ٹھیک ہوں الف ۔ "

" میں ابھی پولیس کو کال کرتی ہوں ۔ آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ " وہ روہانسا ہوئی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تو لوگ آہستہ آہستہ چھٹنے لگے۔

" ایسے کیسے ضرورت نہیں ہے۔ خون بہہ رہا ہے آپ کو۔ ہم پہلے ہاسپٹل چلیں گے پھر مرکز الشرطۃ (پولیس اسٹیشن) ۔"

ہسپتال میں بیٹھے اس نے الف کو دیکھا۔ ایکسیڈینٹ اس کا ہوا تھا، ڈریسنگ اس کی ہو رہی تھی، درد اسے ہو رہا تھا مگر چہرے کے زاویے الف کے زیادہ بگڑے ہوئے تھے۔ وہ اب غصے میں تھی۔ وہ جانتا تھا وہ اب کسی بھی وقت پھٹ پڑے گی۔

NOVEL HUT

وہ ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں آئے تو الف رکی۔ آسمان پر مغرب کا جامنی اندھیرا پھیل چکا تھا۔

"ہم مرکز الشرطۃ جائیں گے۔" وہ سنجیدہ تھی۔ بالکل سنجیدہ۔

" الف ای ایم فائن۔ اس لیے اب ہم گھر چلیں گے ۔ " وہ ابھی پولیس کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا ۔

"کیا مطلب گھر چلیں گے آپ اتنی آسانی سے کیسے معاف کر سکتے ہیں ۔" وہ پھٹ پڑی تھی ۔ " آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔ ہاں ۔ کیا کرتی میں ۔ اس آدمی کو جیل میں ہونا چاہیے ۔ کیا آنکھیں نہیں تھی اس کے پاس۔ واللہ وہ ملے میں اس کی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے نکالوں گی۔"

فاطق نے آس پاس دیکھا۔ لوگ ٹھہر کر اس لڑکی کو دیکھنے لگے تھے ۔ فاطق نے اسے بازو سے پکڑا اور گاڑی میں بیٹھایا ۔ خود گھوم کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور زن سے گاڑی آگے بڑھ دی۔

" الف۔۔۔" فاطق نے پکارا مگر وہ خاموش رہی ۔ یعنی وہ خفا ہو چکی تھی ۔ گھر پہنچتے ہی وہ اتری اور بنا کچھ کہے چلی گئی ۔

اگلے دن وہ فاطق کے گھر بھی نہیں گئی ۔ اس نے سارا دن آزیہ کے پاس گزار دیا تھا۔ رات کے وقت وہ گھر میں داخل ہوئی تو سب لاؤنج میں ہی موجود تھے ۔ ایک ہیپی فیملی کی طرح ۔ الف سلام کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس ہیپی فیملی میں کم از کم اس کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ کمرے میں لائیٹ آن کیے بغیر آگے آئی اور ٹانگیں نیچے لٹکا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ کمرے کی کھلی کھڑکی سے چاند کی چاندنی اندر گر رہی تھی ۔ ہوا سے سفید پردہ لہراتا اور واپس تھم جاتا۔ چاندی کا سحر اس لڑکی کو دیکھ کر اداسی میں بدلتا جا رہا تھا ۔ اس کے فون کی وائبریشن ہوئی تو اٹھا کر دیکھا۔ کالر آی ڈی پر " فاطق

صاحب" لکھا آرہا تھا ۔ ایک آسودہ سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"ہیلو۔۔۔۔"

"کیسی ہو ؟"

"ٹھیک ہوں۔۔۔"

"تم آئی نہیں آج ۔۔" سٹریٹ پولز کی زرد روشنی میں ٹہلتا سیاہ کوٹ بکھرے بالوں اور چہرے پر بینڈیج والا وہ شخص شکوہ کر رہا تھا یا سوال ۔ وہ سمجھ نہیں سکی۔

NOVEL HUT

"آپ میرا انتظار کر رہے تھے کیا؟"

اس کی آواز کی تھکن کو فاطق نے بخوبی محسوس کیا تھا۔

"میں کیوں تمھارا انتظار کرنے لگا۔"

"ہاں۔ آپ کیوں میرا انتظار کریں گے۔ آپ نے تو شکر ادا کیا ہو گا کہ آج میں نہیں آئی ۔ آپ کے گھر میں سکون ہوا ہو گا۔ آپ نے جی بھر کر اپنے لیپ ٹاپ کے پاس وقت گزارا ہو گا مجھ سے زیادہ ضروری جو ۔۔۔۔"

"میں انتظار کر رہا تھا۔۔۔"

الف کے سارے لفظ رد ہو گئے ۔ ان کا اب کوئی جواز بنتا ہی نہیں تھا۔ چاندنی نے اپنے اندر پھیلی اداسی کو لپیٹ کر کہیں دور پھینکا۔ ہواؤں کے ساتھ آتی کسی مقدس پھول کی خوشبو سارے کمرے میں پھیل گئی ۔ الف کی آنکھوں میں چمک اتری ۔

"تو پھر جب میں نہیں آئی تو آپ نے کیا کیا؟" الف کا سوال اتنا مشکل نہیں تھا مگر دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی ۔ خاموشی کا دورانیہ اتنا لمبا ہوا کہ الف کو پکارنا پڑا۔

NOVEL HUT

"فاطق صاحب ۔"

"ہوں ۔"

"آپ کہاں تھے اتنا عرصہ ؟"

"کیا مطلب ؟"

"کچھ نہیں ۔۔" اس نے گہرا سانس بھرا۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔

"کل آجانا الف۔۔۔" اس نے مزید صرف اتنا کہہ کر کال کاٹ دی ۔

کیا وہ التجا کر رہا تھا ؟

الف نے بھی فون چھوڑ دیا۔ ساری کلفت جیسے چھٹ گئی تھی ۔

"آجاؤں گی ۔۔۔ جانتی ہوں وقت بہت کم ہے ۔" اس نے خود کلامی کرتے آنکھیں موندی۔ ٹھنڈی چاندنی اب بھی کھلی کھڑکی سے اندر گر رہی تھی ۔ سفید

پردہ اب بھی پھڑ پھڑا رہا تھا۔ وہ اَن دیکھا سحر اب بھی موجود تھا اور کمرے کا مکین بھی جو اب پر سکون تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن وہ واقعی آگئی تھی ۔ لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے وہ کافی حد تک بور ہو چکی تھی ۔ فاطق کہیں باہر تھا اور وہ نہیں تھا تو یہاں تو جیسے کچھ تھا ہی نہیں ۔ وہ اٹھی اور لاؤنج میں ایک طرف بنے لکڑی کے دروازے سے باہر آئی ۔ دائیں طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر سے سیڑھیاں اوپر کی جانب جاتی تھی ۔ اسی راہداری میں بائیں ہاتھ پر ایک دروازہ تھا جہاں سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں ۔ الف آگے آئی اور اندر جھانکا۔ فاطمہ بی اس کی طرف پشت کیے کام کر رہی تھی ۔ الف اندر آئی ۔

"میں یہاں بیٹھ جاؤں ؟ " وہ بولی تو فاطمہ بی چونکی۔ انھوں نے مڑ کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا ۔ الف وہاں شلف کے ساتھ رکھے اونچے سٹول پر بیٹھ گئی ۔ کافی دیر وہ ان کی پشت دیکھتی رہی۔

"آپ پریشان ہیں ؟ " فاطمہ بی کے چلتے ہاتھ رکے۔

"نہیں ۔۔" یک لفظی جواب دے کر وہ دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی ۔

"آپ بہت دنوں سے پریشان ہیں ۔" اب کی بار الف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "آپ چاہیں تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں ۔ کیا پتہ میرے پاس حل ہو۔۔"

اب کی بار فاطمہ بی نے مڑ کر اسے دیکھا۔ ان کی نظر ایسی تھی کہ تم چھوٹی لڑکی میرے مسئلے کو کیا حل کرو گی۔

"کیا آپ نے ملکہ بلقیس کے بارے میں سنا ہے ؟" الف نے ایک پل رک کر انہیں دیکھا ۔ پھر جواب کا انتظار کیے بغیر خود ہی بولنا شروع ہو گئی ۔

"ملکہ بلقیس ملک سبا کی ملکہ تھی ۔ وہ ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ پتہ چلا تو انھوں نے ملکہ کو پیغام بھیجا ۔ سیدھے راستے پر آنے کا پیغام ۔ پھر ملکہ نے کیا کیا ؟ وہ ملکہ تھی اس کا عہدہ سب سے بڑا تھا اور وہاں اس کے دربار میں موجود ہر ایک شخص کا عہدہ اس سے چھوٹا ۔ ملکہ نے جب حضرت سلیمان کا پیغام سنا تو اس کے پاس اختیار تھا کہ وہ خود ہی کوئی فیصلہ کر لیتی مگر نہیں ۔ اس نے اپنے سے ان چھوٹے عہدے والوں سے پوچھا ۔ اس نے مشورہ کیا ۔ اور پھر فیصلہ کیا ۔ اس سے ملکہ کی دانشمندی اور عقل و فہم ثابت ہوتا ہے مگر ساتھ میں یہ بھی دیکھیں کہ ملکہ نے اپنے سے چھوٹوں کی بھی سنی ۔ ان سے بھی مشورہ کیا ۔ تو یہ کہ اپنے سے

چھوٹوں کی بھی سن لینی چاہیے ۔ وہ بھی بعض دفعہ آپ کو بہترین مشورہ دے سکتے ہیں ۔ "

الف خاموش ہوئی ۔ فاطمہ بی اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔ کچھ بھی کہے بغیر انھوں نے دوبارہ رخ موڑ دیا۔ کھٹ پٹ کی آواز دوبارہ شروع ہو گئی ۔ الف نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا اور اٹھنے لگی کہ فاطمہ بی کی آواز نے روک دیا ۔

" میری بیٹی ۔۔۔ میں اس کی وجہ سے پریشان ہوں ۔" انھوں نے دوبارہ رخ موڑ کر اسے دیکھا اور بولنا شروع کیا۔

" وہ وکیل بننا چاہتی تھی ۔ ہم نے اس کی پڑھائی کے لیے دن رات ایک کیے۔ اب اس کا ایک لاء کالج میں داخلہ بھی ہو چکا ہے مگر اس کی خالہ کے بیٹے کے ساتھ اس کا رشتہ بچپن میں ہی طے ہو گیا تھا اور اب وہ لوگ شادی

کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے ہاں لڑکیوں کے اتنے پڑھنے کا رواج نہیں ہے ۔ وہ اسے آگے پڑھنے نہیں دیں گے ۔ اور اگر ابھی ہم نے انکار کیا تو وہ اس رشتے کو ختم کر دیں گے ۔ اس لیے میں نے اور اس کے باپ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم شادی کر دیں گے اور اسے کالج جانے سے بھی منع کر چکے ہیں مگر جب سے منع کیا ہے میری بیٹی کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے ۔ اس نے خود کو کمرے تک محدود کر دیا ہے ۔ میں کیا کروں ۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ۔ ایک طرف بیٹی ہے اور دوسری طرف رشتہ ختم ہونے کی بدنامی ۔۔"

آنسو ان کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے ۔ الف نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو پتہ ہے ایک دفعہ بچپن میں میں نے ایک طوطا خریدا۔ میری ماں نے مجھے بہت منع کیا کہ مت خریدو۔ سردی بہت ہے تم خیال نہیں رکھ سکو گی یہ مر جائے گا۔ مگر میں نے ضد کی اور پھر خرید لیا۔ کچھ دن گزرے تو وہ واقعی مر گیا

تھا۔ میں بہت روئی ۔مجھے اس کا غم نہیں بھول رہا تھا۔ تب میری ماں نے مجھے ایک چڑیا پکڑ کر دی ۔ وہ بہت خوبصورت تھی ۔نیلے پروں والی ایک خوبصورت چڑیا۔ میں خوش ہوگئی ۔ میں نے اس کا بہت خیال رکھا ۔ اسے سردی سے بچائے رکھا۔ مگر وہ دن بہ دن نڈھال ہوتی گئی اور ایک دن وہ بھی مر گئی ۔ مگر میں اس کے مرنے پر نہیں روئی کیونکہ شاید دور اندر کہیں میں یہ جانتی تھی کہ وہ بھی مرجائے گی۔ مگر آپ جانتی ہیں وہ کیوں مری تھی ؟"

الف نے رک کر ان سے سوال کیا۔

" طوطا سردی کی وجہ سے مرا تھا مگر وہ چڑیا سردی سے نہیں مری تھی ۔ وہ اس لیے مر گئی تھی کیونکہ میں نے اس سے اس کی آزادی چھین لی تھی ۔ میں نے اس سے اس کے خواب چھین کر اسے ایک پنجرے میں قید کر لیا تھا۔ اس

لیے جن پرندوں کو اڑنے کی عادت ہو انہیں قید نہیں کرنا چاہیے ۔ وہ مر جایا کرتے ہیں ۔"

فاطمہ بی کے آنسو بہہ رہے تھے ۔ وہ سمجھ گئی تھیں الف کی بات ۔

"مگر میں کیا کر سکتی ہو ؟" ان کی آواز میں ملال تھا ۔ بے بسی تھی ۔

"آپ اپنی بیٹی کو چن سکتی ہیں کیونکہ وہ آپ کے لیے سب سے ضروری ہونی چاہیے باقی سب لوگ نہیں ۔ آپ اپنی بہن سے بات کریں اور انہیں کہیں کہ ابھی چاہے تو نکاح کر لیں اور آپ کی بیٹی کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد رخصتی ۔ اور اگر وہ نہیں مانتی تو اپنی بیٹی کو چنیے گا ۔ اس کے خواب مت توڑیے گا کیونکہ خوابوں کے بوجھ بہت بھاری ہوتے ہیں ۔ انہیں ساری عمر اپنے کندھوں پر لادھ کر چلنا پڑتا ہے اور اس بوجھ کو اٹھانے میں کوئی آپ کی مدد نہیں کرتا ۔"

وہ کہہ کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی مگر قدم رک گئے ۔ دروازے میں فاطق کھڑا تھا۔ الف کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اس کی طرف بڑھی ۔

"آپ کب آئے ؟ "

"تبھی جب تم ایک سمجھدار لڑکی کا کردار نبھا رہی تھی۔" وہ ایک طرف ہوا تو الف باہر نکلی۔ الف نے کچھ خفگی سے اسے دیکھا۔

"میں ہمیشہ ہی سمجھ دار ہوتی ہوں۔ "اس نے لاؤنج میں آکر فاطق کی طرف مڑتے کہا۔

"اور کیا آپ کسی ڈیٹ سے آرہے ہیں ؟ " اس نے فاطق کو دیکھتے کہا جو سیاہ ٹرٹل نک سوئیٹر اور گرے پینٹس میں ملبوس تھا۔ بال سلیقے سے پیچھے جمے تھے۔ فاطق جواباً کچھ کہتا کہ یکدم خاموش ہوا۔ ایک انگلی سے الف کے چہرے پر

آتے بالوں کو ایک طرف ہٹایا۔ اس کی گال پر کچھ نشان تھا۔ فاطق کے جبڑے تنے ۔ آنکھوں میں سرد سا تاثر چھایا۔

"کسی نے ہاتھ اٹھایا ہے تم پہ ؟" اس کی آواز کی سختی الف کو بخوبی محسوس ہوئی تھی ۔ الف نے اس کا ہاتھ نیچے کرتے بال دوبارہ آگے کیے۔

"کچھ خاص نہیں ہوا۔ دراصل میری میرے بھائی سے لڑائی ہوگئی تھی ۔ ہے تو وہ سوتیلا مگر ہے بھائی ہی۔ اور بہن بھائیوں میں ایسا ہوتا رہتا ہے ۔ کچھ اس نے مارا اور کچھ میں نے ۔ اس لیے فکر والی کوئی بات نہیں ہے ۔ آج ہم وہاں بیٹھیں گے ۔" اس نے سرمئی صوفوں کی طرف اشارہ کیا اور ان کی طرف بڑھی ۔ وہ نہیں چاہتی تھی فاطق مزید سوال پوچھے۔

فاطق بھی بنا کچھ کہے اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"تم یہاں کیوں آتی ہو الف ؟" الف نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"تم یہاں پڑھنے نہیں آتی ۔ تم یہاں کیوں آتی ہو الف ؟" فاطق نے اس کی آنکھوں پر نظریں جمائے دوبارہ سوال کیا۔

الف نے سانس روک لیا تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ فاطق اس سے یہ پوچھے گا۔ آتش دان میں جلتی آگ کی تپش اسے اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی تھی ۔ گھڑی کی ٹک ٹک آج پھر تیز ہوئی ۔

کچھ لمحوں بعد اس کی آواز نے ہوا میں ارتعاش پیدا کیا۔

"ہاں میں یہاں پڑھنے نہیں آتی ۔"

فاطق کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ یہ کہہ دے گی۔ الف نے اپنی نظریں پھریں ۔ اب اس کی نظریں آتش دان پر تھیں اور فاطق کی اس پر۔

NOVEL HUT

"یہ میرا اسکیپ ہے۔ میں اُس گھر میں کم سے کم وقت گزارنا چاہتی ہوں۔ میں وہاں کسی کو پسند نہیں کرتی اور نہ کوئی مجھے کرتا ہے۔ پانچ سال پہلے میری ماں مر گئی تھی۔ تب میرا باپ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے آیا جہاں ان کی فیملی رہتی تھی جہاں وہ خوش رہتے تھے۔ مگر میں وہاں خوش نہیں رہی۔ روز روز کی لڑائیوں سے میں تنگ آچکی ہوں۔ وہ مجھے تنگ کرتے ہیں اور میں انہیں ۔ میں پورا بدلہ لیتی ہوں ان سے۔ مگر میں یہ سب نہیں کرنا چاہتی۔ میں سکون سے زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ اس لیے زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزار دیتی ہوں۔ یونیورسٹی کے بعد کوئی ایسی جگہ مجھے چاہیے تھی جہاں میں جا سکوں اور میرے باپ کو کوئی اعتراض بھی نہ ہو اور آپ کا گھر اس کے لیے بہترین تھا۔ ہاں میں کچھ عرصے سے یونیورسٹی نہیں گئی تھی مگر مجھے آپ سے بھی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی میں خود کر سکتی تھی۔ آج کل اون لائین کیا کچھ نہیں ہوتا۔ میں صرف وقت گزارنے آتی ہوں یہاں۔"

فاطق نے دیکھا وہ شاید کہیں اور تھی۔

"میرے بچپن سے ہی بابا ہمارے ساتھ نہیں تھے ۔ جب میں پیدا ہوئی تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے دوسری شادی کر لی اور وہ اپنی نئی فیملی کے ساتھ خوش رہنے لگے ۔ وہ میری ماں کو پسند نہیں کرتے تھے ۔ وہ کبھی کبھار ہمارے پاس آتے مگر جب بھی آتے ہمارے گھر میں ایک ہنگامہ ہوتا۔ "

(رمیز اور ثوبیہ چھوٹے سے ہال نما کمرے میں بیٹھے تھے ۔

"آپ میرا نہیں تو اپنی اولاد کا ہی خیال کر لیں۔ آپ کے دیے گئے چند پیسوں کے علاوہ انہیں آپ کی بھی ضرورت ہے ۔" یہ ثوبیہ کی آواز تھی ۔ اس کی بات پر رمیز صاحب بھڑک اٹھے تھے ۔

" چند پیسے۔۔ میں دن رات محنت کر کے کماتا ہوں اور تم یہ سب کہتی ہو۔ تم ہو ہی ناشکری جاہل عورت ۔ "

رمیز اور بھی کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کی ماں کا لعن طعن کر رہا تھا۔

دروازے کی اوٹ میں کھڑی چھوٹی الف نے بخوبی سب سنا تھا ۔

کیا اس کے باپ کو صرف پیسے کا ذکر سنائی دیا تھا ؟ اس سے اگلی بات کا کیا؟

الف ضبط سے وہاں کھڑی رہی ۔ اس کے دل میں درد ہو رہا تھا ۔ اس لیے نہیں کہ اس کا باپ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ اسے اپنے باپ سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ بلکہ اس لیے کہ اس کی ماں کی تذلیل ہو رہی تھی ۔

رمیز کے جانے کے بعد الف باہر نکل کر آئی ۔ اپنے ازلی ہستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ۔ اس کی ماں نے شکر کیا تھا کہ اس نے کچھ نہیں سنا۔ وہ آزیہ کے گھر جانے کی اجازت لیتی جلدی سے بھاگتی ہوئی آزیہ کے پاس آئی تھی اور ان کی گود میں سر رکھ کر سب کچھ کہتے ہوئے روتی گئی ۔ سب کے سامنے ہستی مسکراتی الف کے بارے میں صرف آزیہ جانتی تھی کہ اسے کتنی

تکلیف ہوتی ہے اپنے باپ کے آنے پر۔ پہلے اس کی تکلیف کا رنگ مختلف تھا۔ وہ مسکراہٹ کے رنگ میں اپنی تکلیف کو چھپاتی تھی۔ مگر پھر وقت کے ساتھ اس نے رنگ تبدیل کر دیا۔ وہ تلخ ہوتی گئی۔ اب تلخی کا رنگ اس کی تکلیف کو چھپاتا تھا۔)

" مجھے ہر وہ لمحہ یاد ہے جب ہمیں بابا کی ضرورت تھی اور وہ ہمارے پاس نہیں تھے ۔ محبت رزق ہوتی ہے ۔ جس کے نصیب میں جتنا رزق لکھا ہے وہ اسے مل جائے گا۔ اور جس کے میں نہیں لکھا وہ کچھ بھی کر لے یہ رزق نہیں ملے گا۔ ۔ ہاں میں نے مان لیا ہے کہ بابا کی محبت میرے نصیب میں نہیں ۔ مجھے چاہیے بھی نہیں۔ میں خواہش بھی نہیں کرتی۔ مگر میں اپنے باپ کو آج تک

معاف نہیں کر پائی ہوں ۔ میں انہیں معاف نہیں کروں گی۔ انھوں نے میرا بہت نقصان کیا ہے۔ "

اس کی آنکھوں کے کناروں میں نمی چمکی تھی اور اس نمی میں فاطق حجاج کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

" میں نے ان پچھلے چار سالوں میں دنیا کو اچھی طرح سے دیکھ لیا ہے اور میں نے جانا ہے کہ یہ دنیا ایک بلا ہے جو آپ کو کبھی بھی نگل سکتی ہے ۔ اس میں جینے کے لیے آپ کو اس سے بڑی بلا بننا پڑے گا اور میں بن گئی ہوں۔ مگر میں تھک گئی ہوں۔ میں سکون سے زندگی گزارنا چاہتی ہوں اب۔ "

NOVEL HUT

وہ خاموش ہوئی اور فاطق کی طرف دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" الف۔۔معاف کرنا زندگی کو آسان کر دیتا ہے ۔ معاف کر دو اپنے بابا کو اپنی فیملی کو۔ سوتیلی ہی سہی وہ تمھاری فیملی ہے اور فیملی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ تم تھوڑی سی نرم ہو جاؤ تو شاید ہو بھی ہو جائیں ۔ "

وہ کتنی نرمی سے سمجھا رہا تھا۔ معاف کرنے کو کہہ رہا تھا۔ وہ اسے فاطق حجاج جیسا بننے کو کہہ رہا تھا۔ مگر الف ویسی نہیں ہو سکتی تھی ۔ اسے الف ہی رہنا تھا۔

" میرے پاس فاطق حجاج جیسا دل نہیں ہے ۔۔ " وہ کچھ پل خاموشی سے اسے دیکھتی رہی ۔

پھر تھوڑا سا ہنسی ۔

ایک تھکی ہوئی ہنسی ۔

NOVEL HUT

"آپ اس سخت سی دنیا میں بہت نرم ہیں فاطق صاحب ۔۔آپ کیوں ہیں ایسے ؟ "

فاطق نے کندھے اچکائے۔

" میں بس معاف کر دیتا ہوں اور دل میں نہیں رکھتا۔ "

" اور میں معاف بھی نہیں کرتی اور دل میں بھی رکھتی ہوں ۔" وہ دوبدو بولی اور پھر وہ دونوں ہنس پڑے۔

ان دونوں کے بچپن عام نہیں تھے۔

ان دونوں کے بچپن نے انہیں بہت کچھ سیکھا دیا تھا۔

ایک معاف کرنے والا بن گیا تھا تو ایک کبھی نہ معاف کرنے والا۔

ایک پانی بن گیا تھا اور دوسرا آگ ۔

فاطق اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔ باہر پھیلی رات سرد تھی اور ایسے ہی سرد تاثرات اس کے چہرے پر بھی چھائے تھے ۔ اس نے فون نکالا اور کسی کا نمبر ملایا۔ کچھ بلز کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا ۔

"باس بس کچھ دن اور ۔۔۔۔۔"

"کرم ! ! ! ! جو بھی کام کر رہے ہو چھوڑو اسے ۔" اس کی آواز میں اتنی سختی تھی کہ کرم کی چلتی زبان کو بریک لگی۔

" ایک انسان کی معلومات چاہیے مجھے ۔ کب جاتا ہے کب واپس آتا ہے ہر چیز ۔"

"جی باس ۔ آپ نام بتائیں میں کل تک آپ کو سب معلوم کر کے بتا دوں گا۔ "

"نضر رمیز۔۔۔"

NOVEL HUT

کھلی کھڑکی سے سرد ہوا کا ایک جھونکا اندر آیا ۔ نیلے رنگ کا پردہ پھڑ پھڑایا ۔ مگر یہ جھونکا نہ کمرے کے مکین پر اثر کر سکا تھا نہ اس کے ارادے پر۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو دن بعد کا ذکر ہے کہ ہوٹل کا سلائیڈنگ ڈور دھکیل کر باہر نکلتا فاطق حجاج ایک پل کو رکا ، اپنے ساتھ کھڑے آدمی سے مصافحہ کیا اور پارکنگ ایریا کی طرف بڑھا۔ گرے ڈریس پینٹ کوٹ پر سیاہ لمبا کوٹ پہنے بال پیچھے کو جما رکھے تھے ۔ چہرے پر ابھی بھی کچھ دن کی بڑھی شیو تھی ۔ اس کے قدم گیلی سڑک پر تیز تیز اٹھ رہے تھے ۔ آسمان سرمئی بادلوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس نے گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھا تھا کہ اس کا فون بجا۔ وہیں کھڑے اس نے

فون نکالا اور کالر آی ڈی پر نظر ڈالی۔ کرم کالنگ لکھا آرہا تھا ۔ اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہاں بولو کرم۔ "

"باس میرے پاس آپ کے لیے ایک خبر ہے ۔"

فاطق کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ تمام حسیات اس کے اگلے الفاظ سننے کے لیے بے چین ہوئی تھی ۔

"کیا؟ "

"مجھے اس کا پتہ مل گیا ہے۔۔ "فاطق حجاج نے سنا اور آنکھیں بند کی۔ بلاآخر وہ اس تک پہنچ گیا تھا۔ انتظار تمام ہوا۔

" ایڈریس بھیجو مجھے ۔" اس نے بس اتنا کہا اور فون بند کر دیا۔ وہ خود جائے گا وہاں۔ یہ طے تھا۔

ایک بار پھر پرانے شہر کی گلیوں نے اس آدمی کو دیکھا جو کچھ دن پہلے وہاں ایک لڑکی کے ساتھ تھا۔ ان گلیوں کو وہ منظر یاد تھا جب وہ مرد اس لڑکی کو دیکھ کر رک گیا تھا۔ آج وہ اکیلا تھا۔

کچھ عجلت میں۔

کچھ ڈھونڈتا ہوا۔

کئی گلیاں عبور کرتے، کئی راستوں پر اپنا نقش چھوڑتے وہ وہاں پہنچ گیا تھا جو اس کی منزل تھی۔ مگر منزلیں اتنی آسانی سے کہاں ملتی ہیں۔ ایڈریس یہیں کا تھا۔ مگر اس سے آگے کہاں جانا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔

وہ آگے آیا اور ایک گھر کے دروازے پر دستک دی۔

اس کے پیچھے کو سیٹ بال اب نم ہو چکے تھے۔ سیاہ کوٹ میں بھی کچھ پانی کی بوندیں جذب ہو گئی تھی ۔

دروازہ کھلا اور فریم میں ایک لڑکی کا چہرہ نمودار ہوا۔ سیاہ حجاب والی لڑکی نے سوالیہ نظروں سے فاطق کو دیکھا۔

"کیا آپ جانتی ہیں جمیل صاحب کا گھر کہاں ہے ؟" فاطق نے دھیمے سے لہجے میں پوچھا ۔مگر اس لہجے میں بھی اس کی آواز کی بے قراری بھانپی جا سکتی تھی ۔

اس لڑکی نے ایک پل لیا تھا سوچنے کے لیے ۔ اس کے پیچھے کسی کے ہسنے اور بولنے کی آوازیں آرہی تھی ۔ شاید ایک لڑکی اور ایک بچہ۔ وہ آوازیں کم ہوئیں ۔ اب صرف بچے کی آواز تھی ۔

"نہیں ۔ میں نہیں جانتی۔"

" آس پاس کہیں کوئی ؟ " امید، آس، یقین۔ سب کچھ ڈھگمگایا تھا۔

" یہاں کسی جمیل صاحب کا گھر نہیں ہے۔ آس پاس بھی نہیں۔ "

فاطق کا چہرہ سیاہ پڑا۔

نہیں۔۔ ایک بار پھر نہیں۔ اتنے قریب آکر نہیں۔

اس نے بامشکل خود کو کمپوز کیا۔

"شکریہ۔۔۔" وہ واپس مڑ گیا۔ پھر ایک پل کو رکا۔ کیا وہ اس لڑکی کو جانتا ہے ؟

دماغ نے کہا تھا۔۔ نہیں۔ لیکن۔۔

اس نے سر جھٹکا اور قدم آگے بڑھائے۔ کچھ فاصلے پر ایک گھر کے سامنے رکا۔ دروازہ بجایا۔ کسی عورت کا چہرہ پھر نمودار ہوا۔ پھر وہی سوال پوچھا

گیا۔ پھر وہی جواب ملا۔ اس ایک انکار کی تھکن پچھلے کئی دنوں کے انتظار سے بھاری تھی۔ روح کو تھکانے والی۔

وہ ان گلیوں سے باہر نکل آیا تھا۔یہاں کچھ نہیں تھا ۔ وہ اپنی تمام امیدیں بھی ان گلیوں میں گمنام کر کے جا رہا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے اس کا فون پھر سے بجا ۔ اس نے بے دلی سے فون کان سے لگایا۔

"ہاں زکی بولو۔۔۔"

"سر آپ کا کام ہو گیا ہے۔ " فون کے سپیکر سے آواز ابھری۔

"ہوں۔۔ ٹھیک ہے ۔ تم ایک کام کرو آج کی ہی کوئی فلائٹ دیکھو اور واپس پاکستان چلے جاؤ۔ " اس نے ایک ہاتھ سے گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔

"جی سر۔۔۔" ایک پل کو ٹھہر کر سوال کیا گیا۔ "سر ایک بات پوچھوں ؟"

"ہوں پوچھو۔"

"آپ کی کسی سے یہاں کوئی دشمنی نہیں ہے تو پھر۔۔۔۔۔" زکی نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی۔ فاطق سمجھ گیا تھا۔

"زکی تم صرف میرے پی اے ہو۔ ہر چیز جاننا تمھارے لیے ضروری نہیں ہے ۔"

"سر میں پی اے ہوں تبھی تو جاننا ضروری ہے ۔ کہیں آپ کو تو کوئی خطرہ نہیں ۔ اگر ہے تو میں سکیورٹی کا انتظام کروں۔"

"مجھے کوئی خطرہ نہیں زکی۔"

" سر میں مطمئن نہیں ہوں۔ پوری کہانی اب جانتا نہیں ہوں تو بہت سے وسوسے ہیں میرے ذہن میں ۔ اس لیے یا تو آپ پاکستان واپس آجائیں یا پھر میں یہیں آپ کی سیکیورٹی کا انتظام کر دیتا ہوں ورنہ۔۔۔۔"

" زکی ۔۔۔۔" وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ فاطق نے بیچ میں ٹوکا۔ وہ ایک دفعہ بولنا شروع کر دے تو بولتا ہی رہتا تھا جیسے الف۔ فاطق کو بے اختیار وہ یاد آئی تھی ۔ وہ اسے الف کا کوئی بچھڑا ہوا بھائی لگتا تھا۔

" اس نے میرے کسی اپنے کو تکلیف پہنچائی ہے ۔ "

اس کی آواز دھیمی مگر سخت تھی ۔

" اووووو۔۔ مگر یہاں آپ کا۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور سوال پوچھتا فاطق بائے کہتا فون بند کر چکا تھا۔ اسے نہیں بتانا تھا کہ وہ 'کوئی اپنا' کون ہے ۔اسے مزید اب اور کسی سے بات نہیں کرنی تھی ۔ اسے تنہائی چاہیے تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج رمیز منزل میں معمول کے شور سے زیادہ شور تھا۔ الف سیڑھیاں اترتی نیچے آئی اور آخری زینے پر رکی۔ ایک نظر لاؤنج پر ڈالی جہاں محلے کی کچھ عورتوں کے درمیان تابندہ بیٹھی آنسو بہاتی کسی کو لعن طعن کر رہی تھی۔ الف لاؤنج کے بجائے کچن کی طرف مڑی گئی۔ کچن کے گھر کی پچھلی طرف کھلنے والے دروازے سے باہر نکلی اور گھوم کر گھر کی دوسری طرف آئی اور ایک کھڑکی کے سامنے رکی۔ زرا سا دھکا دینے پر کھڑکی کھلی اور دیکھتے ہی دیکھتے الف نے اندر چھلانگ لگائی۔ اندر بیٹھے نضر اور لیلیٰ نے چونک کر کھڑکی کی طرف دیکھا جہاں الف کھڑی تھی۔ لیلیٰ کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

" کبھی انسانوں کی طرح بھی آجایا کرو۔ یہ دروازے ہم نے گھر میں دیکھنے کے لیے نہیں لگائے ۔" الف نے لیلیٰ کی طرف دیکھ کر ایسے ہاتھ جھلایا جیسے تمھاری بات تو میں سن ہی نہ لوں۔ کھڑکی کی دائیں طرف صوفوں پر بیٹھی لیلیٰ ضبط کرتی رہ گئی ۔

الف بیڈ کے قریب آئی اور ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے پاؤں اوپر کرتی بیڈ کے کنارے پر رکھے اور کرسی کو جھلایا۔

" ہاں تو بتاؤ لٹو کیا حال ہیں تمھارے ؟ " مخاطب بیڈ پر لیٹا نضر تھا جس کی دائیں بازو پر پلاسٹر چڑھا تھا اور چہرہ ایک طرف سے کافی سوجا ہوا لگ رہا تھا۔

" تمھاری ماں سے سن کر آرہی ہوں کافی مار اپیٹا ہے کسی نے ۔" انداز عام تھا مگر پھر بھی اس کی آواز میں محظوظ کن تاثر محسوس کیا جا سکتا تھا۔

" ٹھیک ہوں میں ۔" نضر کی آواز نقاہت زدہ تھی۔ الف نے نضر کے پاس رکھی پلیٹ سے سیب کی ایک کاش اٹھائی۔

"مجھے معاف کر دو میری پیاری بہن ۔" اب کہ الف کی جھلاتی کرسی تھمی، منہ کی طرف جاتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا کیونکہ نضر کی مخاطب کوئی اور نہیں وہ خود تھی۔

"مجھے وہ لوگ جب مار کر وہیں چھوڑ جا رہے تھے تب میری نظروں کے سامنے تم آئی ۔ تم ایک فرشتے کی مانند لگی تھی مجھے۔ "

" استغفر اللہ ۔۔" الف نے بے اختیار کہا ۔ "تم مجھے موت کا فرشتہ کہہ رہے ہو ؟ "

" ارے نہیں نہیں ۔۔ تم مجھے کہہ رہی تھی کہ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ میں تمھیں بچا لوں گی میرے پیارے نضر۔"

اب تو الف نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے استغفار کیا۔

" اور تب مجھے احساس ہوا کہ میں ہمیشہ تمھارے ساتھ کتنا برا کرتا رہا۔ تم میری پیاری سی معصوم سی بڑی بہن ہو مجھے تمھاری قدر کرنی چاہیے ۔ "

نضر کی باتیں الف کو صدمہ دینے کے لیے کافی تھی ۔ الف نے اُس وقت کی ہوا میں تھمی کرسی فرش پر ٹکائی اور زرا آگے کو ہوئی ۔ اب کہ انداز میں کچھ فکر مندی تھی ۔ قاش ابھی بھی ہاتھ میں تھی ۔

" لٹو تم ٹھیک نہیں ہو۔ "

" میں ٹھیک ہوں۔ اب ہی تو ٹھیک ہوا ہوں۔" نضر کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جبکہ الف ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی ۔ الف نے گردن موڑ کر پیچھے بیٹھی لیلیٰ کو دیکھا ۔ وہ بھی منہ کھولے نضر کو دیکھ رہی تھی ۔

" لیلیٰ ۔۔۔۔ " الف کی آواز میں تشویش تھی ۔

" تمھیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ میں سمجھ چکی ہوں ۔ میں ابھی ماما کو کہتی ہوں ڈاکٹر کو فون کریں ۔ "

" جلدی کروانا تمھارے بھائی کے دماغ پر گہری چوٹ آئی ہے ۔ "

" میں ابھی کہتی ہوں ۔ " لیلی باہر جانے کے لیے اٹھی ۔

الف نے سر ہلایا اور قاش منہ میں رکھتی اٹھ کھڑکی ہوئی ۔

" اپنا خیال رکھو لٹو ۔" وہ فکر مندی سے کہتی کھڑکی کی طرف بڑھی اور جیسے آئی تھی ویسے ہی باہر نکل گئی ۔ اس کے جانے کے بعد نضر نے گردن سیدھی کی اور آنکھیں موندی ۔

کچھ دیر پہلے کا منظر اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگا ۔

NOVEL HUT

اس وقت کمرے میں وہ اکیلا تھا جب اس کا فون بجا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے فون اٹھایا ۔ کوئی ان ناؤن نمبر تھا جس سے کال آرہی تھی ۔ اس نے فون کان سے لگایا ۔

" ہیلو۔۔"

" کیسے ہو بچے؟ " بھاری مردانہ آواز سپیکر میں گونجی ۔

" کون؟ "

" کتنی ہڈیاں ٹوٹی ہیں ؟ "

" کو۔۔کون بات کر رہا ہے؟" نضر کی آواز لڑکھڑائی۔ دل زور سے دھڑکا ۔

" جانتے ہو تمھارے ساتھ یہ کیوں ہوا؟ " سامنے سے سوال آیا مگر نضر سے کیوں پوچھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

" وہ اس لیے کہ تم نے اپنی بہن کو تکلیف پہنچائی ہے ۔ تم نے اسے ہرٹ کیا ہے اور اسے کوئی تکلیف پہنچائے میں برداشت نہیں کروں گا۔" وہ آواز نرم تھی مگر الفاظ کی سختی نضر بخوبی سمجھ گیا تھا ۔ لیلیٰ کو وہ اتنا تنگ نہیں کیا ۔ بچی اس کی دوسری بہن جو سوتیلی تھی یہ یقیناً اسی کے متعلق بات ہو رہی تھی ۔

" میں ۔۔ میں کسی کو تنگ نہیں کرتا۔ "

" انہوں ۔ بچے جھوٹ نہیں ۔"نرم آواز میں سرزنش کی گئی ۔ نضر کو مار کھاتے اتنا خوف نہیں آیا تھا جتنا اب اس آواز سے آرہا تھا۔ وہ نرم خوبصورت آواز کتنی خوفناک لگ رہی تھی ۔

" کیا۔۔کیا یہ سب اس نے کروایا ہے ؟ "

" انہوں ۔۔۔ وہ۔ نہیں جانتی اس بارے میں اور میں امید کروں گا کہ اسے پتہ بھی نہیں چلے گا ۔ کیوں نضر میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ "

"جی جی۔۔ میں اسے ۔۔ میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گا ۔۔' نضر کو ٹھنڈے پسینے آرہے تھے ۔ کون تھا یہ آدمی ؟

" اس کی قدر کرو نضر ۔ وہ بہت خاص ہے ۔ اور اب کے بعد کبھی اسے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم جانتے ہو ہڈیاں ٹوٹنے کا درد کیسا ہوتا ہے ۔ جانتے ہو نا ؟ "

اب بس ہو گئی تھی ۔ "میں کبھی اسے تنگ نہیں کروں گا ۔ "

نضر نے ایک پل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اب کے بعد وہ اپنی اس بہن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا ۔ وہ فون بند کرنے والا تھا کہ ایک پل رکا ۔ فون واپس کان کے ساتھ لگایا ۔ کچھ جھجک کر سوال داغا ۔

"آپ کیا لگتے ہیں اس کے ؟ "

دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی اور پھر کافی دیر بعد آواز ابھری ۔

"یہ جاننا تمھارے لیے ضروری نہیں۔"

یہ کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔ نضر نے بھی فون چھوڑتے تکیے پر سر ٹکایا۔ اس کی توبہ اب اگر کسی کو بھی تنگ کرے۔ اسے اپنی ہڈیاں پیاری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کا جامنی آسمان سرمئی بادلوں سے پاک ہو چکا تھا۔ بارش کے بعد فضا میں سردی مزید محسوس ہو رہی تھی۔

کمرے کے ملگجے سے اندھیرے میں لیپ ٹاپ سے نکلنے والی روشنی سے اس کا چہرہ منور تھا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلتی، پھر کچھ دیر بعد ساتھ رکھے چپس کے پیکٹ تک جاتی پھر دوبارہ کی بورڈ پر چلنے لگتی۔

وہ اپنے کام میں منہمک تھی جب فون کی وائبریشن ہوئی ۔ اس نے دیکھے بغیر فون کان سے لگایا ۔

" ہیلو۔۔۔۔ "

" کیسی ہو؟ " اس کی انگلیاں ساکت ہوئی تھی ۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ رقصاں ۔ ایک ہی تو انسان تھا جو اس کے ہمیشہ کے ہیلو کے جواب میں ' کیسی ہو ' پوچھتا تھا۔ اس نے پیچھے کو ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔

" ٹھیک ہوں میں ۔ "

" تم آئی نہیں کافی دنوں سے ؟" اپنے گھر کے پاس چوراہے پر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا وہ پوچھ رہا تھا۔ سامنے وہ بھوری عمارتیں تھیں جن کی بتیاں روشن کر دی گئی تھیں ۔

NOVEL HUT

" اب جبکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پاس پڑھنے نہیں بلکہ وقت گزارنے آتی ہوں تو پھر اب آکر کیا کروں ؟ آپ کا وقت کیوں ضائع کروں۔ "

" پہلے یہ خیال نہیں آیا ؟" وہ طنز نہیں کر رہا تھا ۔ اس کا لہجہ سادہ تھا۔

" اب تو آرہا ہے نا۔ "

" میں نے کب کہا تم میرا وقت ضائع کرتی ہو؟" ہوا کا ایک ٹھنڈا جھونکا نرمی سے سرسراتا ہوا گزر گیا۔

" تو کیا نہیں کرتی ؟ " فاطق خاموش ہو گیا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے کسی نا کسی سوال کے جواب میں طویل خاموشی چنتا تھا۔

اتنی طویل کہ الف کو پکارنا پڑتا تھا۔

" فاطق صاحب ۔۔۔"

" اپنے گھر کے پاس چوراہے پر انتظار کر رہا ہوں آجاؤ ۔ "

مگر۔۔۔۔ فاطق فون بند کر چکا تھا۔ الف نے فون کی سکرین کو دیکھا۔ اسے کام تھا۔ اسے بہت کام تھا مگر فاطق بلا رہا تھا اور فاطق بلا رہا تھا تو الف کو جانا ہی تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی جب سٹریٹ پولز کی زرد روشنی میں اسے دور سے ہی سیاہ لمبے کوٹ میں وہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑا نظر آیا ۔ گاڑی سے ٹیک لگائے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ جوتے کی نوک سے زمین رگڑ رہا تھا۔ کسی احساس کے تحت اس نے گردن موڑی۔ سامنے وہ کھڑی تھی ۔ جامنی کوٹ ،نیلی جینز اور سفید جوگرز والی وہ لڑکی۔

NOVEL HUT

الف پاس چلی آئی ۔ ہوا سے اس کے سیاہ بال بار بار بکھر رہے تھے ۔

فاطق سیدھا ہو کر کھڑا ہوا۔

" کچھ زیادہ دیر نہیں کی تم نے ؟ "

" بالکل بھی نہیں ۔ اس وقت اتنی سردی میں ، میں گھر سے نکل آئی ہوں یہی غنیمت سمجھیں ۔ " اس نے ہوا سے اڑتے اپنے بالوں کو سمیٹتے کہا۔

" اوکے چلو۔۔۔ " اس نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

" کہاں؟" الف کی حیرت بھری آواز ابھری ۔

"بیٹھو بتاتا ہوں۔ " فاطق نے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ الف بھی مزید کوئی سوال کیے بغیر بیٹھ گئی تھی ۔ وہ اس سے پوچھتی رہی وہ کہاں جا رہے ہیں مگر آج شاید فاطق حجاج نے اسے زچ کرنے کی ٹھان رکھی تھی ۔ گاڑی رکی تو الف نے گردن موڑ کو فاطق کو دیکھا۔ وہ وہیں اس ریستوران کے باہر کھڑے تھے جہاں فاطق کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔

" ہم یہاں آرہے تھے تمھیں یہاں کا فلافل پسند ہے نا اس لیے۔ " فاطق نے بھی گردن موڑ کر اسے دیکھتے کہا۔

"فاطق صاحب میں نے آپ کو بتایا تھا نا کہ۔۔۔"

"الف میں پتہ کر چکا ہوں۔یہ ریستوران کچھ عرصہ پہلے کوئی اور خرید چکا ہے اور سارا سٹاف بھی چینج ہے۔ پچھلے ایک سال والا کوئی بھی نہیں ہے یہاں تم آرام سے آسکتی ہو۔"

فاطق کہہ کر دروازہ کھولتا باہر نکل گیا تھا۔ الف کے چہرے پر الجھن بھرے تاثرات تھے مگر پھر چاروناچار اسے نکلنا ہی پڑا تھا۔ فاطق انتظار کر رہا تھا۔

ریستوران کے بڑے گیٹ سے اندر جانے پر دائیں طرف چھوٹی سی راہداری تھی اور اس کے آگے کھلا سا اوپن ایریا اور چاروں طرف ریستوران کی دومنزلہ عمارت ۔ سفید اور سرمئی شطرنج کی طرز کے فرش پر کچھ کچھ فاصلے پر لکڑی کی کرسیاں اور میز لگے تھے ۔ دوسری منزل کی اوپن ایریا کی طرف کھلتی بڑی بڑی پرانے طرز کی کھڑکیوں کے سامنے مصنوعی بیلیں لٹک رہی تھی۔

الف اور فاطق بھی دائیں طرف والی میز پر بیٹھ گئے تھے ۔ الف کے تاثرات ٹھیک ہو چکے تھے ۔ اور پھر وہ بولتی رہی اور فاطق سنتا رہا۔

" آپ بور تو نہیں ہو رہے ؟ میں کب سے بولے جا رہی ہوں ۔ " الف نے بات ادھوری چھوڑتے فاطق سے پوچھا۔

" آج سے پہلے ہوا ہوں کیا ؟ " اس نے الٹا سوال کیا۔

" آج سے پہلے میں نے پوچھا ہی کب ہے ؟ "

" کیا یہ پوچھنے کی ضرورت ہے ؟ " انداز ایسا استفہامیہ تھا کہ جیسے یہ تو قدرت کا ازل سے قانون ہے اور تم اتنی لاعلم ہو اس سے ۔

" ہاں ۔ "

" میں تمھیں سن سکتا ہوں جب تک تم بولنا چاہو ۔ "

کچھ سحر فضا میں پھیلا ۔ وہ کچھ ثانیے ٹھہری اور پھر ڈزٹ میں چمچ ہلاتی بولنا شروع ہوگئ تھی ۔ فاطق کا فون بجا۔ وہ ایکسکیوز کرتا اٹھا ۔ الف نے چمچ منہ کے قریب لایا کہ رکی۔ ساتھ والے ٹیبل پر اسے الیاس کھڑا نظر آگیا تھا۔ وہ پڑوسی تھا اس کا اور یہاں کا پرانا ورکر بھی ۔

" اوو الیاس تم ابھی تک یہیں ہو۔۔" الف کی آواز پر وہ پلٹا ۔

" اوو تم۔۔۔۔" وہ الف کی طرف چلا آیا ۔

" مشکل سے ہی ٹکا ہوں۔ کچھ دن پہلے ایک آدمی نے یہ ریستوران خریدا ہے ۔ عجیب آدمی ہے ۔ جس جس کو یہاں ایک سال ہو گیا تھا کام کرتے سب کو فارغ کر دیا ۔ میں نے کہا میں تو چند دن پہلے آیا ہوں ۔ تبھی بچا ہوں۔ ورنہ کسی سگنل پر دیکھتی تم مجھے ۔ "

الف ہنسی ۔ عجیب آدمی تھا۔

" اکیلی آئی ہو ؟ "

" نہیں ۔ ایک دوست کے ساتھ ۔ "

" ویسے خریدا کس نے ہے یہ ریستوران؟" الف نے ڈزٹ کا چمچ بھر کر منہ میں رکھا۔

" کسی فاطق حجاج نے خریدا ہے ۔" الف کا نوالہ گلے میں ہی کہیں اٹکا۔ اس نے الیاس کے پیچھے سے فاطق کو آتے دیکھا۔ وہ اس کے پاس آکر رکا۔

" چلیں ۔۔۔ " الف نے بمشکل نوالہ نگلتے اثبات میں سرہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی ۔

وہ باہر نکل رہے تھے جب الف کھنگاری۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی ۔

NOVEL HUT

"ویسے یہ ریستوران کس نے خریدا ہے ؟" اس کا لہجہ سرسری سا تھا۔ فاطق نے کندھے اچکائے۔

"پتہ نہیں ۔۔" وہ جھوٹ کہہ رہا تھا۔ وہ اس سے جھوٹ کہہ رہا تھا۔۔ وہ اسے کیوں نہیں بتا رہا ؟ الف نے سوچا ضرور مگر مزید کوئی سوال نہیں کیا۔

واپسی پر اس نے گاڑی وہیں چوراہے پر کھڑی کی اور پیدل الف کے ساتھ آگے بڑھنے لگا ۔ وہ دونوں طویل راستوں پر پیدل ایک ساتھ چلنے کے عادی ہو گئے تھے ۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی جسے الف کی آواز نے توڑا ۔

"کیا آپ نے دمشق کی شہزادی اور بہرام گر کی کہانی سنی ہے ؟" اس کی نظریں سامنے ایک گھر کے باہر لگی تختی پر جمی تھی جس پر بہرام ہاؤس لکھا تھا۔

"نہیں ۔۔" اس نے اگر سنی بھی ہوتی وہ تب بھی اس سے دوبارہ سن لیتا ۔

"دمشق کی شہزادی بہت خوبصورت تھی ۔ وہ کچھ سوال پوچھا کرتی تھی اور کہتی تھی جو ان سوالوں کے جواب دے گا وہ اسی سے شادی کرے گی۔ مگر کبھی کوئی ان سوالات کے جواب نہیں دے پایا۔ پھر جب ساسانی بادشاہ بہرام گر کو شہزادی کے بارے میں پتہ چلا تو وہ دمشق آیا ۔ شہزادی نے اس سے بھی سوال پوچھے جن کے جواب دینے میں وہ کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے شہزادی سے شادی کر لی۔ مجھے اس کے پوچھے جانے والے تین سوال بہت پسند ہیں اور جانتے ہیں وہ سوال کیا ہیں؟" الف نے گردن موڑ کر ساتھ چلتے فاطق کو دیکھا ۔

پہلا سوال : میں مر چکا ہوں مگر زندہ ہوں۔ مجھے لگاتار کھایا جاتا ہے مگر نگلا نہیں جاتا۔ میں کیا ہوں؟

دوسرا سوال: وہ کیا ہے جو کبھی نہیں آتا مگر ہے اور کبھی نہیں آئے گا؟

تیسرا سوال: وہ کیا ہے جسے محسوس کیا جا سکتا ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا اور اسے کبھی بھی ایک جیسا محسوس نہیں کیا جا سکتا ؟ "

فاطق جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی کوئی کہانی یوں ہی نہیں سناتی ۔ اس کے پیچھے کوئی نا کوئی مقصد ہوتا ہے مگر آج وہ اس کا مقصد سمجھ نہیں پایا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ پوچھتا اس کا فون بجا تھا۔ اس نے نام دیکھتے کال کاٹی اور دوبارہ الف کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر اس کا فون پھر سے بجا۔ الف دیکھ چکی تھی کس کا فون ہے ۔

" اٹھا لیں کوئی ضروری کال ہو سکتی ہے ۔ "

" ماہین کی ہے ۔ تم نے مجھے گوگل کیا ہے تو جانتی ہی ہو گی وہ کون ہے ؟ "

" ہاں جانتی ہوں۔ آپ کی کزن ہیں جن کی شادی ہو چکی ہے ۔ "

وہ فاطق کے متعلق ہر بات کرتے کہتی کہ اس نے گوگل کیا ہے مگر فاطق اسے کبھی نہیں کہہ سکا کہ گوگل اتنا کچھ نہیں بتاتا۔

" اس کی ڈائیورس ہو چکی ہے ۔ "

" اوو افسوس ہوا۔۔۔" الف نے کچھ قدم آگے لیے ۔

"چچا چاہتے ہیں میں ماہین سے شادی کر لوں۔" الف کے قدم تھمے ۔ سینے میں چھبن ہوئی ۔ بے انتہا چھبن۔

الف پلٹی ۔ وہ دو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ چاند کے بغیر والی سیاہ رات میں سنہری روشنیوں میں گھرا۔

" اور آپ کیا چاہتے ہیں ؟ "

" ماہین اچھی ہے ۔ "

NOVEL HUT

ہوا کا ایک سرد جھونکا ان کے بیچ میں سے گزرا۔ الف کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ آئی۔ وہ جانتی تھی فاطق حجاج پھر کسی احسان کا بدلہ چکا رہا ہو گا۔

" شادیاں خوفناک ہوتی ہیں۔" وہ پوچھ نہیں رہی تھی۔ بتا رہی تھی۔ تبصرہ کر رہی تھی۔

سٹریٹ پولز کی سنہری روشنی میں وہ آمنے سامنے کھڑے تھے۔ سرمئی آنکھوں کا عکس آمبر آنکھوں میں بن رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ انسکیور ہے۔ اپنے والدین کی شادی سے۔ ایک بری شادی سے۔

NOVEL HUT

" شادیاں خوفناک نہیں ہوتی لوگ انہیں خوفناک بنا دیتے ہیں۔"

الف کئی پل اسے دیکھے گئی۔ کئی ثانیے یونہی گزرے۔ خاموشی سے۔ خالی الذہنی سے۔ پھر کچھ بھی کہے بغیر مڑی اور آگے بڑھ گئی۔ فاطق وہیں کھڑا رہ

گیا۔ اس کے اردگرد کی سنہری روشنی یکدم کچھ کم ہوئی تھی ۔ شہزادی کے تین سوال اپنے جوابات ڈھونڈتے اس ٹھنڈی سرد رات میں اپنا وجود کھوتے گئے یہاں تک کہ سرمئی آنکھوں والا مرد بھی اپنی راہ کو ہو لیا اور سوال ہمیشہ کے لیے ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے سوئے ہوئے ابھی کچھ وقت گزرا تھا کہ ذہن دوبارہ بیدار ہونے لگا ۔ ٹھک ٹھک کی مسلسل آواز۔ کسی کا اسے پکارنا۔ اس نے ویسے ہی لیٹے آنکھیں کھولی اور خالی الذہنی کی حالت میں چھت کو تکا۔ یہ کیا ہو رہا تھا۔ ذہن بیدار ہوا۔ آواز کی سمت معلوم ہوئی ۔ اس کا دروازہ بجایا جا رہا تھا اور آواز لیلیٰ کی تھی ۔

الف اٹھی ۔ سلیپر پاؤں میں اڑسے اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے اڑی رنگت لیے لیلی کھڑی تھی ۔ الف کو تشویش ہوئی ۔

"کیا ہوا ہے لیلیٰ ؟ "

" بابا۔۔۔ بابا کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے ۔ انہیں سانس نہیں آرہا۔"

وہ روہانسا ہوئی ۔

" رونا بند کر لیلی ۔۔ ہم بابا کو ہاسپٹل لے چلتے ہیں ۔ نضر کہاں ہے ؟ " الف پلٹتی کہ رک کر سوال کیا۔

" وہ گھر پر نہیں ہے ۔"

" اچھا کوئی نہیں ۔ تم بابا کی گاڑی کی چابی لے آؤ میں تب تک کسی کو بلاتی ہوں مدد کے لیے۔"

NOVEL HUT

لیلیٰ اثبات میں سرہلاتی واپس سیڑھیاں اتر گئی ۔ الف تیزی سے واپس اندر آئی ، فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔ کچھ دیر بعد نیند میں ڈوبی ایک آواز سپیکر میں گونجی ۔

"ہیلو الیاس ۔۔ کیا تم گھر آسکتے ہو کچھ مدد چاہیے ۔"

" آہ ۔۔ ہاں میں آتا ہوں ۔۔ "

فون بند کر کے جامنی کوٹ اٹھا کر پہنتی وہ باہر نکلی اور رمیز صاحب کے کمرے کی طرف بڑھی ۔ کچھ دیر میں الیاس کی مدد سے رمیز صاحب کو گاڑی میں بیٹھایا۔

NOVEL HUT

" کیا میں ساتھ چلوں؟ "

" نہیں اس کی ضرورت نہیں اور تمھارا بہت شکریہ الیاس ۔ " وہ عجلت میں کہتی گاڑی آگے بڑھا گئی۔

صبح کی کرنیں ہر طرف پھیل گئی تھیں ۔ بے چین رات کا اختتام ہو گیا تھا۔ ہسپتال کی راہداری میں لوہے کی کرسیوں پر لیلیٰ اور تابندہ بیٹھی تھیں ۔ وہ ایک طرف دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ ملگجے سے ٹراوزر شرٹ پر کوٹ پہنے اس کی آنکھیں رات کی سرخی لیے ہوئی تھیں ۔ رمیز صاحب ہارٹ پیشنٹ تھے اور رات اچانک ان کا بی پی خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا ۔ اب وہ خطرے سے باہر تھے مگر ابھی ایک دو دن انڈر اوبزرویشن رکھا جانا تھا۔ کچھ ٹیسٹ کیے جانے تھے ۔

" آپ دونوں گھر چلی جائیں ۔" مخاطب لیلیٰ اور تابندہ تھیں ۔ تابندہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

" ابھی تم چلی جاؤ ۔ لباس بدلو اور آرام کرو۔ دن کو واپس آجانا پھر ہم چلے جائیں گے ۔ "

الف نے بنا بحث کیے اثبات میں سر ہلایا اور جانے لگی ۔

"تم چلو کی ساتھ ؟" رک کر لیلی سے پوچھا ۔

لیلیٰ نے تابندہ کی طرف دیکھا ۔ انہوں نے سر ہلایا تو وہ بھی ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دو دن یونہی ہسپتال کے چکر کاٹتے گزرے اور ان دو دنوں میں رمیز صاحب کی طبیعت ایک بار پھر بگڑی تھی ۔ وہ اس وقت رمیز صاحب کے بیڈ کے سامنے کھڑی سیب کاٹ رہی تھی ۔ کافی دیر سے وہ ان کی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی ۔ اس نے نظریں اٹھائی ۔ وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے ۔

"کیا آپ کو کچھ چاہیے ؟"

انھوں نے نفی میں سر ہلایا ۔ الف نے پلیٹ اٹھائی اور ان کے دائیں طرف آتے ان کی طرف بڑھائی ۔ انھوں نے پلیٹ تھامی۔ وہ ابھی مڑتی کہ رمیز صاحب کی آواز نے قدم زنجیر کیے ۔

"کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو ؟"

وہ امید سے ،رحم سے، شفقت سے ، التجاء سے اسے دیکھ رہے تھے ۔ ان کی آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ آج یہ آنکھیں الف کے لیے نئی تھیں ۔

" میں جانتا ہوں میں نے تم لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے ۔ ثوبیہ کو کبھی اس کا حق نہیں دیا اور نہ کبھی اپنی اولاد کو دے سکا۔ مجھے تمھیں دیکھ کر پچھتاوا ہوتا ہے اب ۔ میں نے کیا کھو دیا ہے اور کتنا مشکل ہے اسے دوبارہ پانا۔ "

ایک آنسو بہہ کر ان کی کنپٹی میں جذب ہوا ۔ الف کی نظریں وہیں اٹک کر رہ گئیں ۔

"تم آسانی سے معاف نہیں کرتی میں جانتا ہوں ۔ "

وہ کہہ رہے تھے اور الف خود سے پوچھ رہی تھی کیا وہ اسے جانتے تھے ؟ کیا واقعی ؟

"مگر مجھے معاف کر دو ۔ مجھے سے نفرت مت کرنا میری بیٹی ۔ تمھاری نفرت کا سوچنا ہی میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے ۔ "

الف نے دل کو ٹٹولا ۔ کیا وہ ان سے نفرت کرتی تھی ؟ نہیں ۔ وہ نفرت نہیں کرتی مگر انھوں نے جو اس کا نقصان کیا ہے اس کا کیا ؟ مگر وہ اس نقصان کی سزا انہیں نہیں دے سکتی ۔

"میں آپ سے نفرت نہیں کرتی ۔" اس نے خود کی آواز سنی ۔ کہیں دور سے آتی ہوئی ۔

NOVEL HUT

" میرے دل میں کچھ نہیں ہے ۔" وہ ٹھیک کہہ رہی تھی ۔ اب اس کے دل میں کچھ نہیں تھا۔ نہ نفرت نہ محبت اور نہ ہی کوئی دوسرا احساس ۔

" اور میں معاف کر چکی ہوں ۔ آپ کو یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں ۔ "

وہ انھیں بوجھ سے آزاد کر رہی تھی۔ وہ خود کو آزاد کر رہی تھی۔ وہ معاف کر رہی تھی ۔ وہ کچھ کہتے کہ کسی رشتے دار کی آمد ہوئی ۔ الف سے سلام دعا کرتے وہ رمیز صاحب کی طرف متوجہ ہوئے ۔ الف نے گہرا سانس لیتے باہر کی جانب قدم بڑھائے ۔ اسے تازہ ہوا کی ضرورت تھی ۔ رمیز صاحب کی نظریں اس دروازے پر تھیں جہاں سے وہ باہر گئی تھی ۔ ان کے دل کا ملال گہرا ہوا تھا۔

اسے پارک میں بیٹھے کچھ دیر ہوئی تھی کہ میسج ٹون بجی۔

" ہسپتال میں ہو؟"

" نہیں ۔ "

" پھر؟؟؟"

" ہسپتال کے قریب ایک پارک ہے وہاں ہوں۔ "

" ٹھیک ہے ۔ وہیں رہنا ۔میں آتا ہوں۔ "

فون بند کرتے اس نے دوبارہ نظریں سامنے جمائیں ۔پندرہ منٹ بعد وہ اسے پارک کا چھوٹا لوہے کا گیٹ کھول کر اندر آتا دکھائی دیا۔ سفید ٹرٹل نک اور گہری نیلی پینٹس والے مرد نے الف کی تلاش میں نظریں دوڑائی ۔نیلا کوٹ تہہ کر کے بازو پر ڈال رکھا تھا۔ ڈھیلی ڈھالی سفید اونی جرسی نیلی جینز اور سفید ٹوپی پہنے وہ لڑکی اسے بنچ پر بیٹھی نظر آئی ۔ دل یکدم پُرسکون ہوا۔ قدم اس کی طرف بڑھے۔ وہ اس کے پاس بنچ پر کچھ فاصلے پر بیٹھا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو اور فادر کیسے ہیں تمھارے ؟" اس نے بیٹھتے ہی سوال کیے

۔

" ٹھیک ہیں بابا۔ "

" اور؟؟ " وہ دوسرے سوال کا جواب مانگ رہا تھا۔

" دو دن سے سب رشتہ داروں کو ایک ہی کہانی سنا سنا کر تھک چکی ہوں اور اس کہانی کے بعد ان کا پسندیدہ موضوع الف یعنی میری ذات ہوتی ہے۔ یہ واقعی ایک مشکل کام ہے۔ "

فاطق نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر دو دن کی تھکن تھی۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"تم پریشان ہو۔" الف نے اسے دیکھا۔

"نہیں۔ "

"تم ہو۔۔۔"

"میں پریشان نہیں ہوں۔ الجھن میں ہوں۔ عجیب سے احساسات کا شکار ہوں۔"

"کیا ہوا ہے ؟" وہ پریشان ہوا۔ الف نے واپس گردن سامنے موڑی ۔ سامنے ایک ایک چھوٹی بچی فٹبال سے کھیل رہی تھی ۔ اس نے فٹبال الف کی طرف اچھالا۔ جسے الف نے پکڑتے دوبارہ اس کی طرف پھینکا۔

"بابا نے مجھ سے معافی مانگی ہے ۔"

"اور تم نے کیا کیا؟ "بادلوں اور سورج کی آنکھ مچولی ہو رہی تھی ۔ بادلوں نے سورج کے سامنے آتے اس کی سنہری کرنوں کو بلاک کیا۔

"میں نے معاف کر دیا۔"

"واقعی ؟" اس کی آواز میں کچھ حیرت تھی ۔

" اب اتنی بھی بری نہیں ہوں میں ۔" اس نے خفگی سے کہا۔ بچی نے دوبارہ فٹبال اچھالا۔ الف نے پکڑا اور دوبارہ اس کی طرف پھینکا۔

"پتہ ہے الف ۔ ہمارے اردگرد لوگوں کو اکثر پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہ ہمیں ٹراماز دے جاتے ہیں ۔ ہمارے والدین، کچھ رشتہ دار۔ اپنی کچھ باتوں اپنے کسی عمل سے ہمارے اندر ایسی چیزیں بھر دیتے ہیں جو ہمارے ٹراماز بن جاتے ہیں اور یہ ٹراماز ہماری شخصیت کا حصّہ ۔ "

بادل ایک طرف ہوئے ۔ سنہری روشنی کو زمین والوں تک پہنچنے کا راستہ ملا۔

بچی نے پھر فٹبال اچھالا اور اب کی بار الف نے فٹبال لیتے پارک کے دوسرے حصے میں اچھال دیا۔ بچی کے تاثرات بگڑے ۔ اسے یہ پسند نہیں آیا تھا ۔

" اس میں شاید ان کا بھی قصور نہیں ہوتا کیونکہ انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا اس بارے میں کہ وہ کسی کو کیسے نقصان پہنچا رہے ہیں ۔ لیکن اس کے بعد ہمارا ردعمل کیا ہونا چاہیے ؟ ہمیں خود کو اس صورتحال میں چھوڑ دینے کے بجائے خودپر کام کر کے خود کو ان ٹراماز سے نکالنا ہے ۔ خود کی مدد کرنی ہے ۔ ان تمام لوگوں کو جھنوں نے ہمیں ٹراماز دیے ہیں انہیں معاف کر کے آگے بڑھنا ہے ۔ یہ تمھارا ٹراما تھا الف۔ آج تم نے اپنے بابا کو معاف کر دیا ہے ۔ اب تم آزاد ہو۔ تمھارا دل آزاد ہے ۔ خود کو اس کیفیت سے نکالو۔ اپنے ٹراما کو ہیل کرو الف۔ "

الف دم سادھے اسے سن رہی تھی ۔ اسے پہروں تک سنا جا سکتا تھا۔ اسے ساعتوں تک دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کی نرمی دنیا کی تمام سختی کو زائل کر رہی تھی ۔

"کیا آپ اپنے ٹراماز سے ہیل ہو چکے ہیں ؟ "

"میں اب ہو رہا ہوں ۔ "

الف نے واپس گردن سامنے موڑی ۔ بچی واپس آگئی تھی اور دوبارہ اس نے وہی عمل کیا۔ اب کی بار الف نے نظر انداز کر دیا۔

"میں آج جیسی ہوں میں پہلے ایسی نہیں تھی ۔ میں دوستی نہیں کرتی تھتھی ۔ میں لوگوں سے دور رہتی تھی ۔ مجھے لگتا تھا میں جس سے دوستی کروں گی وہ مجھے چھوڑ جائے گا میرے بابا کی طرح۔ ایک عرصہ میں اس پیٹرن پر رہی۔ پھر ایک دن بیٹھ کر خود کا تجزیہ کیا۔ خود کا ٹراما پہچانا۔ اس سے باہر نکلنے کی کوشش کی اور میں کامیاب بھی ہوئی ۔ میں اب لوگوں کو دوست بناتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جس نے میرے ساتھ رہنا ہوا وہ رہے گا اور جس نے جانا ہوا وہ

میری ہر کوشش کے باوجود چلا جائے گا۔ میں اب کسی قریبی کے جانے کے بعد خود کو ہیل کر لیتی ہوں مگر پتہ ہے کیا فاطق صاحب ۔۔"

وہ سانس لینے کو رکی۔ سنہری روشنی دوبارہ بلاک ہوئی۔

"مجھے لگتا ہے کہ کوئی بھی ٹراما کبھی بھی پوری طرح سے ہیل نہیں ہو پاتا۔ اگر 99 فی صد ہو بھی جائے تو ایک فی صد رہ جاتا ہے۔ میرا بھی وہ ایک فی صد وہیں رہ گیا ہے۔ میں کسی بھی مرد پر بھروسہ نہیں کر پاتی۔

مجھے سارے مرد ایک جیسے لگتے ہیں۔ میرے باپ جیسے۔"

"سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔" یہ احتجاج تھا۔

الف کچھ دیر خاموشی سے نظریں اس پر جمائے بیٹھی رہی۔ پھر ایک گہرا سانس اندر کھینچا۔

"ہاں۔ اب کچھ exceptions ہیں زندگی میں۔"

"کیا میں ان exceptions میں آتا ہوں ؟ وہ مسکرایا۔ گال میں گڑھا بنا۔ الف کی نظریں وہاں کہیں اٹکی۔ الف کو اپنی ساری تھکن کہیں دور جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کا آس پاس ہونا کتنا مثبت تھا۔

الف نے کچھ دیر سوچنے کی اداکاری کی ۔ پھر کندھے اچکائے "پتہ نہیں ۔ "

فاطق نے افسوس سے گردن نفی میں ہلائی ۔

" تمھیں کام کی باتوں کا اکثر پتہ نہیں ہوتا۔ " اب وہ اسے کیا بتاتی کہ یہ exception صرف ایک وہی تو تھا۔

وہ اٹھی تو ساتھ ہی وہ بھی اٹھا۔ سنہری روشنی نے دوبارہ زمین تک اپنا راستہ بنایا ۔ لڑکی کی آنکھیں چندھیائی۔ مرد نے ایک قدم آگے لیتے اس تک آنے والی روشنی کو روکا۔ وہ اس کی چھاؤں تھا۔

الف نے غور سے اسے دیکھا۔

" اچھے لگ رہے ہیں ۔ "

" میں ہمیشہ لگتا ہوں ۔ "

" یا للہ ۔۔ آپ بلش کر رہے ہیں ۔ " وہ چہرہ جھکا کر ہنسا ۔ الف کھلکھلائی ، پھر مبہوت ہوئی ۔ کوئی مرد ایسا کیسے ہو سکتا تھا ؟

" آپ کہیں جا رہے ہیں ؟ "

" ہاں ۔ ماہین آئی ہے ۔ اس کے ساتھ لنچ پر جا رہا ہوں ۔ "

" سیدھا کہیں ڈیٹ پر جا رہے ہیں ۔ "

" میں ' لنچ ' پر جا رہا ہوں ۔ "

" واٹ ایور ۔۔ اب مجھے واپس ہسپتال جانا چاہیے ۔ آپ کو بھی ' لنچ ' کے لیے دیر ہو رہی ہو گی ۔ "

NOVEL HUT

وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ فاطق فون پر انگلیاں چلاتا سیاہ گیٹ کے پاس رکا۔ گیٹ کھولا اور الف کے باہر نکلنے کے لیے ایک طرف ہوا۔ وہ باہر نکل کر سڑک کنارے رکے۔

" شکریہ فاطق صاحب ۔ میرے لیے اس وقت موجود ہونے کے لیے ۔ مجھے سننے کے لیے ۔مجھے اس کی ضرورت تھی۔ "

"تو مانتی ہو کہ میرا ہونا تمھارے لیے فائدے مند ہے ؟ " وہ مسکرایا ۔

" ابھی کہاں۔ جب آپ کو اغواہ کرنے کے بعد تاوان کی رقم ملے گی اصل فائدہ تو تب ہو گا نا۔ "

فاطق ہنس دیا۔ ساتھ وہ بھی مسکرائی۔ وہ اس کی زندگی کا سب سے اچھا باب تھی ۔

NOVEL HUT

ایک سیاہ گاڑی ان کے پاس آکر رکی۔ وہ فاطق کی گاڑی تھی ۔ ایک لڑکی اتر کر ان کی طرف بڑھی۔ فاطق کی گاڑی وہ لڑکی لائی تھی تو فاطق کیسے آیا تھا؟ الف نے سوچا پھر سر جھٹکا ۔

"چلتی ہوں ۔ آپ کی 'ڈیٹ' آچکی ہیں ۔" کہہ کر ہسپتال کی طرف مڑ گئی ۔

اسے اُس لڑکی سے ملنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

وہ لڑکی فاطق کے ساتھ آرکی۔ فاطق الف کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔

" وہ لڑکی کون تھی ؟" ماہین نے بھی الف پر نظریں جمائی ۔

" میری دوست ۔"

"کافی ینگ ہے ۔" فاطق کوئی جواب دیے بغیر اس کے ہاتھ سے چابی لیتا گاڑی کی طرف بڑھا ۔ ماہین نے بھی کندھے اچکا کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی ۔ گاڑی سٹارٹ کرتے اس نے زن سے آگے بڑھا دی۔

NOVEL HUT

" تمھاری رنگ کہاں ہے فاطق ؟ " ماہین کی نظریں سٹرینگ پر جمے اس کے ہاتھوں پر تھی ۔

" کون سی رنگ ؟" فاطق نے نا سمجھی سے نظر اس پر ڈالی۔

" ہماری انگیجمنٹ رنگ اور کون سی ۔ "

" گھر پر ہے ۔ " اس نے ایک ہاتھ سے اسٹرینگ گھماتے موڑ کاٹا۔

" حالانکہ اسے تمھارے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا۔ "

" اوو پلیز ماہین ۔ کیا یہ ٹاپک بند کرو گی۔ " وہ جیسے چڑ کر بولا۔ ماہین نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

" بابا بہت خوش ہیں اس رشتے سے۔ " اس کی آواز میں کچھ جتاتا ہوا تاثر تھا۔ فاطق کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ آئی ۔ اب ماہین بھی جتایا کرے گی۔

NOVEL HUT

" اور مجھے نہیں لگتا کہ تمھیں پرائے شہروں میں نئے رشتے تلاش کرنے چاہئیں اب۔ " طنزیہ کہتے وہ باہر دیکھنے لگی۔ فاطق اس طنز اور اس اشارے کو بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی سایہ سا آیا۔

الف فون کان سے لگائے ہسپتال میں داخل ہوئی۔ ماتھے پر بل تھے۔

" فارغ نہیں گھوم رہی میں۔ اپنے بھی سو کام ہیں میرے۔ "

سامنے سے کچھ کہا گیا۔

" میرا دماغ مت چاٹیں۔ "

بات کاٹتے وہ فون بند کر چکی تھی۔ ہسپتال میں داخل ہوتے اس نے کنپٹی کو مسلا۔ اچھا بھلا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اب جانے یہ موڈ اس فون کال کی وجہ سے خراب ہوا تھا یا اس لڑکی کو دیکھ کر۔ اب یہ صرف الف ہی جانتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات سیاہ تھی ۔ چاند کے بغیر بے حد سیاہ۔ اس کے قدم محتاط اور تیز تھے۔ اردگرد موجود گھروں کی روشنیاں اس کے چہرے کو واضح کرنے سے قاصر تھے ۔ چہرہ سیاہ ماسک سے ڈھکا تھا۔ سیاہ لبادے والا وہ انسان دائیں طرف مڑا تو سڑک کنارے جمع ہوئے پانی میں پیر پڑے۔ اسے کوفت ہوئی ۔ خشک جگہ آتے اس نے اپنے سفید جوگرز زور سے زمین پر پٹخے۔ وہ کچھ قدم مزید چلا ۔ اب وہ ایک سفید دروازے والے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔ دروازہ کھولنے میں اسے کچھ مشکل ضرور ہوئی مگر وہ کھل گیا تھا۔

گھر میں قدم رکھتے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے فون کی لائٹ آن کی اور چوکنا سا چیزیں کھنگالنے لگا۔ لاؤنج کے بعد اس نے رخ سیڑھیوں کی جانب کیا۔ اوپر دو کمرے تھے ۔ ایک دروازہ لاکڈ تھا جبکہ دوسرا کھلا ہوا ۔ وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ ہلکے نیلے پردوں والا یہ کمرہ یقیناً اس گھر کے واحد مکین

کے زیر استعمال تھا۔ وہ الماری کی طرف بڑھا ۔ پٹ وا کیے تو ایک طرف کپڑے لٹکتے نظر آئے اور دوسری طرف ایک لاکر پڑا تھا۔ اس نے لاکر کھولنے کی کوشش کی۔ کئی کوششیں مگر وہ ناکام ہوا۔ اس نے لاکر کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ اسے کسی سخت چیز کی تلاش تھی۔ کمرے میں نظر دوڑائی ۔ ایسا کچھ نظر نہ آیا ۔ وہ بالکنی میں موجود گملوں کی طرف بڑھا۔ نیچے نظر آتے منظر سے اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ گھر کا مکین پہنچ چکا تھا۔

فاطق نے دروازے میں چابی لگانا چاہی تو کھلا دروازہ دیکھ کر چونکا۔ وہ محتاط ہوا۔ آہستہ سے دروازہ کھولتے اندر آیا اور ساری بتیاں روشن کیں۔ لاؤنج خالی تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا نیلا کوٹ صوفے پر اچھالا اور آتش دان کے اوپر رکھا جھوٹا سا بطخ کی شکل کا سِلور شوپیس ہاتھ میں اٹھا لیا۔ اس کے قدم بھورے دروازے کی طرف تھے۔ کوٹ میں اس کا فون وائبریٹ کر رہا تھا۔

مگر وہ متوجہ نہیں تھا۔ اس نے کچن کے باہر والی راہداری عبور کی اور سیڑھیوں پر قدم رکھا۔ ابھی وہ وسط میں تھا کہ رکا۔ کسی نے دروازہ بجایا۔ اس کا نام پکارا۔

" فاطق صاحب ۔۔ "

" الف ۔۔" وہ حیران ہوا وہ یہاں کیا کر رہی تھی ۔

" فاطق صاحب ۔۔" اس نے پھر آواز دی۔ فاطق نے ایک نظر اوپر دیکھا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے آیا۔

وہ لاؤنج میں کھڑی ہانپ رہی تھی ۔

" افف کہاں تھے آپ ۔ کتنی دفعہ فون کیا میں نے آپ کو۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھے بولی۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ابھی بھی وہ دن والی سفید جرسی میں تھی۔ سفید جوگرز مٹیالے ہو چکے تھے ۔

NOVEL HUT

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ؟ اور کون سی میرا تھن میں حصہ لے رکھا تھا تم نے ؟" اس نے اس کے ہانپنے پر چوٹ کی۔ الف کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی ۔

"آپ اس کے ساتھ کیا کر رہے تھے ؟" اس نے اس شوپیس کی طرف اشارہ کیا۔

"دروازہ کھلا تھا گھر کا ۔شاید کوئی ہے اندر۔ "

"کیا ۔۔۔ آپ نے دیکھا کون ہے ؟" وہ فکر مند ہوئی۔

"تمھارے آنے سے پہلے وہی دیکھنے جا رہا تھا۔ "

"چلیں میں بھی چلتی ہوں۔ "

" نہیں ۔ تم رکو۔۔ میں دیکھ کر آتا ہوں ۔" وہ کہہ کر بھورے دروازے کے پیچھے گم ہو گیا۔ الف وہیں کھڑی بے چینی سے ہونٹ کاٹتی رہی۔ دو منٹ بعد وہ واپس آیا ۔

" کوئی نہیں تھا۔ شاید میں ہی دروازہ کھلا چھوڑ گیا تھا۔ " الف نے سینے پر ہاتھ رکھ کر شکر کا سانس لیا۔

" افف میں تو ڈر گئی تھی ۔"

" تم بتاؤ تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟ " فاطق نے سلور بطخ دوبارہ آتش دان پر رکھا۔

" میرے کچھ نوٹس تھے یہاں وہ لینے آئی ہوں۔ اتنی دفعہ فون کیا آپ کو مگر آپ نے اٹھایا ہی نہیں۔"

" نوٹس ؟ تمھارے تو یہاں کوئی نوٹس نہیں ۔" فاطق نے وہیں کھڑے لاؤنج پر نظر دوڑائی ۔

"یہیں کہیں ہوں گے ۔مجھے یاد ہے میں یہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی ۔" فاطق آگے آیا اور شلف میں دیکھا۔ الف بھی صوفوں کے نزدیک دیکھنے لگی۔ بلاآخر کچھ دیر بعد ایک صوفے کے نیچے سے نوٹس برآمد ہوئے ۔

"مل گئے ۔۔" الف نے کہا اور ساتھ ہی نوٹس فولڈ کیے ۔" دیکھا میں نے کہا تھا نا میں یہیں چھوڑ گئی تھی ۔"

"ہاں اور بہت اچھی جگہ چھوڑ کر گئی تھی ۔ اور تمھیں یہ اس وقت نوٹس کا کیا خیال آیا ؟"

"ضرورت ہیں مجھے ۔ صبح یونیورسٹی جانا ہے۔ کیوز ہے ان کا۔ " وہ دروازے کی طرف بڑھی ۔

NOVEL HUT

" اس وقت اکیلی جاؤ گی کیا ۔۔رکو۔۔ میں آتا ہوں۔" اس نے کہتے صوفے سے کوٹ اٹھا کر پہنا اور اس کے پیچھے باہر آیا ۔

" فاطق صاحب دمشق کی ہر گلی مجھے جانتی ہے ۔میں دن رات یہاں گھومتی پھرتی رہتی ہوں ۔ اس لیے فکر نہ کریں میں چلی جاؤں گی۔ "

" تم چلی جاؤ گی مگر میں تمھیں اکیلے نہیں جانے دے سکتا وہ بھی اس وقت ۔" وہ اس کے ساتھ قدم اٹھانے لگا۔

" آپ بلاوجہ فکر مند ہو رہے ہیں ۔ "

" واٹ ایور ۔۔" اس نے ہاتھ جھلایا۔یعنی وہ اس کے ساتھ جائے گا ہی جائے گا۔

" ڈیٹ کیسی گئی آپ کی ؟ اور آپ کی کزن کہاں ہیں ؟ "

"اٹس جسٹ آ لنچ اور ماہین جا چکی ہے واپس۔ " الف کو نا جانے کیوں خوشی ہوئی ۔

" تمھارے فادر کب ڈسچارج ہوں گے ؟ "

" وہ ڈسچارج ہو چکے ہیں ۔ "

" اووہ۔ " فاطق نے اسے دیکھا۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ۔ پھر بند کر دیے ۔

" کیا کہنا چاہتے ہیں ؟ " الف نے بھی چلتے چلتے گردن موڑی ۔ اردگرد موجود گھروں سے آتی روشنی میں ان کے چہرے نیم روشن تھے۔

" کچھ نہیں ۔" وہ بدمزہ ہوئی ۔

" آپ لفظوں کے معاملے میں بہت چور ہیں فاطق صاحب ۔ "

" کیا پتہ لفظ ہی مجھ سے ناراض ہوں ۔ میں نے چھوڑ دیا تھا انہیں ۔ "

" لفظ ناراض نہیں ہیں آپ ہی نظریں چرا کر پیٹھ پھیر کر منہ لپیٹ کر بیٹھے ہیں ۔ "

" میں اب کوشش کروں گا ۔ " اس کی آواز ہلکی تھی ۔ الف نے اتنی تیزی سے گردن موڑی کہ چٹخنے کی آواز آئی ۔

" آپ سچ کہہ رہے ہیں ؟" وہ اس کے سامنے آئی ۔ فاطق کو رکنا پڑا ۔ اور پھر اثبات میں گردن ہلایا ۔ " ہاں ۔"

" واووووو ۔۔۔۔ " وہ خوش تھی ۔ بے حد خوش ۔ اور ایک پل لگا تھا فاطق حجاج کو اپنے فیصلے پر مہر لگانے میں ۔ وہ اس خوشی کے لیے ایسے ہزار فیصلے لینے کو تیار تھا ۔

" آپ نے بہت اچھا فیصلہ لیا ہے ۔ انسان کو اپنے لیے اپنی خوشی کے لیے فیصلے لینے چاہے ۔ " " کیا تم مجھے پڑھو گی ؟ "

"آفکورس میں پڑھوں گی ۔" وہ پرجوش تھی۔ آکسائیٹڈ ہو رہی تھی ۔ اور فاطق صرف اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس کے ساتھ فیصلے لینا آسان تھا۔

"میں انتظار کروں گی ۔ اور اب آپ یہیں رکیں ۔ میں آگے چلی جاؤں گی ۔"

وہ جانے لگی کہ اس کے اگلے لفظوں نے قدموں کو روکا ۔ بنا چاند کی یہ رات روشن سی ہونے لگی۔

"تم میرا کمفرٹ زون ہو الف۔"

نظریں اس لڑکی پر جمی تھیں ۔ وہ مسکرائی ۔ آنکھوں میں چمک بڑھی ۔

"Honored" سر کو خم دیا اور وہ پلٹ گئی ۔

رات اب اتنی سیاہ نہیں تھی ۔ تارے ٹمٹما رہے تھے ۔ ایک چاند کے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ ایک چھوٹے سے بازار کا منظر تھا جس کی پتھریلی روش پر گندمی رنگت کا سیاہ جینز اور شرٹ والا آدمی چلتا نظر آرہا تھا۔ اس کے قدم سست تھے ۔ یقیناً اسے کوئی جلدی نہیں تھی۔ کچھ دیر چلنے کے بعد وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچا۔ لکڑی کے اونچے چھت والے اس چھوٹے سے ریستوران کے باہر کرسیاں لگی تھی جن میں سے ایک پر اسے اپنا مطلوبہ آدمی بیٹھا نظر آیا ۔ وہ آگے آیا اور کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھا ۔

" ہیلو باس۔ سوری میں کام کی وجہ سے کچھ لیٹ ہو گیا ۔" کرم نے بیٹھتے ہی سامنے بیٹھے فاطق کو دیکھتے کہا جس کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔ فاطق نے ہاتھ میں دبا سگار ایش ٹرے میں پھینکا اور ایک سفید لفافہ کرم کے سامنے کیا۔ کرم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا ۔

" تمھاری باقیہ پیمنٹ ہے ۔ تم آج سے فارغ ہو۔"

کرم کے سر پر چھت گرا۔ اس کے منحوس دوست کے منحوس منہ سے نکلی منحوس بات پوری ہو رہی تھی ۔ فاطق اسے فائر کر رہا تھا۔ اس کا دل چاہا اپنے دوست کو ایک دو گالیاں تو ضرور دے۔

"مگر باس ۔۔۔۔"

"یو آر فائرڈ کرم۔ "

"باس کچھ وقت ۔۔میں کام۔۔۔۔" اس نے التجا کرنی چاہی۔

"تم میرا وقت اور پیسہ ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے کرم ۔ اور جو آج کر رہا ہوں وہ مجھے بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔"

"باس میری بات تو سن لیں۔۔ "

"نتھنگ مور۔۔" فاطق اٹھا اور ریستوران سے باہر نکل آیا ۔اس کا کافی کا آدھ پیا مگ اور سگار وہیں کرم کے سامنے پڑے رہے۔

کرم کو تاسف نے آگھیرا۔ اچھے خاصے پیسے مل رہے تھے اسے۔ اب کہیں کچھ اور ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہ بھی اٹھا اور ریستوران سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر افسوس تھا۔ بے حد افسوس ۔۔ کچھ دیر چلتے رہنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی نہیں تھا۔ وہ سر جھٹک کر پھر چل پڑا۔ وہ گلی میں مڑا تھا کہ اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ تیزی سے پلٹا۔ سامنے چھوٹے بالوں والی ایک لڑکی کھڑی تھی۔ مسکرا کر اسے دیکھتی ہوئی۔ کرم کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کون ہو تم اور میرا پیچھا کیوں کر رہی ہو؟"

"میں ایک انسان ہوں اور ایک بہت اچھی معصوم لڑکی بھی۔"

"میرے ساتھ یہ ڈرامے بازیاں مت کرو اور سیدھے طریقے سے بتاؤ۔ کیوں میرا پیچھا کر رہی ہو؟" وہ سخت لہجے میں بولا۔

وہ لڑکی مسکراتے ہوئے ایک قدم آگے آئی اور یکدم ہی اس نے کوئی سپرے کرم کے منہ پر ماری۔ کرم مرچی سے بلبلا اٹھا کیونکہ وہ پیپر سپرے تھی ۔ وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے چلایا۔ مگر اس وقت اس سنسنان گلی میں اس کی مدد کے لیے کوئی نہ تھا۔ صرف ایک بلا تھی جو سامنے پر سکون کھڑی تھی ۔

" دیکھو مجھے صرف تم سے بات کرنی ہے اور اگر تم میری بات کا جواب آرام سے دے دو تو میں تمھیں پانی دے دوں گی۔ "

" پانی ۔۔۔ " کرم چلایا ۔

" بولو منظور ہے ؟" سامنے کھڑی لڑکی کے لیے اپنی بات زیادہ ضروری تھی۔

" ہاں ہاں جو پوچھو گی بتاؤں گا بس پانی دے دو۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے چلا کر بولا۔

" اچھا تو پھر بتاؤ فاطق حجاج کیا چاہتا ہے تم سے ؟ "

"فا۔۔فاطق حجاج ۔۔۔"

"ہاں فاطق حجاج ۔۔۔"

"وہ وہ یہاں پر ۔۔۔۔۔۔"

تھوڑی دیر بعد لڑکی بوتل سے پانی چھوڑ رہی تھی اور کرم اپنی آنکھیں دھو رہا تھا۔ وہ اپنی سرخ آنکھیں لیے سیدھا کھڑا ہوا اور کینہ توز نظروں سے سامنے کھڑی بلا کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

"تم یہی بات آرام سے بھی پوچھ سکتی تھی ۔"

"میں تو پوچھ سکتی تھی مگر تم جیسا لالچی آدمی آرام سے کبھی نہ بتاتا اور میں اپنے پیسوں کی ایک پھوٹی کوڑی بھی تمھیں نہیں دینا چاہتی۔ ویسے بھی میرے خیال سے فاطق حجاج سے کافی زیادہ لے چکے ہو تم۔"

" ویسے تم فاطق حجاج کے بارے میں یہ سب جان کر کیا کرو گی ؟" کرم نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

" میں کُچھ بھی کروں تمھیں کیا۔ " وہ لٹھ مار انداز میں کہتی پلٹی مگر کرم کی آواز پر رک گئی اور دوبارہ اس کی طرف مڑی ۔

" اگر میں فاطق حجاج کو اس بارے میں بتا دوں تو؟" کرم شاطر سا مسکرایا ۔

لڑکی نے داد دینے کے انداز میں اوبرو اچکائے اور بازو سینے پر لپیٹے ۔

" شیبہ خالد۔ حلب میں رہتی ہوں ۔ وکالت پیشہ ہے میرا ۔ جاؤ جا کر بتاؤ اب فاطق حجاج کو میرے پورے تعارف کے ساتھ ۔ ڈرتی نہیں ہوں میں کسی سے ۔مگر۔۔" وہ مسکرائی ۔

" کیا ہے کہ میں تھوڑی سی بری ہوں ۔ بدلے لیتی ہوں ۔ تم فاطق حجاج کو بتاؤ گے تو میں اس بات کا بھی تم سے بدلہ لوں گی اور میرا قیمتی وقت تم جیسے

فضول آدمی پر ضائع ہوگا جو کہ میں چاہتی نہیں ہوں ۔ اس لیے اگر فاطق حجاج کو ایک لفظ بھی پتہ چلا کہ کوئی اس کے بارے میں پوچھ رہا تھا تو۔۔۔۔" اس کی نظریں کرم کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی تک گئیں جہاں پر ایک سلور رنگ کی انگھوٹھی تھی۔

" اگلے پچاس سال تک اپنی پسند کی منگیتر سے اپنی شادی کے خواب بھول جانا کیونکہ وہ میری بچپن کی دوست ہے اور میں ایسا زہر بھروں گی اس میں کہ وہ تمھاری شکل بھی نہیں دیکھے گی۔ سمجھے۔۔"

وہ کہہ کر پلٹی اور تیز تیز قدم اٹھاتی گلی کے سرے پر گم ہوگئی۔ کرم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔

جیث عورت ۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فاطق کا فون بج رہا تھا مگر اٹھانے والا موجود نہیں تھا۔ فون کی سکرین کچھ دیر روشن رہی پھر سیاہ ہو گئی۔ کچھ دیر بعد پھر سے فون کی سکرین روشن ہوئی ۔ باتھروم کا دروازہ کھلا اور بالوں کو تولیے سے رگڑتا فاطق باہر نکلا۔ بستر تک آیا اور فون اٹھا کر کان سے لگایا ۔

"یو نو واٹ فاطق صاحب ۔۔۔" فون اٹھاتے ہی الف ہی پرجوش سی آواز سنائی دی۔ فاطق کے گالوں میں گڑھے ابھرے ۔

" آج میر مہد کا شو ہے ۔ او مائی گاڈ میں بہت آکسائیٹڈ ہوں۔ آپ نہیں جانتے کہ میں انہیں کتنا پسند کرتی ہو۔ ان کے شوز اب اتنے کم ہوتے تھے اور آج اچانک ہی مجھے خبر ملی کہ ان کا شو ہے۔ میں تو آج شام پکا جا رہی ہوں۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

"آپ سن رہے ہیں نا؟"

"ہاں سن رہا ہوں۔" فاطق نے فون سپیکر پر ڈالا اور بیڈ سے شرٹ اٹھا کر پہنی۔

"میرا تو مشورہ ہے کہ آپ کو بھی آنا چاہیے شو بہت اچھا ہونے والا ہے۔ اچھا چلیں اب میں پھر کسی وقت بات کروں گی۔ بائے۔"

وہ اپنی کہہ کر فون بند کر چکی تھی۔ فاطق نے نفی میں سر ہلایا۔ الف کبھی کسی کی نہیں سنے گی۔ بس اپنی کہے گی اور اپنے دل کی سنے گی۔ مگر ایسے ہی تو وہ فاطق کو اچھی لگتی تھی۔

کیا صرف اچھی لگتی تھی؟ ایک سوال اٹھایا تھا اس کے دل نے۔

اور اس کے جواب میں بھی فاطق حجاج ایک طویل خاموشی چننے والا تھا جیسے وہ الف کے سوالوں پر چنا کرتا تھا۔

NOVEL HUT

فاطق کا فون دوبارہ بجا۔ خذیفہ کال کر رہا تھا۔ فاطق نے تمام خیالوں کو جھٹکا اور فون کان سے لگا لیا۔

شام ہو چکی تھی اور وہ وقت بھی آگیا تھا جس کا الف کو انتظار تھا۔ وہ اپنا ٹکٹ دکھاتے ہوئے اندر داخل ہوئی ۔ سامنے شیشے کی ایک عمارت کھڑی تھی اور اس کے سامنے سبزہ زار پر سٹیج بنا تھا اور سٹیج کے سامنے کرسیاں لگی تھی ۔

(میں الف صُلافہ ہوں۔ ایک آزاد انسان ۔ دنیا کی ان تمام زنجیروں ، تمام روایتوں سے آزاد جو مجھے وہ کرنے سے روکتی ہیں جو میں کرنا چاہتی ہوں۔ جو مجھے وہ بننے سے روکتی ہیں جو میرا اصل ہے ۔ جو مجھے 'میں' بننے سے روکتی ہیں ۔)

الف نے قدم آگے بڑھائے ۔ سبز گھاس کو کچلتے ہوئے وہ کرسیوں کی طرف بڑھی ۔ سٹیج روشنیوں سے جگمگا رہا تھا اور وہی روشنیاں الف کے چہرے کو منور کر رہی تھی ۔

(میں تمام انسانوں سے آزاد ہوں۔ ان کی محبتوں سے ۔ ان کی محبتوں کی چاہ سے ۔ کیونکہ میں خود سے محبت کرتی ہوں۔ میں نے خود سے محبت کرنا سیکھ لیا ہے ۔)

الف اپنی نشست پر بیٹھی ۔ کچھ دیر میں شو شروع ہو چکا تھا۔ سٹیج پر مائیک کے پیچھے کھڑا بوڑھا شخص یقیناً میر مہد تھا۔ وہ نضر قبانی کی ایک نظم پڑھ رہا تھا۔ الف کی پسندیدہ نظم۔

(مارگریٹ اٹوڈ کہتی ہیں کہ چاہے جانے کی خواہش ایک آخری فریب ہے ۔ اسے ختم کر دو۔ تم آزاد ہو جاؤ گے ۔ وہ ٹھیک کہتی ہیں ۔ لوگوں کی محبت تو

ایک بونس ہے جو زندگی میں مل جائے تو زندگی میں کچھ رنگ بکھر جاتے ہیں ۔
مگر محبت کی ' خواہش ' ایک قید ہے ۔)

شو ختم ہو چکا تھا۔ لوگ اپنی نشستوں سے اٹھنے لگے تھے مگر الف ابھی بھی بیٹھی تھی ۔ وہ خوش تھی۔ آج ایک اچھا دن تھا۔

(چاہے جانے کی خواہش انسان کو اپنے پیچھے خوار کرتی ہے ۔ انسان اس کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے اور اس کے ملنے کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی ۔ انسان جب خود سے محبت کرنا سیکھ جائے تو وہ ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے ۔ اور پھر اس کے نصیب میں لکھی ہر محبت اس تک خود آتی ہے ۔)

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر کی طرف قدم بڑھائے ۔

NOVEL HUT

(پھر کسی محبت کا زندگی سے نکل جانا اسے تکلیف ضرور دیتا ہے مگر روگ نہیں لگاتا کیونکہ وہ انسان جانتا ہے کہ وہ سب سے اوپر ہے ۔ وہ خود کو وقت کے ساتھ heal کر لیتا ہے ۔)

وہ گیٹ سے باہر نکلی ۔ سڑک کے کنارے کچھ دیر چلنے کے بعد ٹیکسی روکی اور اسے گھر کا ایڈریس دیا۔

(میں بھی ایک آزاد انسان ہوں کیونکہ میں خود سے محبت کرتی ہوں اور میرے لیے سب سے اہم میں ہوں۔)

وہ گھر پہنچی اور گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹی۔ آج اچھی نیند آنے والی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج موسم کے تیور پھر بگڑے ہوئے تھے ۔ بارش اپنے پورے زور سے برس رہی تھی ۔ ایسے میں وہ فاطق حجاج کے گھر کے اندر داخل ہوئی تو سارا گھر سناٹے میں ڈوبا ہو اتھا۔ اسے حیرت ہوئی ۔ کیا گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔ مگر دروازہ تو کھلا تھا۔

" فاطق صاحب ۔" اس نے وہیں لاؤنج میں کھڑے کھڑے آواز لگائی ۔

"یہاں ہوں میں الف۔ "آواز کچن کی طرف سے آئی تھی ۔ وہ کچن میں چلی آئی ۔ وہ سفید اور نیلی دھاریوں والا اپیرن پہنے سنک کے سامنے کھڑا تھا۔

" ویسے آپ کو ایسے کام کرتے دیکھ بڑا اچھا لگتا ہے ۔ اتنا بڑا بزنس مین برتن مانجھ رہا ہے ۔ " وہ مسکراہٹ دبائے اس کے پاس کھڑی ہو گئی ۔

" اتنے بڑے بزنس مین کی ملازمہ جب چھٹی کر لے تو یہی ہوتا ہے ۔" وہ بھنا بیٹھا تھا۔ الف ہنسی۔

" آج آپ محترمہ کو کیسے اتنے دنوں بعد میرے گھر کا راستہ مل گیا ؟" اس نے گیلے ہاتھ صاف کرتے اپیرن کھولا۔ " اور تم کب بارش میں بھیگنا چھوڑو گی الف ؟ " اس کے نم بالوں کو دیکھ کر تاسف سے کہا۔

" کبھی نہیں ۔ " وہ دونوں ساتھ ساتھ لاؤنج تک آئے ۔

سرمئی آنکھوں والا مرد اور آمبر آنکھوں والی لڑکی بیٹھے نہیں تھے آمنے سامنے کھڑے تھے کیونکہ آمبر آنکھوں والی لڑکی بیٹھنے نہیں آئی تھی ۔

" آج میں گڈ بائی کہنے آئی ہوں ۔" فاطق کے گلے میں گلٹی ابھری ۔ چہرے پر موجود مسکراہٹ ماند پڑی۔ وہ گڈ بائے کا مطلب جانتا تھا۔

آج اس بڑی گھڑی کی ٹک ٹک تیز نہیں ہوئی تھی ۔ آج وہ تھم رہی تھی ۔ وہ اس لمحے میں منجمد ہو جانا چاہتی تھی پھر کبھی آگے نہ بڑھنے کے لیے ۔

" وہ دراصل میں کچھ عرصے کے لیے اپنی خالہ کے پاس حلب جارہی ہوں۔ واپسی پھر پتہ نہیں کب تک ہو گی۔ شاید تب تک آپ بھی واپس جا چکے ہوں ۔ اس لیے آج ایک آخری ملاقات گڈ بائے کے لیے استاد صاحب ۔ شاید پھر کبھی اتفاق سے ہم کہیں مل جائیں ۔ "

وہ مسکرا کر کہتی جا رہی تھی اور فاطق مسکرا بھی نہ سکا۔

وہ اتفاق سے ملنے کی بات کر رہی تھی اور فاطق کا دل تو کچھ اور کہہ رہا تھا۔

اس کے لیے گڈ بائے کتنا آسان تھا۔ آج کی بارش اچھی نہیں تھی ۔ آج وہ اپنے ساتھ کچھ اور بھی لائی تھی جیسے وہ مرد چاہ کر بھی اپنے سامنے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

" چلیں آج ایک آخری بار مجھے اس دروازے سے الوداع کہیں۔ خاصی دیر ہو گئی ہے مجھے آپ کے چکر میں۔ " اس کے لفظ اور آنکھیں ساتھ نہیں دے

رہے تھے ۔ وہ 'دیر' ہو جانے کا کہہ رہی تھی جبکہ خود ہی فرصت سے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ۔ یوں جیسے ایک لمحے میں ہزار سال گزار دینا چاہتی ہو۔ یہ نظر آخری نظر تھی اور یہی نظر بندش تھی ۔ فاطق حجاج کے لیے ۔

اس نے نظریں پھیر دیں۔ وہ نہیں پھیر سکا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی تو فاطق بھی اس کے پیچھے آیا اور دروازہ کھولا۔ وہ اس کے لیے ہمیشہ کھولا کرتا تھا۔ یہ اس کا احترام تھا۔

الف باہر نکلی اور اس کی طرف پلٹی۔

" فاطق صاحب ۔ زندگی بہت چھوٹی ہے ۔ یہ لوگوں کے احسانوں تلے دب کر ضائع کرنے والی چیز نہیں ۔ یہ تو ہر ڈر کو پیچھے چھوڑ کر اپنے آپ کو سب سے اوپر رکھنے کی چیز ہے ۔ خود سے محبت کرنے کا ایک سفر ہے ۔ آپ کچھ کریں یا نہ کریں لوگوں نے باتیں ضرور بنانی ہیں ۔ یہی تو کام ہے ان کا۔ اس لیے

لوگوں سے ڈرنا چھوڑ دیں اور خود سے محبت کرنا سیکھ لیں ۔ خود کو سب سے اوپر رکھنا سیکھ لیں ۔ نہ کہنا سیکھ لیں ۔ ورنہ زندگی یونہی گزر جائے گی اور آپ اسے کبھی نہیں جی پائیں گے ۔ "

وہ اسے دنیا سے آزاد ہونے کو کہہ رہی تھی ۔ وہ اسے الف جیسا بننے کو کہہ رہی تھی ۔

مگر وہ تو فاطق تھا۔

" اللہ حافظ۔ پھر ملیں گے کبھی کسی اور جگہ پر۔ مجھے یاد رکھیے گا۔ "

الف سر تک دو انگلیاں لے جاتی پلٹی اور آگے بڑھ گئی اور فاطق سوچ رہا تھا کیا وہ اسے بھول پائے گا جو وہ اسے یاد رکھنے کا کہہ رہی تھی ۔

وہ جیسی برستی بارش میں فاطق حجاج کی زندگی میں شامل ہوئی تھی ویسے ہی برستی بارش میں اس کی زندگی سے نکل بھی رہی تھی ۔

وہ وہیں دروازے میں کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ اس کے اوجھل ہونے تک اسے دیکھتا رہتا تھا۔

وہ چاہتا تھا وہ پلٹے۔

الف جانتی تھی وہ وہیں دروازے میں کھڑا ہے۔ وہ جانتی تھی وہ اس کے اوجھل ہونے تک وہیں کھڑا رہے گا۔

اس کا دل چاہا وہ پلٹے۔

مگر وہ جانتی تھی پلٹ کر دیکھنے والوں کی آنکھیں پتھر، قدم زنجیر اور وجود ریت ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بنا پلٹے وہ چلتی رہی۔ بارش بوجھل ہوتی گئی، منظر دھندلاتا گیا یہاں تک کہ وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ منظر تمام ہو گیا۔ راستہ ویران۔ دل خالی۔

فاطق نے ایک تھکی ہوئی سانس کھینچی اور دروازہ بند کرتا اندر آگیا۔ وہ چلی گئی تھی ۔ ہمیشہ کے لیے اور فاطق اسے نہیں روک پایا تھا۔ اس کا جانا ہمیشہ سے طے تھا ۔

فاطق اپنے کمرے میں آیا اور راکنگ چئیر پر بیٹھا۔ گردن پیچھے گرائی۔ کچھ دیر یونہی رہنے کے بعد اس نے زرا سی گردن موڑی تو اس کی نظر الماری پر پڑی۔ وہ اس کے کھلے پٹ سے اندر اپنا کھلا ہوا لاکر دیکھ سکتا تھا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑے ۔ وہ اٹھا اور الماری کا پورا پٹ وا کیا۔ کھلے ہوئے لاکر پر ایک گلابی رنگ کا سٹکی نوٹ چپکا تھا جس پر کچھ الفاظ لکھے تھے ۔اس نوٹ کو دیکھ کر زہن کے پردوں پر کچھ ابھرا تھا ۔ کوئی دھندلی سی شبہ۔ اس نے سر جھٹکا ۔ پہلے دو لفظوں کو چھوڑ کر باقی الفظ فاطق کے لیے انجان تھے مگر لکھائی جانی پہچانی تھی ۔

وہ الف کی لکھائی تھی۔

دو لفظوں کے نیچے ایک سطر لکھی تھی۔ فاطق نے فون کھولا اور اس سطر کو سرچ کیا۔

ھم روحان:

Sen benim en zor vedamdln

(تم میرے مشکل ترین الودعی تھے۔)

ایک ترکش کہاوت۔

فاطق کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ آئی۔ وہ اس کا مشکل ترین الودعی تھا۔ اور وہ پھر بھی اسے ہستے ہوئے چھوڑ کر گئی تھی۔ اس کے لیے چھوڑ کر جانا کتنا آسان تھا۔ اس نے کتنی ہی بار اس ایک سطر کو پڑھا۔ ایک بار۔ دو بار۔ تین بار۔ اور پھر گنتی بھول گئی۔ گھر کی گھنٹی بجی تو فاطق چونکا۔ وہ

نوٹ ہاتھ میں دبائے دروازے کے طرف بڑھا۔ وہ اس سب میں یہ دیکھنا بھول گیا تھا کہ اس کا لاکر کھلا ہے۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا۔

" سر آپ کے لیے ایک پارسل آیا ہے۔" اس لڑکے نے ایک سفید لفافہ فاطق کی طرف بڑھایا۔

اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔کوئی اتہ پتہ نہ لکھا تھا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑے ۔

"کس کی طرف سے ہے یہ؟"

لڑکے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا رجسٹر کھولا اور نام دیکھا۔

" سر 'رمزے رمیز' کی طرف سے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس شاندار آفس میں اے سی کے باجود اس کو پسینہ آرہا تھا۔ سارے میں پرنٹر کی مہک پھیلی تھی جو اسے اس وقت کافور کی لگ رہی تھی ۔یہ اس نے کیا کیا تھا؟ اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی ماری تھی ۔ کاش وہ لالچ نہ دکھاتا تو شاید اپنی اتنی اچھی نوکری سے ہاتھ نہ دھو بیٹھتا ۔ مگر یہ سب اس کے اپنے خیالات تھے ۔ اس نے نظر اٹھا کر پاور چیئر پر اپنے باس کو دیکھا ۔ وہ ابھی بھی اس دروازے کو دیکھ رہے تھے جو کچھ دیر پہلے بند ہوا تھا۔ اس نے ہی بات کرنے میں پہل کی شاید وہ اسے معاف کر دیں ۔

NOVEL HUT

" سر۔ "

" تم جانتے ہو سمیع مجھے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور یوں تذلیل سے انکار تو بالکل بھی نہیں ۔ " انہوں نے اپنی بے تاثر نگاہیں پھیر کر سامنے بیٹھے اپنے مینجر کو دیکھا جس کا سر جھک گیا تھا اور چہرہ سفید ہو رہا تھا۔

" ای ایم سوری سر۔یہ میری غلطی ہے ۔مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا۔۔۔ای ایم سوری ۔"

" تم نے غلط نہیں کیا سمیع ۔" اس نے چونک کر سر اُٹھایا ۔ " اس نے غلط کیا اور اب وہی اس کو ٹھیک بھی کرے۔ "

سمیع نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"وہ۔۔ مگر کیسے ؟ " الفاظ ٹوٹ کر ادا ہوئے ۔

NOVEL HUT

" میرا کام اب اسی کو کرنا ہو گا ۔ کیسے ؟ یہ تمھاری ذمہ داری ہے اور اگر اس نے نہ کیا تو اپنا ریزیگنیشن لیٹر میرے ٹیبل تک پہنچا دینا ۔ " اب وہ صحیح معنوں میں پھنسا تھا ۔ اس کو اب اس ہوا دار آفس میں گھٹن ہونے لگی تھی ۔

" مگر سر اس کا انکار کبھی نہیں بدلتا ۔ میں یہ کیسے ۔۔۔" انھوں نے ایک افسوس بھری نگاہ سے اپنے اس مینجر کو دیکھا ۔

" اسے مجبور کرو ۔ "

سمیع نے نا سمجھی سے سوال کیا ۔ " کیسے ؟"

وہ کچھ دیر خاموش نظروں سے اسے دیکھتے رہے ۔

" رمزے کو مجبور کرو ۔ 'رمزے رمیز' یہی نام ہے نا اس لڑکی کا یعنی تمھاری بیوی کا ۔ "

اس کے باس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ۔ محظوظ مسکراہٹ ۔وہ اسے کچھ کہہ رہے تھے اور وہ ساکت بیٹھا انہیں سن رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوا سے اس کے سیاہ بال اڑتے چہرے پر آ رہے تھے مگر وہ اس سب سے بے نیاز سامنے نظر آتے شہر پر نظریں جمائے کھڑی تھی ۔ سامنے نظر آتے دمشق شہر اور اس کے اوپر جھائے سرمئی بادلوں کی خوبصورتی سے اُسے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ تو کہیں اور تھی ۔

دفعتاً پاس ہی کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ۔ وہ ویسے ہی کھڑی رہی۔ وہ جانتی تھی کون آیا ہے ۔ وہ اسے پہچانتی تھی ۔

کوئی اس کے برابر میں آکھڑا ہوا۔ وہ بھی سامنے شہر کو دیکھ رہا تھا۔

"میں اتنی بری نہیں تھی کہ کسی کو دھوکا دیتی۔" خاموش سرسراتی ہواؤں میں اس لڑکی کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا۔

آنے والے نے گردن اس کی طرف موڑی۔

"مگر میں اتنی بھی اچھی نہیں ہوں کہ اپنے مفادات کے لیے کسی کو بھی دھوکا نہ دوں۔" لڑکی بھی اس کی طرف مڑی۔

"کیا تمھیں پچھتاوا ہو رہا ہے؟"

"نہیں۔۔مجھے پچھتاوا نہیں۔۔ صرف تم پر افسوس ہے۔۔"

اس بار آنے والا خاموش رہا۔

کچھ لمحے مزید خاموشی سے سرکے۔ ہواؤں نے اس ملاقات کا راز جاننے کی کوشش کی۔ قفل لگے ان رازوں کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھائے گے۔ مگر

افسوس ہاتھوں کو بری طرح جھٹک دیا گیا اور سرگوشی کی گئی کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔

" ایک آدمی تھا مارکس۔۔" اس نے واپس شہر پر نظریں جمائی اور بات کا آغاز کیا۔

" اس کے پاس بے پناہ دولت تھی مگر اسے مزید دولت اور طاقت کی خواہش تھی یہاں تک کہ وہ خواہش بڑھتی ہوئی اس کی حوس بن گئی ۔ ایک دن اسے ایک قیمتی پتھر کے بارے میں پتہ چلا جو اپنے مالک کو بے پناہ دولت اور طاقت سے نوازتا ہے ۔ اس پتھر کا نام Heart of fire تھا۔ مارکس نے اپنی تمام تر کوششیں اس پتھر کو حاصل کرنے میں لگا دی اور جو بھی اس کے راستے میں آیا اس کو ختم کر دیا اور بلاآخر سالوں کی کوشش کے بعد وہ اس پتھر تک پہنچنے تک کامیاب ہوا۔ "

اس نے رک کر سانس لیا۔

"مگر جب وہ وہاں پہنچا تو اس پتھر کے ساتھ ایک لعنت بھی تھی جو اس پتھر کے مالک کو ملنی تھی کہ 'لالچ تمھاری روح کو کھا جائے گی اور تمھاری دولت کا زوال شروع ہو گا۔' مارکس نے اسے نظر انداز کیا اور وہ پتھر لے لیا۔ شروع شروع میں تو مارکس کو بہت دولت ملی اور وہ مزید لالچی ہوتا گیا اور پھر اس کا زوال شروع ہوا۔ اس کی دولت اس کے رشتے سب کھو گیا اور وہ اکیلا رہ گیا۔ اس پتھر کی منحوسیت اسے کھا گئی۔"

مرد نے دوبارہ گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے دل میں ملال اٹھا تھا۔ وہ لڑکی اسے عزیز رہی تھی۔

"ای ایم سوری۔۔" اس کی آواز میں پیشمانی تھی۔ "ای ایم سوری۔ مجھے تمھیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔"

لڑکی نے جھک کر پیروں میں رکھا سیاہ بریف کیس اٹھایا اور بازو لمبا کرتے اس کی طرف بڑھایا۔

" اس کے اندر ایک یو ایس بی اور ایک فائل موجود ہے ۔ یو ایس بی پاسورڈ پروٹکٹڈ ہے اور یہ بریف کیس بھی ۔ دونوں پاسورڈز میرا کام ہو جانے کے بعد مل جائیں گے تمھیں۔ " اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ سمیع کو دکھ ہوا تھا۔ بے حد دکھ۔

وہ لڑکی اس کے ساتھ ایسی تو نہ ہوتی تھی ۔

وہ تو بہت باتونی سی ہوا کرتی تھی ۔

کیا اس کچھ عرصے نے سب کچھ بدل دیا تھا؟

ہاں ، بدل دیا تھا اور اس سب کا قصوروار کون تھا؟

سمیع ۔۔ سمیع خود اس سب کا قصوروار تھا۔

سمیع نے ہاتھ بڑھا کر بریف کیس لیا۔ ہواؤں نے ایک دھوکے کو خود میں رقم کیا۔ لڑکی کی آنکھوں میں موجود راز کو ہواؤں نے پا لیا تھا۔ دمشق کی ہوائیں اس لڑکی سے واقف تھیں۔

"رمزے۔۔۔" سامنے کھڑی لڑکی نے بات کاٹی۔

"اوو پلیز۔۔ اب میں تمھارے کوئی جذباتی ڈائیلاگ نہیں سنا چاہتی اور امید کروں گی کہ آئندہ تم مجھے اپنی شکل نہیں دکھاؤ گے کیونکہ مجھے معاف کرنا نہیں آتا۔"

وہ ناگواری سے کہتی پلٹی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی ۔پیچھے سمیع ظاہر اکیلا کھڑا رہ گیا۔ اپنے تمام دکھ ،پیشمانی ، ملال کے ساتھ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دمشق انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر سیاہ جینز اور زنک رنگ کی ہوڈی پہنے ایک لڑکی بیٹھی تھی ۔ اس کی ہوڈی کے پیچھے سفید رنگ میں کچھ الفاظ کندہ تھے ۔ منہ میں کچھ چباتے ہوئے اس کا سفید جوگرز والا پاؤں مسلسل ہل رہا تھا۔ آس پاس لوگ بیٹھے بیرونِ ملک پرواز کا انتظار کر رہے تھے۔ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی عورت کی گود میں موجود بچہ مسلسل روئے جا رہا تھا۔ اس نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔دل چاہا دو لگا کر اس بچے کے منہ میں نپل گھوسیڑ دے۔ کچھ دیر بعد فلائٹ اناؤنسمنٹ ہوئی تو شکر کا کلمہ پڑھتے وہ اٹھی۔ اس کے بالوں کی اونچی پونی اس کے چلنے سے یہاں وہاں جھولتی تھی ۔

جہاز میں بزنس کلاس کیبن میں بیٹھتے اس نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا اور آنکھیں موندی۔ اس کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا۔

اور یہ اطمینان تھا ۔۔

ایک نئے سفر کا۔۔

ایک نئے آغاز کا۔۔

ایک نئے شہر میں نئی زندگی کا۔

☆☆

حصہ دوم: شہر اقتدار

تمھاری زندگی میں ایک ایسا شخص ہو گا

جو کسی دوسرے جیسا نہیں ہے

تم یہ جان جاؤ گے

کیونکہ تم اس کے گرد مختلف محسوس کرو گے

تم اپنے اصل کو محسوس کرو گے

کیونکہ تم اسے اپنی روح کی گہرائی میں محسوس کر سکتے ہو

وہ تمھیں زیادہ زندہ محسوس کروائے گا

تم اسے کچھ بھی بتا سکتے ہو

اور اس کی محبت تمھارے لیے غیر مشروط ہو گی۔

یہ انسان تمھارا بہترین دوست

اور روح کا ساتھی ہے

تم اس جیسا دوبارہ کبھی کسی کو نہیں پاؤ گے

اسے کبھی مت جانے دینا۔۔

(Soulmate Poem' by W.S Hart')

"میں شادی کرنا چاہتی ہوں ۔ "

رمیز صاحب نے نظر اٹھا کر سامنے کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھا۔ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی ۔ دھوپ اس کے داہنے رخ پر گر رہی تھی ۔ باہر س آنے کی وجہ سے دھوپ کی تمازت سے چہرہ ابھی بھی سرخ تھا۔

"بیٹھو۔۔ " انھوں نے ساتھ رکھے صوفے کی طرف اشارہ کیا ۔ وہ دو قدم آگے آتے ہوئے ان کے دائیں طرف بیٹھی۔ دونوں ہاتھ باہم ملاتے گود میں رکھے ۔

"کون ہے جس سے شادی کرنا چاہتی ہو؟ " انھوں نے مکمل سنجیدگی سے سوال کرتے رخ اس کی طرف موڑا۔

" سمیع ظاہر نام ہے اس کا۔ پاکستان میں رہتا ہے اور وہیں جاب کرتا ہے ۔ "

" تم کہاں ملی اس سے ؟" انھوں نے ایک اور سوال داغا ۔

"یہیں دمشق میں ۔ "

انھوں نے سمجھ کر سر ہلایا ۔

" ٹھیک ہے گھر بلاؤ اسے ۔ ملنے کے بعد فیصلہ ہو گا۔ " وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور چند قدم آگے لیے۔

" میں اسی سے شادی کروں گی ۔" رمزے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی بھی ان کی چھوڑی ہوئی جگہ کو دیکھ رہی تھی ۔

" کہا نا ملنے کے بعد فیصلہ ہو گا ۔ " رمیز صاحب نے رخ اس کی طرف موڑے بغیر سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

" فیصلہ ہو چکا ہے ۔ " رمزے نے گردن موڑی اور سر اٹھا کر انھیں دیکھا۔

"تم بغاوت کر رہی ہو ؟" اب کی بار وہ بھی پورے اس کی طرف مڑے۔ لہجے میں کوئی چبھن سی اتر آئی تھی۔

"نہیں میں اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے لے رہی ہوں۔"

رمیز صاحب نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ سر اٹھائے، ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہی تھی۔ اور تب انہیں احساس ہوا وہ پوچھ نہیں رہی وہ بتا رہی ہے ۔ وہ فیصلہ کر چکی ہے ۔ صرف دنیاوی تقاضوں اور رسموں کی وجہ سے ان کے سامنے بیٹھی ہے ۔

پیروں تک آتی سفید میکسی میں ملبوس، سر جھالی دار دوپٹے سے ڈھکے، ہاتھوں میں سفید پھول لیے وہ خوبصورت لگ رہی تھی ۔ اس کی آمبر آنکھوں میں چمک تھی ۔ محبت کی چمک۔ کچھ پا لینے کی روشنی۔ اس نے جس چیز کی

خواہش کی تھی وہ مل رہی تھی ۔ اور جب انسان کی خواہشات حقیقت بن کر اس کے سامنے کھڑی ہوں تو کہاں اس کے پاؤں زمین پر ٹکتے ہیں۔

تھوڑی دیر میں نکاح ہوا۔ وہ اس شخص کی بیوی بن چکی تھی جس کی خاطر اس نے اپنے باپ کی بھی نہیں سنی تھی ۔ اس نے گردن موڑ کر اپنے ساتھ کھڑے سمیع ظاہر کو دیکھا۔ وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں اچھا لگ رہا تھا۔

آج وہ اس کی زندگی میں شامل ہو گیا تھا ہمیشہ کے لیے ۔

اس کا ہمسفر بن کر، اس کی محبت بن کر ۔ وہ اس کے ساتھ ایک گھر بنانے والی تھی ۔ ایک پر سکون گھر۔

کیا آج اس کرہ ارض پر رمزے رمیز سے بھی زیادہ کوئی خوش نصیب تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد:

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے شیشے پر گال ٹکائے وہ باہر دیکھ رہا تھا۔ بارش کی وجہ سے شیشہ بار بار دھندلا جاتا جسے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے صاف کرتا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک پینٹ ہاؤس کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولنے والی ملازمہ کو اس کا بیگ دیا اور خود واپس پلٹ گیا۔

فاطق نے اندر آتے ہی ایک طائرانہ نظر سارے میں دوڑائی۔ لاؤنج خالی پڑا تھا۔ وہ پلٹا اور ملازمہ سے مخاطب ہوا۔

NOVEL HUT

" ممی کہاں ہیں؟ "

" خازق بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو آپ کے بابا اور ممی انہیں لے کر ہسپتال گئے ہیں ۔ تھوڑی دیر میں آتے ہوں گے اور میم نے کہا ہے کہ آپ تب تک چینج کر لیجیے گا ۔ "

فاطق کچھ بھی کہے بغیر آگے آیا اور صوفے پر لیٹ گیا ۔ وہ ہر ویک اینڈ اپنے پینٹ ہاؤس پر گزارتے تھے ۔ ہمیشہ ممی گھر پر ہی ہوتی تھی ۔ آج نہیں تھی تو اچھا نہیں لگ رہا تھا ۔ ملازمہ نے اسے اٹھنے کا کہا تو وہ یوں ہی لیٹا رہا ۔ تھوڑی دیر بعد ملازمہ نے ممی کے فون کا بتایا تو وہ وہیں اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ سرمئی آنکھیں خفا خفا سی تھیں ۔

" فاطق بیٹے لینا کی بات کیوں نہیں سن رہے آپ ؟ جلدی سے اٹھیں ، چینج کریں اور کھانا کھائیں ۔ "

" ممی ۔۔۔ " اس نے جیسے احتجاج کیا ۔ آواز رندھی سی گئی تھی ۔

NOVEL HUT

"فاطق کیا ہو گیا ہے ؟" سائرہ پریشان ہوئیں ۔ فاطق ایسے ضد نہیں کرتا تھا۔

"ہم تھوڑی دیر میں پہنچ رہے سوبی ڑیڈی پھر ہم باہر جائیں گے اوکے۔"

سائرہ نے پچکارتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ میں انتظار کر رہا ہوں ممی۔" اس نے کہتے فون بند کیا اور کپڑے بدلنے کے لیے کمرے کی طرف بڑھا۔

اس وقت وہ دس سالہ فاطق حجاج نہیں جانتا تھا کہ اب اس کا انتظار کبھی ختم نہیں ہونے والا۔

اب وہ اپنی ماں کی آواز پھر کبھی نہیں سنے گا۔

اب وہ کبھی اپنے باپ کے گلے نہیں لگ سکے گا۔

کبھی اپنے بھائی کے ساتھ نہیں کھیل سکے گا۔

وہ سب جا رہے تھے ۔ ایک ساتھ۔

ننھے فاطق کو اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر۔

اس پینٹ ہاؤس میں ہلچل مچی تو اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ کچھ برا ہو گیا ہے ۔ بہت برا۔

ہسپتال کے اس ٹھنڈے کوریڈور میں لینا کا ہاتھ پکڑے کھڑے فاطق کو اس احساس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا کہ اب وہ اکیلا ہے ۔ اس کا باپ اور بھائی مر چکے ہیں ۔ اس کی ماں کوما میں ہے اور فاطق جانتا تھا کہ ان دروازوں کے پیچھے سے کوئی واپس نہیں آتا ۔ اس کی ماں بھی نہیں آئے گی۔

دس سال کی عمر میں فاطق حجاج جان گیا تھا کہ ہسپتال اتنے ٹھنڈے کیوں ہوتے ہیں ؟ یہاں کیوں خون کو جم دینے والا احساس ہوتا ہے ؟

وہ اپنی ماں کی قبر کے ساتھ لپٹ کر بلک بلک کر روتا رہا۔

اپنی ماں کو پکارتا رہا۔ مگر سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا ۔ آ ہی نہیں سکتا تھا۔

" میں مرجاؤں گا۔ ممی مجھے اپنے ساتھ لے جائیں ۔" وہ چیختا رہا چلاتا رہا مگر سننے والا اب کوئی نہیں تھا۔

سب کے لیے وقت آگے بڑھ گیا تھا۔ مگر وہ چھوٹا بچہ وہیں اس وقت میں کہیں کھڑا رہ گیا تھا، کھو گیا تھا جہاں اس کی ماں اس کے ساتھ تھی۔ اس کا باپ اس کے پاس تھا۔ تنہائی کا جان لیوا احساس اسے اندر باہر سے جھکڑ رہا تھا۔

وہ اپنے بابا کے کزن کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے لگا۔ مگر یہ تو اس کا گھر نہیں تھا ۔یہ تو ایک فوسٹر ہاؤس تھا جہاں اسے پناہ ملی تھی ۔

NOVEL HUT

"آپ کو کیا ضرورت تھی اس مصیبت کو اپنے گھر لانے کی ۔پہلے ہی ہمارے خرچے بہت ہیں ۔ اور اب اوپر سے اس کا بھی بوجھ برداشت کرو۔ " ایک رات اس نے عابد کی بیوی کی آواز سنی تھی ۔

" اس کا باپ اس کے لیے جو چھوڑ کر گیا ہے نا وہ بہت ہے اس کے لیے ۔ میں اس پر کچھ خرچ نہیں کرتا۔ اور تم جانتی نہیں ہو کیا کہ وہ کتنی بڑی جائیداد کا اکلوتا وارث ہے؟ اس کے یہاں ہونے سے ہمیں بھی بہت فائدے ہو سکتے ہیں ۔ "

یہ اس کے مہربان چچا ، اس کے گارڈین کی آواز تھی ۔

اس رات وہ روتا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اسے چچی پسند نہیں کرتی۔

وہ اب اکثر نیند میں ڈر جایا کرتا اور پھر ساری رات روتا رہتا ۔ اسے اس کی ماں چاہیے تھی ۔ اسے اس کا باپ چاہیے تھا جو اب کبھی نہیں مل سکتے تھے ۔ اس نے اب کسی بھی بات پر ضد کرنا چھوڑ دی تھی کیونکہ اس کے پاس اس کا باپ نہیں تھا جو اس کی ضد پوری کرتا۔

وہ اب اپنی ہر غلطی پر سر جھکا کر ڈانٹ سن لیا کرتا تھا کیونکہ اس کے پاس اس کی ماں نہیں تھی جو اس کی غلطیوں کو نظر انداز کر کے اسے آغوش میں بھر لیتی۔ اس نئے گھر میں اسے پیار احسان کی طرح ملتا تھا اور وہ احسان کی طرح ہی لیتا تھا۔ وہ یہاں ہر ایک کے لیے بوجھ تھا۔

وہ چھوٹا بچہ اب ایک ٹین ایجر لڑکا بن چکا تھا۔ سنجیدہ مگر نرم۔ چھ فٹ سے نکلتا اس کا قد اسے اپنی عمر سے بڑا دکھاتا۔

"یونیورسٹی کا کیا سوچا تم نے فاطق ؟" ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے عابد نے اس سے سوال کیا۔ وہ ان کے بائیں طرف کی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"میں آرکیٹیکچر پڑھنا چاہتا ہوں لاہور سے ۔ "

"ہوں۔۔ آرکیٹیکچر اچھا ہے پر میں چاہتا ہوں تم بزنس پڑھو یہیں اسلام آباد سے ۔ میں نے اپنے بچوں کے لیے خود فیصلے لیے ہیں اور وہ ان کے لیے ہمیشہ

صحیح ثابت ہوئے ۔ تم بھی میرے گھر میں رہتے ہو، میری سرپرستی میں ہو تو میں تمھارے لیے بھی فیصلہ لینا چاہتا ہوں۔ امید ہے تمھیں اعتراض نہیں ہوگا ۔ " عابد نے لاپرواہی سے ایک جھٹکے میں اس کو رد کر دیا تھا۔

" جی مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔" وہ ہمیشہ کی طرح سر جھکا کر اس بات کو بھی قبول کر چکا تھا۔

عابد اسے بزنس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے اور وہ سر جھکائے صرف سنتا رہا۔ اس کی بھوک ختم ہو گئی تھی ۔ ماہین اور اس کی بڑی بہن نے ہمیشہ ہر فیصلہ خود لیا ہے ۔ کبھی انھوں نے عابد کی نہیں سنی مگر فاطق کو سننی تھی کیونکہ وہ ان کے گھر میں رہتا تھا ۔

عابد جو کہ ایک معمولی ملازمت کرتے تھے اور اب اس کے بابا کی کمپنی دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی وہ اپنی ایک کمپنی کھڑی کر چکے تھے اور فاطق اچھے سے

جانتا تھا کہ یہ سب پیسہ کہاں سے آرہا ہے مگر وہ خاموش رہا کیونکہ اس کے اوپر بہت سارے احسانات تھے ان کے ۔یہ نہیں تھا کہ وہ ان احسانات کو کبھی بھول جاتا بلکہ اسے ان احسانات کو کبھی بھولنے دیا ہی نہیں دیا جاتا تھا۔

فاطق حجاج کے کندھے جھکتے گئے کبھی نہ اٹھنے کے لیے ۔

وہ اپنے چچا کی ہر بات مانتا گیا ۔اس بچے کو ان سیکورٹیز سے بھر دیا گیا تھا۔ اسے بار بار یہ احساس دلایا جاتا کہ وہ تنہا ہے اور اگر عابد کی فیملی اس کے پاس نہ ہو تو کوئی اسے پوچھے بھی نہ۔ وہ اتنا کم تر ہے ۔

اس گھر میں صرف ماہین تھی اس کے چچا کی چھوٹی بیٹی جس سے اس کی اچھی دوستی تھی ۔

یہ تب کی بات تھی جب اس کی بک پبلشنگ کے بعد اس نے اپنے ابا کی کمپنی سنبھالی تھی ۔ عابد نے اسے سٹڈی میں بلایا ۔ فاطق صوفے پر ان کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

" میں نے ایک اہم بات کرنے کے لیے تمھیں یہاں بلایا ہے فاطق۔ " عابد نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے ہوئے بات کا آغاز کیا ۔ ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کر کے گود میں رکھی۔

" میں چاہتا ہوں کہ تمھاری اور ماہین کی شادی ہو جائے اور مجھے یقین ہے کہ تمھیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ "

NOVEL HUT

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ "

وہ سٹڈی سے باہر نکل آیا ۔ ماہین اچھی تھی ۔ اس کی دوست تھی۔ اس کے ساتھ اچھی زندگی گزاری جا سکتی تھی ۔

کچھ روز بعد ماہین نے اسے کراچی بلایا تھا جہاں وہ تعلیم کے لیے رہائش پذیر تھی۔ وہ شادی سے انکار کر رہی تھی ۔ وہ اپنی کہہ چلی گئی اور فاطق کو مشکل میں چھوڑ گئی ۔ فاطق عابد کو کیسے انکار کر سکتا تھا ؟

فاطق نے انکار نہیں کیا تھا۔ وہ کر ہی نہیں سکا تھا مگر کچھ روز بعد ماہین نے کورٹ میرج کر کے اس قصے کو خود ہی ختم کر دیا تھا۔

اس کے بعد فاطق حجاج کی زندگی صرف اپنے کام کے گرد گھومنے لگی۔ اس نے حجاج انٹرپرائز کو پھر اس کے پہلے والے مقام پر لا چھوڑا تھا۔ فاطق حجاج ایک نام تھا۔ ایک اچھا بزنس مین ۔

NOVEL HUT

دنیا کے سامنے ایک کامیاب انسان۔

مگر اندر سے وہی ایک ڈرا سہما ان سیکورٹیز کا مارا بچہ ۔ جس کی شخصیت ایک انسان نے مسخ کر دی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا تو اپنے باس کو کھڑکی کے سامنے کھڑا پایا۔ وہ چلتا آگے آیا اور شیشے کی میز کے ساتھ رکا۔

" سر۔۔۔ " سمیع نے پکارا۔

" تمھیں کیا لگتا ہے سمیع ؟؟؟ " انھوں نے بات ادھوری چھوڑی۔ سمیع نے نا سمجھی سے ان کی پشت کو دیکھا۔

" کس بارے میں سر ؟"

وہ پلٹے اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اپنی پاور چئیر تک آئے۔ ان کے چہرے پر سوچ کی لکیر تھی۔

" جرمنی والی ڈیلیکیشن کہاں انویسٹ کرے گی ؟ " وہ اپنی پاور چئیر پر بیٹھے۔ آنکھیں اب بھی پر سوچ تھیں۔

" حجاج انٹرپرائزرز۔ " سمیع نے بے ساختہ کہا۔

" ہوں۔۔۔" وہ ہنکار بھرتے خاموش ہوئے۔

" سر یہ فائل۔۔۔۔" سمیع نے ایک سرخ رنگ کی فائل ان کی طرف بڑھائی جو لیتے انھوں نے ایک طرف رکھ دی۔

" مجھے فاطق حجاج کے پراجیکٹ کی تمام ڈیٹیلز چاہیے ۔ وہ پروجیکٹ ہم پیش کریں گے اور فاطق حجاج سے پہلے کریں گے ۔ "

سمیع نے ہونق پن سے انہیں دیکھا۔ کیا اس کے باس کا دماغ ہل گیا تھا؟ یا وہ نیند میں تھا؟

کیا وہ اب ایک پروجیکٹ چوری کریں گے ؟

" سر۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا ۔

NOVEL HUT

" تمھیں کیا لگتا ہے اس پروجیکٹ کی تمام ڈیٹیلز کہاں ہوں گی؟؟" انھوں نے پھر اس سے مشورہ مانگا۔

وہ کچھ تذبذب کا شکار ہوا۔

"آفس میں، فاطق حجاج کے لیپ ٹاپ میں یا۔۔۔" کچھ دیر بعد اس نے سوچ کر کہا۔

" ہوں۔۔۔ ہائیر آ ہیکر۔۔" اسے حکم دیتے انھوں نے اپنے سامنے موجود لیپ ٹاپ کھول لیا۔ اس کا مطلب تھا اب وہ جا سکتا ہے۔

سمیع باہر آیا اور اپنے آفس کی طرف بڑھا۔ کرسی پر بیٹھ کر سر پیچھے گراتے ایک گہرا سانس لیا۔ اس بڈھے کا دماغ یقیناً خراب ہو چکا تھا۔ اب وہ ہیکر کہاں سے ڈھونڈتا پھرے گا۔ ابھی وہ انھی سوچوں میں تھا کہ ایک خیال اس کے ذہن میں کوندا۔

وہ سیدھا ہوا۔ یہ تو اس نے سوچ ہی نہیں ۔ ہیکر تو اس کے اپنے پاس ہے ۔ وہ اس سے کہے گا کہ باس سے اپنی مرضی کے پیسے مانگے ۔پیسہ بھی آجائے گا اور باس بھی خوش۔ اس کا ڈبل فائدہ ہو سکتا ہے ۔یہی سوچتے ایک جاندار مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

یونیورسٹی کے کوریڈور میں سٹوڈنٹس کے بیچ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی جب اس کے قدم تھمے ۔ سامنے سے نشرح جہانگیر جو چلی آرہی تھی ۔ اس نے کوفت سے آنکھیں میچی ۔ ابھی دو دن پہلے ہی تو اس نے اس

نشرح کو بلاک کیا تھا۔ ہر ہفتے اس نشرح کے 'جسٹ فرینڈز' بدلتے اور پھر اس کی شامت آتی ۔ کبھی کسی کی انسٹا آی دی کا پاسورڈ چاہیے ہوتا اور کبھی کسی کا واٹس ایپ ہیک کروانا ہوتا۔ گو کہ وہ نشرح سے اس کام کے لیے اچھے خاصے پیسے لیتی تھی مگر یہ چڑیل تو ساتھ چپک ہی گئی تھی ۔ وہ تنگ آچکی تھی اب نشرح سے ۔

ابھی اس وقت اس چک چک کے منہ لگنے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا۔ پہلے ہی وہ لیٹ ہو رہی تھی ۔ اسے گھر پہنچنا تھا۔ نشرح کی نظر ابھی اس پر نہیں پڑی تھی سو وہ ساتھ والے دروازے سے اندر داخل ہو گئی ۔ اندر کوئی سیمینار ہو رہا تھا۔ وہ خاموشی سے آگے آئی اور دوسری رو کی پہلی کرسی پر بیٹھ گئی۔

اس نے گردن تک آتے اپنے سیاہ بالوں کے نیچے گردن کے پچھلے حصے کو دبایا۔ گردن اور سر میں بے تحاشہ درد تھا۔ اس نے کرسی کی پشت پر سر ٹکایا اور پھر آہستہ آہستہ ساری آوازیں بند ہوتی گئی۔ وہ سو گئی تھی ۔

تالیوں کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولی ۔ اسے اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کتنی دیر سوتی رہی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور باہر کی طرف لپکی ۔ باہر نکلی ہی تھی کہ اس کا فون بجا۔ اس نے زبان دانتوں تلی دبائی ۔

اس نے فون کان سے لگایا ۔

" تم لیٹ ہو ۔۔۔" سامنے سے شکوہ کیا گیا۔

" ای ایم سوری ۔ بس ابھی پہنچتی ہوں۔"

وہ ایک طرف بڑے سے ستون سے ٹیک لگائے کھڑی تھی جب اس کی نظریں سیمنار ہال کے دروازے پر پڑیں ۔ دروازے سے ڈیپارٹمنٹ ہیڈ اور

مہمان خصوصی پلس سپیکر صاحب باہر نکل رہے تھے ۔ دائیں طرف سے آتے پیون کا پاؤں پھسلا اور ہاتھ میں موجود چائے کی ٹرے گر پڑی ۔پیون بھی زمین بوس ہوا۔ چائے کے چھینٹے مہمان خصوصی کے برانڈڈ کپڑوں پر پڑے ۔

وہ بھول گئی تھی کہ فون کی دوسری طرف کیا کہا جا رہا ہے ۔ اس تمام حسیات صرف سامنے کے منظر پر تھی ۔ اس یقین تھا کہ اب وہ امیر آدمی اس غریب پیون کو جھڑکے گا۔ اس نے اس کے ڈیڑھ دو لاکھ کا سوٹ خراب کر دیا تھا۔

ہیڈ صاحب جو کچھ سخت کہنے والے تھے کہ رکے۔ مہمان خصوصی نے خود آگے بڑھ کر پیون کو اٹھنے میں مدد کی۔ اس سے پوچھا کہ کیا وہ ٹھیک ہے ؟ اس نے اپنے سوٹ خراب کرنے پر کچھ نہیں کہا۔پیون کا شانہ تھپتھپا کر آگے بڑھ گئے ۔ کوئی جھڑکی نہیں ، کوئی سخت بات نہیں ۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے اس آدمی کے چہرے پر جو نرم ثاتر دیکھا تھا وہ کوئی نقلی تاثر نہیں تھا ، کوئی پبلک فیس

نہیں تھا ۔ اس کے چہرے پر چھائی نرمی اس کی شخصیت کا حصّہ تھی۔ وہ متاثر ہوئی تھی ۔

" ہیلو ۔۔ہیلو۔۔ "

" ہاں سن رہی ہوں ۔ " اس نے سر جھٹکا ۔

"دس منٹ کا کہہ کر دو گھنٹے گزار چکی ہو تم۔"

" بس ابھی آرہی ہوں ۔"

" میرے خیال سے اب لنچ ٹائم ختم ہو چکا ہے ۔ "

" ضرور کام تھا یار۔بس پہنچ رہی ہوں ابھی۔" وہ فون کان سے لگائے باہر کی طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ریستوران کے اوپن ایریا کے بیچ وبیچ موجود موٹے تنے والے قدیم درخت کے نیچے کرسی پر بیٹھے وہ سڑا منہ میں دبائے سامنے بیٹھے سمیع کی بات سن رہی تھی ۔ اس کے کسی بھی تاثر سے سمیع کو اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ آیا وہ اس کی بات مانے گی بھی یا نہیں ۔

اس درخت کی پھیلی شاہوں اور اس سے لٹکتی بیلوں سے گزرتی ہوا ماحول کو خوبصورت بنا رہی تھی۔ اردگرد رش تھا۔ کچھ لوگ اس خوبصورت درخت کے سامنے کھڑے تصاویر بنانے میں مصروف تھے ۔ مگر اس ماحول سے اس لڑکی کو اور نہ سمیع کو کوئی سروکار تھا ۔

اس نے سڑا منہ سے نکلا اور جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھا۔ ویٹر اب اس کے سامنے ہاٹ چاکلیٹ رکھ رہا تھا۔ ویٹر پلٹا تو اس نے بات کا آغاز کیا ۔

"تو تم چاہتے ہو کہ میں اس آدمی کا لیپ ٹاپ ہیک کر کے پراجیکٹ کی تمام ڈیٹیلز تمھیں لا کر دوں؟"

"ہاں ۔۔" سمیع نے اثبات میں سر ہلایا اور کرسی سے ٹیک لگائی۔

"تو اس میں میرا کیا فائدہ؟" اس نے ہاٹ چاکلیٹ میں چمچ ہلایا۔

"پیسہ ۔ اس میں فائدہ پیسہ ہے ۔ باس تمھیں جتنی رقم آفر کریں گے تم اس سے ڈبل رقم مانگو گی۔ ظاہر ہے وہ تمھیں دے دیں گے اور اس میں ہمارا فائدہ ہو گا۔"

'ہمارا' پر اس کا چمچ ہلاتا ہاتھ رکا۔ ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر ہاٹ چاکلیٹ کا مگ پیچھے سرکاتے آگے کو ہو کر اس نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکائیں ۔

"دیکھو سمیع اب میں آتی ہوں کام کی بات کی طرف۔ ہیک کرنے میں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہاں میرے کچھ اصولوں کا ہے ۔ میں وہ کام

نہیں کرتی جس میں کسی کے پیسے کا نقصان ہو اور یہاں پر میرے اندازے کے مطابق سامنے والے کا نقصان ہی نقصان ہے۔ اس لیے میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ "

اس نے قطعی انداز میں بات کہتے واپس پیچھے کو ٹیک لگائی اور سامنے پڑے مگ کو دیکھا۔ اس کی ہاٹ چاکلیٹ ٹھنڈی ہو رہی تھی ۔

سمیع جھنجلایا۔

" یار۔۔ تمھیں دوسروں کے نقصان فائدے سے کیا لینا دینا ۔ تم صرف اپنا دیکھو نا۔ تمھارے پاس پیسہ آئے گا اور سب جائیں بھاڑ میں ۔ " عجیب منطق تھی اس کی ۔

" انسان کی کچھ ورک ویلیوز بھی ہوتی ہیں سمیع ۔ میری بھی ہیں ۔ مانتی ہوں کہ پیسے لے کر ہیکینگ کرتی ہوں ۔ دوسروں کی پراپرٹی میں بغیر اجازت کے گھستی ہوں۔ مگر ایسے کام نہیں کرتی جس سے کسی کا نقصان ہو۔"

" تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے انسانیت کی علمبردار تم ہی ہو۔ " سمیع نے طنز کیا ۔

" اور تم ایسے طنز کر رہے ہو جیسے اشتہاری مجرم ہوں میں ۔" وہ بھی کہاں یہ طنز لینے والی تھی ۔

" یار پلیز۔ تم بات کو سمجھو۔ یہ میرے لیے بھی فائدہ مند ہے اور تمھارے لیے بھی ۔"

" مانتی ہوں کہ میں کوئی نیکی کی دیوی نہیں ہوں مگر میں ایسے کام نہیں کرتی جہاں پیسے کا نقصان ہو کیونکہ میں جانتی ہوں پیسہ کتنی مشکل سے کمایا جاتا ہے اور تمھارا باس خود کام کیوں نہیں کرتا ؟ دوسروں کے کام کیوں چوری کر رہا ہے؟ "

NOVEL HUT

اس نے بھنویں سکیڑ کر ماتھے پر بل ڈالے۔

"یہ سوچنا تمھارا کام نہیں ہے وہ کیوں کیا کر رہا ہے اور میں بتا رہا ہوں یہ بہت اچھی آپرچونیٹی ہے جسے تم فالتو کے اصول کے لیے ٹھکرا رہی ہے۔ "

سمیع نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

" واٹ ایور۔۔۔" ہاتھ جھلا کر کہتی اب وہ اپنی ٹھنڈی ہو چکی ہاٹ چاکلیٹ سے انصاف کرنے لگی۔

سمیع نے اسے تاسف سے دیکھا۔ ان گزرے چار سالوں میں سمیع ظاہریہ تو جان ہی گیا تھا کہ اسے کسی بات کے لیے قائل کرنا اور بھینس کے آگے بین بجانا ایک سا تھا۔ بغیر اعتراض کے کسی کی بات سن لینا تو شاید اس کی فطرت میں ہی نہیں تھا۔پتہ نہیں وہ اتنی مشکل کیوں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"باس تم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

فون کے سپیکر سے ابھرتی آواز پر اس کی لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں ساکت ہوئی۔ وہ لائبریری میں بیٹھی اپنے کام میں مصروف تھی۔ اس نے آنکھیں گھمائی۔ پچھلے کئی دنوں سے سمیع اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اوکے فری ہو کر آجاؤں گی۔" اس نے کہہ کر ٹھک سے فون بند کر دیا۔ آج وہ اس قصے کو ختم ہی کر ڈالے گی۔ نہ رہے گی بین نہ بجے گی بانسری۔ وہ رکی۔ کیا اس نے کہاوت ٹھیک کہی ہے؟ اس نے ایک پل کو سوچا پھر سر جھٹکا۔ اسے کیا اگر ٹھیک نہ بھی ہو تو۔

شام کے وقت وہ سمیع کے آفس میں داخل ہوئی ۔ ریسپشن پر اس کے آنے کی اطلاع پہلے ہی دی جا چکی تھی ۔ وہ اپنے مطلوبہ فلور پر پہنچی تو وہاں سمیع اسی کے انتظار میں چکر کاٹ رہا تھا۔ اسے دیکھتے تیزی سے اس تک آیا ۔۔

" گھنٹہ پہلے تم نے کہا تھا کہ بس پہنچ گئی ہوں۔ "

" ہاں تو۔ اپنے بھی سو کام ہیں میرے ۔ اور شکر کرو میں آگئی ہوں۔" اس کے انداز میں بیزاری تھی۔ سمیع نے مشکل سے ضبط کیا۔

" پلیز۔ " سمیع نے بازو لمبا کرتے اسے راہداری میں اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ وہ اسے ساتھ لیے باس کے آفس کی طرف بڑھا۔ ہلکی دستک دیتے وہ اندر داخل ہوئے ۔

باس کی کرسی کا رخ دوسری طرف تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی انھوں نے کرسی گھمائی اور سمیع اور اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ دونوں آگے آئے تو انھوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دونوں ٹیبل کے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھے۔

" سمیع نے بتایا کہ تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو۔"

انھوں نے آرام دہ انداز میں پاؤر چئیر کی پشت سے ٹیک لگاتے بات کا آغاز کیا ۔ شام کی سنہری دھوپ ان کے پیچھے گلاس وال سے اندر گر رہی تھی۔

اس نے تعجب سے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے سمیع کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں کوئی التجا تھی اور وہ یقیناً اس کی کوئی بھی التجا نہیں سننے والی تھی ۔ اس نے گردن واپس سامنے موڑی۔

" سمیع نے کہا آپ میری ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ "

سمیع نے آنکھیں میچی ۔ باس نے اب کہ اوبرو اٹھا کر سمیع کو دیکھا۔ ان کے مینجر کا چہرہ کوئی اور داستان سنا رہا تھا۔

" سمیع نے کہا کہ تم میرا کام کرو گی ۔"

انھوں نے ایک بار پھر سمیع کا نام لینا ضروری سمجھا ۔

" اور ایک بڑا سا انکار میں پہلے ہی سمیع صاحب کو پیش کر چکی ہوں ۔"

ان دونوں کی گفتگو میں سمیع کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ اسے مکمل رضامندی کے بغیر اس لڑکی کو یہاں نہیں بلانا چاہیے تھا۔

NOVEL HUT

انھوں نے کچھ پل کے لیے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔ اس کے چھوٹے بال اونچی پونی میں بندھے تھے ۔ سنہری سی آنکھوں والی وہ ایک کم عمر لڑکی تھی ۔

" کیا آپ کے آفس میں کھانے پینے کا پوچھنے کا رواج نہیں ہے ؟ "

اس نے ایک طائرانہ نظر سارے آفس میں دوڑاتے اپنے مطلب کا سوال کیا تھا۔ وہ کام میں مصروف لنچ نہیں کر سکی تھی اور پھر سیدھا یہاں آگئی تھی۔

سمیع کا دل کیا کہیں جا کر اپنا منہ چھپا کر بیٹھ جائے۔ بات کیا ہو رہی تھی اور اس لڑکی کو کھانے پینے کی پڑی تھی۔

"تم کس زعم میں مجھے انکار کر رہی ہو؟" انھوں نے سوال کیا۔

"اور آپ کس برم میں مجھ سے یہ امید رکھ رہے ہیں کہ میں یہ کام کروں گی؟" اس نے بھی دوبدو سوال کیا۔

"وجہ؟"

"خاصی تفصیلی وجہ آپ کے مینجر کو بتا چکی ہوں۔"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔ کھوجتی نظروں سے۔ جیسے اسے پڑھ لینا چاہتے ہوں۔

NOVEL HUT

"تو یہ کہ عابد صاحب ۔۔! ! ! "

اب کہ اس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر کچھ محظوظ کن تاثر ابھرا، وہی جو اس کا خاصہ تھا۔

"جب سمیع صاحب نے مجھے بار بار انسسٹ کیا یہ کام کرنے کے لیے تو میں بھی مجبور ہو گئی یہ سوچنے پر کہ اتنی بڑی کمپنی چلانے والے آدمی کو بھلا کیا ضرورت چوری کرنے کی؟ تب میں نے تھوڑی سی ری سرچ کی آپ پر۔"

اس نے انگھوٹے اور ایک انگلی کو پاس لاتے تھوڑی کو لمبا کیا۔

"بتا چلا کہ آپ تو اپنے ہی بھتیجے پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ بھیتجا بھی وہ جس کو پال پوس کر بڑا بھی آپ ہی نے کیا ہے اور بھیتجا عزت الگ کرتا ہے آپ کی اور جان الگ دیتا ہے۔ یہ جان کر مجھے واقعی حیرت ہوئی اور پھر اسی حیرت کو کم کرنے کے لیے میں آپ سے ملنے آگئی۔"

اس نے ایسے سب بیان کیا جیسے کسی ڈرامے کا سب سے دلچسپ سین بیان کر رہی ہو۔ ایکسائیٹڈ سی پرجوش ہو کر۔

" ویسے ایسا کیا ہوا ہے کہ آپ اپنے ہی بھتیجے کو برباد کرنے پر تلے ہیں؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے بغور انہیں جانچنا چاہا۔ وہ بے تاثر بیٹھے رہے ۔

اسے مایوسی ہوئی ۔ یعنی سامنے بیٹھا بڈھا اسے کچھ نہیں بتانے والا۔

" اوکے نہیں بتانا تو مت بتائیں ۔ بس آئیندہ مجھے اس سب میں گھسیٹنے کی کوشش مت کیجیے گا کیونکہ میرے انکار کا مطلب انکار ہی ہوتا ہے۔ "

وہ اٹھی اور کرسی پیچھے کرتے دروازے کی طرف بڑھی ۔بیچ میں رک کر واپس ایڑھیوں کے بل گھومی۔ اس کی اونچی پونی یہاں وہاں جھول رہی تھی ۔

" اور ہاں دوسروں کی محنت پر ڈاکے ڈالنے سے بہتر ہے کہ خود کام کرنا سیکھیں ۔ اور اگر کام نہیں ہو رہا تو کمپنی کو بند کر دیں نا کہ ایسی نیچ حرکتیں کریں ۔ کچھ خدا کا خوف کریں یار ویسے بھی عمر اب آپ کی کافی زیادہ ہو چکی ہے ۔ "

پاور چئیر پر بیٹھے عابد علوی نے گردن موڑ کر اس مشورہ دیتی لڑکی کو دیکھا۔ اس کے خلوص پر کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا۔ سمیع کی ہمت نہیں ہو سکی کہ وہ گردن اٹھائے ۔ اس لڑکی کی زبان کے آگے خندق تھی ۔ اور یہ خندق حس کم جہاں پاک کے جملے پر عمل کرتی تھی۔ وہ پلٹی دو قدم لیے، پھر کچھ یاد آتے رکی اور واپس مڑی۔

NOVEL HUT

"اور آپ ایک برے مہمان نواز ہیں میں یہ یاد رکھوں گی۔ "

یہ سب سے ضروری بات تھی جو کہتی وہ بلآخر آفس سے باہر نکل گئی۔

سمیع کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔ کیا بلا تھی یہ عورت۔

عابد کے پوچھنے پر اس نے کہہ دیا تھا کہ اس نے ہیکر ڈھونڈ لیا ہے اور وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ اسے لگا تھا کہ عابد سے بات کرنے کے بعد وہ خود ہی قائل ہو جائے گی اور کام کر دے گی۔ آخر اس کے باس کا بھی کوئی رعب کوئی پرسنلٹی تھی۔ مگر یہاں تو گنگا ہی الٹی سمت بہتی چلی گئی تھی۔

اب اس شاندار آفس میں اے سی کے باجود اس کو پسینہ آ رہا تھا۔ سارے میں پرنٹر کی مہک پھیلی تھی جو اسے اس وقت کافور کی لگ رہی تھی۔ یہ اس نے کیا کیا تھا؟ اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی ماری تھی۔ کاش وہ لالچ نہ دکھاتا تو شاید اپنی اتنی اچھی نوکری سے ہاتھ نہ دھو بیٹھتا۔ مگر یہ سب اس کے اپنے خیالات تھے۔ اس نے نظر اٹھا کر پاور چیئر پر اپنے باس کو دیکھا۔ وہ ابھی بھی اس دروازے کو دیکھ رہے تھے جو کچھ دیر پہلے بند ہوا تھا۔ اس نے ہی بات کرنے میں پہل کی شاید وہ اسے معاف کر دیں۔

" سر۔ "

" تم جانتے ہو سمیع مجھے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور یوں تذلیل سے انکار تو بالکل بھی نہیں ۔ " انہوں نے اپنی بے تاثر نگاہیں پھیر کر سامنے بیٹھے اپنے مینجر کو دیکھا جس کا سر جھک گیا تھا اور چہرہ سفید ہو رہا تھا۔

" ای ایم سوری سر۔یہ میری غلطی ہے ۔مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا۔۔۔۔ای ایم سوری ۔"

" تم نے غلط نہیں کیا سمیع ۔" اس نے چونک کر سر اُٹھایا ۔ " اس نے غلط کیا اور اب وہی اس کو ٹھیک بھی کرے۔ "

" مگر کیسے ؟ "

NOVEL HUT

" میرا کام اب اسی کو کرنا ہو گا ۔ کیسے ؟ یہ تمھاری ذمہ داری ہے اور اگر اس نے نہ کیا تو اپنا ریزیگنیشن لیٹر میرے ٹیبل تک پہنچا دینا ۔ " اب وہ صحیح معنوں میں پھنسا تھا ۔ اس کو اب اس ہوا دار آفس میں گھٹن ہونے لگی تھی ۔

" مگر سر اس کا انکار کبھی نہیں بدلتا ۔ میں یہ کیسے ۔۔۔" انھوں نے ایک افسوس بھری نگاہ سے اپنے اس مینجر کو دیکھا ۔

" اسے مجبور کرو ۔ "

" کیسے ؟" سمیع نے نا سمجھی سے سوال کیا ۔

" رمزے کو مجبور کرو ۔ 'رمزے رمیز' یہی نام ہے نا اس لڑکی کا یعنی تمھاری بیوی کا ۔ "

اس کے باس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ۔ محظوظ مسکراہٹ ۔ وہ اسے کچھ کہہ رہے تھے اور وہ ساکت بیٹھا انہیں سن رہا تھا ۔

" اپنی بیوی کو استعمال کرو سمیع اس کی بہن کے خلاف ۔ اپنی بیوی سے کہو یا اسے مجبور کرو کہ وہ اپنی بہن کو راضی کرے۔ ۔ تمھاری بیوی اپنی بہن کے بارے میں کچھ تو جانتی ہو گی جس سے وہ مجبور ہو سکے۔ اس کا کوئی ویک پوائنٹ۔مجھے ہر حال میں اب یہی لڑکی چاہیے ورنہ تمھارا ریزیگینشن لیٹر۔مجھے انکار سننے کی عادت نہیں ہے سمیع ۔ امید ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے۔ "

انھوں نے سرد بے تاثر آواز میں حکم دیتے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ کیا مصیبت آن پڑی تھی جو اس نے اس بڈھے کو بتایا تھا کہ وہ ہیکر سمیع کی سالی ہے ۔ وہ مرے قدموں سے دروازے کے طرف بڑھا۔

" نام کیا ہے اس لڑکی کا؟" دروازہ کھولتا اس کا ہاتھ تھما۔ اس نے گردن موڑ کر عابد کو دیکھا وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے ۔

" الف صُلافہ ۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ سال پہلے:

لاؤنج میں بیٹھی کتاب پڑھتی آزیہ چونکی۔ جس رفتار سے باہر والا گیٹ کھلا اور بند ہوا تھا یہ صرف ایک انسان کی آمد کا پتہ دیتا تھا۔ ایک وہی تو تھی جو بے دھڑک ان کے گھر میں داخل ہو جاتی تھی ۔ اب کہ لاؤنج کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی ۔ چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔ وہ آزیہ کی ویل چیئر کے سامنے کھڑکی کے نیچے رکھے سبز لمبے صوفے پر لیٹ گئی ۔ ایک ٹانگ نیچے لٹک رہی تھی ۔ سورج کی روشنی کھڑکی سے اندر اس کے چہرے پر گر رہی تھی ۔ اس نے ایک کشن اٹھا کر منہ پر رکھ لیا۔

" الف ۔۔ "

آزیہ نے پکارا مگر جواب ندارد۔ آزیہ بھی دوبارہ کتاب میں منہمک ہو گئی ۔ جانتی تھی کہ جب دل کرے گا خود ہی بولنا شروع کر دے گی۔ تھوری دیر بعد پھر گیٹ کھلا اور کوئی اندر آیا ۔ اب کی بار آنے والی رمزے تھی ۔

" السلام علیکم آزیہ ۔ کیسی ہیں ؟ " رمزے آتے آزیہ کے پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی ۔

" میں تو ٹھیک ہوں مگر کسی اور کے حالات ٹھیک نہیں لگ رہے ۔ " انھوں نے الف کو دیکھتے کہا۔

" اس کے حالات آپ ہی ٹھیک کر سکتی ہیں آزیہ ۔"

الف ویسے ہی لیٹی رہی جیسے وہ تو یہاں ہے ہی نہیں ۔

" کیا ہوا ہے ؟ " آزیہ فکر مند ہوئیں ۔

" الف نے مجھے تنگ کر کے رکھ دیا ہے ۔یہ چاہتی ہے میں سمیع سے شادی نہ کروں۔ "

" میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ۔ " گدی کے نیچے سے الف کی احتجاجی آواز ابھری ۔

" آزیہ ۔مجھے سمجھ ہی نہیں آرہا یہ کیا چاہتی ہے ۔ میرے پاس سب سے قریبی رشتہ اسی کا ہے اور یہ ایسے کرے گی تو میں کیسے کوئی نیا رشتہ بنا سکوں گی۔ "

زمرے کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی ۔ آزیہ نے اس کا ہاتھ تھپتھپایہ اور آنکھوں سے تسلی دی۔

" الف۔۔" جواب ندارد۔

NOVEL HUT

" الف۔۔ میں کہہ رہی ہوں اٹھو اور میری بات سنو۔" اب کی بار آزیہ نے لہجے کو سخت کیا۔ الف بے دلی سے اٹھ بیٹھی ۔ دونوں ہاتھ سر پر پھیرتے بکھرے بال سمیٹے ۔ دھوپ اب اس کے آدھے حصے کو روشن کر رہی تھی ۔

" اب بولو کیا مسئلہ ہے ۔ "

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ " انداز نروٹھا تھا۔

" الف ۔۔۔ "

" اچھا یار۔۔ " اس نے جیسے یکدم سارے ہتھیار ڈال دیے ۔

" میں رمزے کو شادی سے منع نہیں کر رہی بلکہ اتنے جلدی شادی سے منع کر رہی ہوں۔ یعنی یہ اس آدمی کو ابھی جانتی ہی کتنا ہے جو اس سے شادی کرنے چل پڑی ہے ۔"

" آزیہ دیکھیں اسے ۔۔میں۔۔" آزیہ نے رمزے کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ عرصہ پہلے یہ اس سے ملی ہے اور اتنے جلدی شادی کا فیصلہ کر لیا۔ سوچیں اگر وہ شادی کے بعد ایسا نہ نکلا جیسا ابھی ہے تو۔ کتنی مشکلات اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اسے۔اس لیے میں چاہتی ہوں کچھ اور وقت لیکر اس کو اچھے سے جان کر پھر شادی کا فیصلہ کرے۔"

"تم شادی کو کیا سمجھتی ہو الف؟"

الف نے چہرہ اٹھا کر نا سمجھی سے انھیں دیکھا۔پھر واپس آنکھوں میں خفگی سمیٹتے چہرہ جھکا لیا۔

"میں کچھ نہیں سمجھتی۔"

"تم لوگوں کی جنریشن شادی کو ایک فینٹسی سمجھ رہی ہے جس میں داخل ہوں گے تو پرستان کی سی زندگی ہو گی۔ ہواؤں میں رنگین بلبلے اڑ رہے ہوں گے۔ قدموں میں پھول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہوتا الف۔ آپ کسی کو کتنا بھی اچھے

سے جان لیں شادی میں آپس اینڈ ڈاؤنز آجاتے ہیں کیونکہ دو مختلف لوگ ایک ساتھ رہ رہے ہوتے ہیں ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شادی بری ہے یا آپ اس ڈر سے شادی ہی نہ کریں۔ شادی دو انتہاؤں کے درمیان خود کو معتدل رکھنے کا نام ہے ۔ ایک انتہا یہ کہ کوئی آپ کے ساتھ کیسا بھی سلوک کرے مارے پیٹے ، گالیاں بکے آپ نے اسی کے ساتھ گزارا کرنا ہے ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دونوں فریقین کی اس رشتے میں برابر عزت ہے ۔ اور دوسری انتہا یہ کہ زرا سی ، معمولی سی ان بن پر آپ رشتہ ختم کرنے کے درپر آجائیں ۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے ۔ آپ ان دو انتہاؤں کے درمیان معتدل رہنا ہوتا ہے ۔ اگر کوئی اونچ نیچ ہو گئی ہے تو اس کو ان دو لوگوں نے مل کر سلجھانا ہوتا ہے ۔ ایک ساتھ ۔ میری شادی کو دیکھ لو۔ میری طلاق ہوئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میری شادی بری تھی ۔ میری شادی بہت اچھی تھی الف ۔ میں اصغر کو اچھے سے جانتی تھی اور اصغر مجھے ۔ ہماری ان بن

ہوتی تھی لیکن ہم خوش تھے ۔ ہم سلجھا لیتے تھے ۔ پھر میرے ایکسڈنٹ میری معذوری کے بعد سب بدل گیا۔ میرا شوہر اب میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تھا۔وہ غلط نہیں تھا۔ اس کی بھی زندگی تھی ۔اس نے اپنے لیے فیصلہ لینا تھا۔ اس نے لیا۔ ہم الگ ہو گئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میری شادی بری تھی ۔ وہ حالات برے تھے۔ مجھے اس کا دکھ ضرور ہے کہ اس نے برے وقت میں مجھے چھوڑ دیا مگر اصغر اس سے پہلے میرے ساتھ ہمیشہ اچھا رہا تھا ۔ اس لیے رمزے کو اپنے لیے فیصلہ لینے دو۔ اسے خود میں مت الجھاؤ ۔ اس کی پریشانیوں ، اس کے چیلنجیز کو اسے خود فیس کرنے دو۔ اور شادی کو فینٹسی سمجھنا بند کرو۔ یہ سوچنا چھوڑ دو کہ فینٹسی نہ ہوئی تو کیا ہو گا۔"

وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے انھیں سن رہی تھی ۔

" میں شادی کو فینٹسی نہیں سمجھ رہی۔" تھوڑی دیر بعد اس کی ہلکی سی آواز ابھری ۔ اس کا ایک حصہ اب بھی روشن اور ایک سیاہ تھا۔

" میں بس چاہتی ہوں کہ یہ ٹریجڈی نہ ہو۔ "

آزیہ اور رمزے کچھ دیر کے لیے لاجواب ہوئیں ۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ کیوں شادی کو ٹریجڈی کہہ رہی ہے ۔ رمیز اور ثوبیہ کی شادی بری تھی ۔ رمزے نے ایک عرصہ اپنے باپ کے ساتھ اچھا وقت بھی گزارا تھا مگر الف ، اس نے اپنے ماں باپ کا صرف اور صرف ایک تلخ رشتہ دیکھا تھا۔ اور وہ اس تلخ رشتے سے اپنی شخصیت کے ایک حصے کو مسخ ہونے سے بچا نہیں سکی تھی ۔ گھر کا تلخ ماحول ایک بچے کے ذہن میں توڑ پھوڑ ضرور مچاتا ہے ۔ اور پھر یہ توڑ پھوڑ اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہے ۔ اس کی شخصیت کا کوئی نا کوئی پہلو

مسخ ہو جاتا ہے ۔ کچھ بچے تلخ ہو جاتے ہیں اور کچھ فرار اپناتے ہیں ۔ الف تلخ تھی اور فرار اس نے آزیہ کے گھر میں ڈھونڈا تھا۔

" اینڈ آی ایم سوری رمزے ۔ تم جو فیصلہ لوگی میں تمھارے ساتھ ہوں۔ "

سر اٹھا کر رمزے کو دیکھ کر وہ مسکرائی ۔ رمزے بھی مسکرائی اور تشکر سے آزیہ کو دیکھا۔ مگر آزیہ الف کو دیکھ رہی تھی ۔ آیا اس کے دماغ میں واقعی کوئی بات گئی ہے یا صرف اوپر اوپر سے وہ رمزے کے لیے مسکرائی ہے ۔ جو بھی تھا اسے اپنے تاثرات پر اچھا خاصہ قابو حاصل تھا۔

دروازہ کھلا اور اسلام صاحب اندر داخل ہوئے ۔

" واہ آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں وہ بھی اتنے دنوں بعد۔" انھوں نے الف کو دیکھتے کہا اور آگے آتے آزیہ اور رمزے کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئے ۔ وہ سفید بالوں اور سانولی رنگت کے نفیس سے بزرگ تھے۔

" افف اسلام انکل آپ نہیں جانتے میں نے آپ کو کتنا مس کیا ہے ۔ اس گھر میں صرف آپ ہی مجھے پسند ہیں ۔ "

" اللہ خیر ۔ آج تو میرے اردگرد شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں کہیں میں ڈوب نہ جاؤں ۔" انھوں نے مسکراہٹ دبائی ۔ الف نے خفگی سے انھیں دیکھا ۔ وہ ہنس دیے ۔

" میں چلی جاؤں گی ۔ " دھمکی دی گئی ۔

" اللہ ۔ مجھے بوڑھے کی جان پر اتنا ظلم نہ کرنا ۔ "

انھوں نے مصنوعی بے چارگی سے کہا اور مسکراہٹ روکی ۔ الف خفا سی سینے پر بازو لپیٹے صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ۔ اب وہ جانتی تھی کہ اسلام انکل اسے ضرور منائیں گے ۔ وہ انہیں عزیز تھی ۔ یہ گھر الف کے لیے واقعی

ایک گھر جیسا تھا جہاں سکون تھا۔ جہاں لوگ اچھے تھے ۔ جہاں وہ خوش رہتی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رمزے آئینے کے سامنے اپنی شادی کے سفید لباس کو اپنے ساتھ لگائے کھڑی تھی ۔ اس نے آئینے میں نظر آتے الف کے عکس کو دیکھا۔ وہ بیڈ پر ترچھی لیٹی فون پر مصروف تھی ۔ رمزے نے لباس ایک طرف رکھا اور اس کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھی ۔

" الف ۔۔" رمزے نے پکارا

" ہوں ۔۔۔ "

NOVEL HUT

"میں تمھارے لیے پریشان ہوں۔" الف نے فون سے نظریں ہٹا کر رمزے کو دیکھا۔ فون بند کیا اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"کیوں؟ کیوں پریشان ہو؟"

"میں جانتی ہوں تم یہاں خوش نہیں رہو گی۔"

وہ کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے بابا کے ساتھ ان کے گھر آئیں تھیں اور رمزے اچھے سے جانتی تھی کہ الف کو یہ گھر قید خانے سے زیادہ کچھ نہیں لگتا۔

"تو اس کا تمھارے پاس کیا حل ہے؟"

الف نے کہنی گھٹنے پر رکھ کر ہتھیلی پر چہرہ گرایا۔

"یہی تو سمجھ نہیں آ رہا۔ کوئی حل نہیں میرے پاس۔ میں شادی کے بعد پاکستان چلی جاؤں گی اور مجھے تمھاری فکر کھاتی رہے گی۔"

"یار تم ایسے فکر کر رہی ہو جیسے میں باڈر پر جنگ لڑ رہی ہوں ۔ کچھ نہیں ہوتا تم چِل کرو۔ اپنی شادی انجوائے کرو۔پریشان مت ہو۔ پریشانی سے منہ پر جھریاں آگئی تو سمیع کہے کہ ایک بوڑھی عورت کو میرے پلے باندھ دیا ان لوگوں نے ۔ "

وہ آخر میں شرارت سے کہتی واپس لیٹ گئی ۔ رمزے جانتی تھی اسے اگر کوئی پریشانی ہو بھی تو اسے نہیں بتائے گی۔ الف کبھی کچھ نہیں بتایا کرتی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر اٹھی اور الماری کھولی۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ الف کی آواز ابھری ۔

NOVEL HUT

" رمزے ۔۔۔" رمزے نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بیڈ پر ہی دوبارہ اٹھ بیٹھی تھی ۔

"مجھے پاکستان کی سکالرشپ مل گئی ہے ۔ "

رمزے کو کچھ وقت لگا اس کی بات پروسس کرنے میں اور جب سمجھ آئی بے یقینی اور حیرت سے اپنی اس چھوٹی بہن کو دیکھا۔ وہ آگے آئی اور تکیہ اٹھا کر الف کو مارا اور پے درپے مارتی گئی ۔

" تم ۔۔ تم کس قدر گھٹیا ہو الف۔ میں کب سے تمھاری پریشانی میں گھلے جا رہی ہوں اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔ "

الف ہنستی جا رہی تھی ۔

" اوکے سوری سوری۔ "

الف نے ہاتھ کھڑے کیے ۔ رمزے اس کے پاس بیٹھی ۔

"تو کب آ رہی ہو پاکستان ؟" رمزے کا موڈ خوشگوار ہو چکا تھا۔

" تمھاری شادی کے ایک ماہ بعد ۔۔ "

" گڈ۔۔ تم پہلے بتا دیتی تو میں اتنی پریشان نہ ہوتی ۔ "

" شکر کرو ابھی بھی بتا رہی ہوں ورنہ پہلے میرا پلان تو تمھیں پاکستان آکر سرپرائز دینے کا تھا۔ "

"بتاتی میں تمھیں اگر تم ایسا کرتی تو۔۔" الف کو آنکھیں دکھاتی رمزے دوبارہ اٹھی اور آئینے کہ سامنے کھڑی ہو گئی ۔ الف بیڈ پر لیٹتے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

"کیا تمھیں واقعی سمیع سے محبت ہے ؟" رمزے نے آئینے میں ہی اس کے عکس کو دیکھا۔

"ہاں ۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ "

" ایسے ہی ۔ ویسے محبت مجھے اس دنیا کا سب سے بے وقوفانہ عمل لگتا ہے جوکہ ایک انسان کر سکتا ہے ۔ "

NOVEL HUT

" محبت ایک خوبصورت جذبہ ہے ۔ یہ انسانوں کو جوڑتا ہے ۔ اس کا مل جانا بہاروں جیسا ہے ۔ " رمزے نے آئینے میں ہی الف کے منہ کے بگڑتے زاویے دیکھے۔

" انسانوں کو تو ہمدردی بھی جوڑتی ہے ، انسانیت بھی جوڑتی ہے ۔ اور جسے تم بہار کہہ رہی ہو نا یہ مل جائے تو آسمان کا ستارہ نہیں تو زمین کی خاک۔ بھائی بڑا رسک اور خواری ہے اس جذبے میں۔ اس سے اچھی ہمدردی صحیح ۔ "

" ہمدردی میں شادی نہیں کی جاتی الف۔ "

" واٹ ایور۔ "

رمزے نے تاسف سے پیچھے لیٹی لڑکی کو دیکھا۔ اس کے ان روشن خیالات سے وہ بے خبر نہیں تھی ۔

NOVEL HUT

" ویسے تمھارے دیور نے مجھے پروپوز کیا ہے ۔ " اس کی اتنی نارمل آواز پر رمزے جھٹکے سے پیچھے مڑی۔ بے یقینی سے الف کو دیکھا۔ رمزے کو اردگرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دیں۔

" سر۔۔سرمد نے ؟ "

" ہاں اسی سرمد نے ۔ " اس نے منہ کے زاویے ٹیڑھے کیے ۔ رمزے بیڈ کے قریب آکر کھڑی ہو گئی ۔

" یا للہ الف تم نے تو کچھ نہیں کیا نا؟ اللہ ۔۔ کہیں تم نے اس کا سر تو نہیں پھاڑ دیا ؟ الف سچ بتانا۔ " رمزے نے کسی خوف کے پیشِ نظر کہا۔ وہ اپنی بہن کو جانتی تھی ۔

" اوہو۔۔ نہیں کیا میں نے کچھ ۔ باراز میں تھے ہم تو بس میں نے بہت عزت سے اسے انکار کر دیا۔"

عزت اور الف دو الگ الگ چیزیں تھیں ۔ ایسی چیزیں جن کا آپس میں دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ اپنی بہن کی زبان کو جانتی تھی ۔ وہ کسی کی بھی عزت دو کوڑی کی کرنے میں ایک منٹ نہیں لگاتی۔ رمزے کچھ دیر مشکوک نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر کچھ ریلیکس ہو کر واپس آئینے کی طرف مڑ گئی ۔ رمزے نے اس پر یقین کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور غلط کیا تھا ۔ اس کی بہن اپنی زبان کے جوہر دکھا چکی تھی ۔

رمزے کی شادی کے ایک ماہ بعد وہ واقعی پاکستان میں تھی ۔ رمزے چاہتی تھی وہ اس کے پاس رہے مگر الف منع کر چکی تھی ۔ وہ ہاسٹل میں رہتی تھی ۔ وہ ایک فری لانسر تھی اور ہیکر بھی۔ ڈارک ویب پر اولاف (Olaf) نام سے وہ جانی جاتی تھی ۔ کسی بھی ایپ پر کوئی بھی اکاؤنٹ ہیک کرنا ہو تو لوگ

جانتے تھے کہ کس کے پاس جانا ہے اور اِس سب سے اتنے پیسے ضرور اس کے پاس آجاتے تھے جس سے وہ اپنے خرچے پورے کر سکے ۔ اسی طرح اچھا وقت گزارتا گیا اور وہ وقت آیا جب سمیع ظاہر کی لالچ نے اس کی زندگی کو ایک الگ راستے پر ڈالا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الف ایڈمن آفس کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی اور مطلوبہ ڈیسک تک گئی جہاں اسے بلایا گیا تھا۔ اس کے آنے پر کرسی پر بیٹھے ادھیڑ عمر آدمی نے سر اٹھایا اور سامنے گردن تک کٹے چھوٹے بالوں والی لڑکی کو دیکھا۔

" الف صُلافہ ؟ " اس آدمی نے تصدیق چاہی ۔

"جی سر۔۔"

" آپ کی سمسٹر فریز کی درخواست قبول کی جا چکی ہے ۔" یہ الفاظ تھے کہ کیا۔ بے یقینی سے الف کا منہ کھلا۔ آمبر آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔

" سمسٹر فریز ؟" اس نے الفاظ دہرائے ۔

" جی وہ درخواست جو ' آپ ' نے دی تھی منظور ہو چکی ہے ۔ "

" پر میں نے ایسی کوئی درخواست نہیں دی ۔"

سرسراتے الفاظ اس کے حلق سے برآمد ہوئے ۔

ایڈمن کا وہ آدمی گردن اٹھائے کچھ دیر اس لڑکی کو دیکھتا رہا۔ پھر ٹیبل پر جھک کر ایک چھوٹے سفید کاغذ پر کچھ لفظ گھسیٹے اور کاغذ الف کی طرف سرکا دیا۔ الف نے کاغذ اٹھا کر نظروں کے سامنے کیا اور پھر ماتھے کے تمام بل ایک ایک کر کے ختم ہوتے گئے ۔

عابد علوی۔۔۔اس کے کہنے پر یہ کیا گیا تھا اور اس نے ہی الف کو یہ پیغام بھی دیا تھا۔ الف نے ایک نظر ڈیسک کے پار بیٹھے آدمی کو دیکھا اور پھر کاغذ مٹھی میں دباتی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ یہ کیا مصیبت تھی ۔ کیا دنیا میں ہیکر ختم ہو چکے تھے جو وہ الف کے پیچھے پڑا تھا۔

وہ ایک بار پھر اس آدمی کے آفس میں تھی۔ اس کے جبڑے تنے ہوئے تھے ۔ اس نے وہ مڑا تڑا کاغذ میز کی دوسری طرف بیٹھے آدمی کی طرف اچھالا۔

"کیوں کیا آپ نے یہ؟"

عابد مسکرائے ۔ الف کو وہ زہر لگے ۔

"تاکہ تم میرا کام کرنے کے لیے فری ہو سکو۔"

الف کچھ دیر دانت پر دانت جمائے کھڑی رہی۔

"پتہ ہے کیا۔۔۔" اس نے ایک ہاتھ میز پر رکھا اور جھکی۔

"آپ ایک نارسسٹ ہیں ۔ ایک سائیکوپیتھ ۔ آپ نے میرے انکار کو انا کا مسئلہ بنا کر یہ سب کیا تاکہ میں گھٹنے ٹیک سکوں ورنہ کیا دنیا میں اور ہیکر نہیں ہیں ؟ اور اس سے مجھے میرے پرانے سوال کا جواب بھی مل گیا کہ آپ کیوں فاطق حجاج کو برباد کرنا چاہتے ہیں ؟ جانتے ہیں جواب کیا ہے ؟"

وہ ایک پل کو رکی۔

"آپ ایک غریب سے ایمپلائے تھے اور آپ کا کزن ایک انٹرپرائز کا مالک ایک امیر آدمی ۔ آپ حسد رکھتے تھے اس سے ۔ آپ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے نہ اس کے کندھے کے برابر آسکتے تھے ۔ پھر ۔۔ پھر کیا ہوا؟ آپ کا وہ کزن مر گیا اور اس کا بیٹا آپ کی سرپرستی میں آگیا ۔ اس کے دولت بھی ۔ آپ نے ایک کمپنی کھڑی کی اور یقیناً یہ کمپنی فاطق حجاج کے باپ کے پیسوں سے کھڑی ہوئی ہے کیونکہ کوئی پوچھنے والا تو تھا نہیں ۔ بیٹا تو چھوٹا تھا نا ان کا ۔

پھر وہ بیٹا بڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے باپ کی کمپنی سنبھالی اور پھر اس ڈوبتی کمپنی کو جسے 'آپ' نے برباد کیا اسے آسمان پر لے گیا۔ اب آپ اس کزن کے بیٹے کو برباد کرنا چاہتے ہیں، اس کو گرانا چاہتے ہیں۔ جو کام آپ اپنے کزن کے ساتھ نہیں کر پائے اس کے بیٹے کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آپ کو سکون دے گا۔ آپ کو اس سے خوشی ہو گی۔ اور میرا مشورہ ہے عابد صاحب کہ کسی سائیکیٹرسٹ سے رابطہ کریں کیونکہ آپ ذہنی بیمار ہیں۔ کیسی لگی میری ریسرچ عابد صاحب؟"

واپس سیدھا ہوتے بازو سینے پر لپیٹ کر اس نے آخر میں سوال کیا ایسے جیسے داد چاہی ہو۔ اس کی آنکھوں سے نکلتے نفرت کے شعلے بھسم کر دینے والے تھے۔

عابد مٹھیاں بھینچے اسے سنتے رہے ۔ اس لڑکی کا تجزیہ تھا یا ریسرچ ، یقیناً بہت اچھا تھا۔ سورج کی روشنی ان کے پیچھے سے الف پر گر رہی تھی ۔ وہ سیاہ نظر آرہے تھے ۔ بے حد سیاہ۔ اور پھر جب وہ بولے تو ان کی آواز بے تاثر تھی۔

"ہاں میں اسے گراؤں گا اور یہ کرنے میں تم میری مدد کرو گی۔"

الف استہزاء سے ہنسی۔

"بھول ہے آپ کی عابد صاحب ۔" اس نے لفظ چباتے ہوئے ادا کیے ۔

"میری بات مان لو لڑکی فائدہ تمھارا ہی ہے اس میں ۔"

"آپ میری بات مان لیں اور میرے راستے میں مت آئیں ۔"

"مجھے مجبور مت کرو کہ تمھارے خلاف کوئی سخت قدم اٹھاؤں۔"

"پتا ہے کیا عابد صاحب۔"

وہ دوبارہ ہتھیلی میز پر رکھ کر جھکی۔ جھکنے سے بال دونوں اطراف میں کندھے سے پھسلتے چہرے کے گرد گرے۔

" میں آپ کا کام کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی کیونکہ پیسہ میری اولین محبت ہے ۔ بھلا ایک پروجیکٹ سے اس بڑے سے آدمی کو کتنا نقصان ہوگا۔ اور اس کے سسٹم میں گھسنا ، تھوڑی سی چھیڑ چھاڑ کرنا میری لیے کوئی بڑی بات نہیں ۔ لیکن آپ نے سب خراب کر دیا۔ آپ کو میری ذاتیات میں نہیں گھسنا چاہیے تھا۔ اب آپ مجھ سے کبھی وہ کام نہیں کروا سکیں گے جو آپ چاہتے ہیں۔ "

NOVEL HUT

وہ سیدھی ہوئی ۔ بال پیچھے کرنے کی کوئی زحمت نہیں کی ۔

" اور میں کسی اچھے سائیکیٹرسٹ کا نمبر سمیع کو دے دوں گی۔ وہ آپ تک پہنچا دے گا۔ ضرور ملیے گا اس سے۔ "

وہ پلٹی اور ٹھاہ سے دروازہ بند کرتی چلی گئی مگر ابھی الف صُلافہ نہیں جانتی تھی اسے واپس یہیں پر آنا ہے۔

عابد علوی اٹھے اور گلاس وال کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ہاتھ کمر پر بندھے تھے۔ گردن اٹھی تھی اور آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔

وہ لڑکی ٹھیک کہہ کر گئی تھی۔ فاطق کو گرا ہوا دیکھ کر انہیں خوشی ہو گی۔ ان کی انا کو تسکین ملے گی جو فاطق کے باپ کی وجہ سے مجروح ہوتی رہی ہے۔ انہیں وہ ہر لمحہ یاد تھا جب انھوں نے فاطق کو کمتر محسوس کروایا تھا ویسے ہی جیسے حجاج کے سامنے انہیں کروایا جاتا تھا۔ انھوں نے اس چھوٹے بچے کو اپنے احسانوں کا غلام بنا دیا تھا۔ وہ اب ان کے سامنے نہیں اٹھ سکتا تھا۔ وہ جو کہیں وہ مانتا تھا۔ انھیں اچھے سے یاد تھا فاطق کی بک پبلشنگ کے وقت وہ کتنا خوش تھا مگر عابد نے اس سے وہ خوشی چھینی تھی۔ فاطق کا تاریک ہوتا

چہرہ انھیں سکون دے گیا تھا۔ مگر جب سے فاطق نے بزنس سنبھالا تھا اور الگ ہو کر اپنے پینٹ ہاؤس میں رہنے لگا تھا انھیں لگ رہا تھا کہ وہ ان سے آزاد ہو رہا ہے اور وہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دینا چاہتے تھے ۔ وہ تو سمجھ رہے تھے وہ بزنس ڈوب جائے گا مگر فاطق حجاج اسے دوبارہ کھڑا کر چکا تھا۔ اب ان کے پاس پلین تھا فاطق کو گرانے کا۔ وہ اس پر پراجیکٹ چوری کا الزام لگا کر اسے بدنام کریں گے ملکی اور غیر ملکی دونوں لوگوں کے سامنے ۔ اور پھر معاف کر کے ایک اور احسان ۔ اور ماہین کا گھر دوبارہ بسانے کے لیے فاطق سے بہتر کون ہو سکتا ہے اور ان کے اس سارے پلین کو کامیاب اب الف صُلافہ بنائے گی۔

وہ عابد علوی کے آفس سے سیدھا رمزے کی طرف آئی تھی ۔

" الف میں چاہتی ہوں کہ تم وہ کام کر دو جو سمیع کا باس چاہتا ہے۔ "

"میں نہیں کروں گی۔"

اس کے انکار پر رمزے ہتھے سے اکھڑی۔

"کیوں میری زندگی برباد کر رہی ہو تم الف۔۔ خدا کا واسطہ ہے ہماری زندگیوں کا مشکل مت بناؤ۔"

الف نے بے یقینی سے گردن اٹھائے اسے دیکھا۔ وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی اور اس کے سامنے رمزے کھڑی تھی۔

"میں تمھاری زندگی برباد کر رہی ہوں؟" الف نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

NOVEL HUT

یہ کیسی بات تھی؟ کیسا الزام تھا؟ وہ اپنی بہن کی زندگی برباد کرے گی۔ یہ وہ آخری بات ہو سکتی تھی جس کی امید الف رمزے سے کر سکتی تھی۔ لفظ وہ

پتھر ہیں جو ایک انسان دریا میں پھینک دیتا ہے بنا یہ سوچے سمجھے کہ یہ پتھر کتنی زور سے کتنی گہرائی میں جا لگے گا۔

"ہاں تم ۔۔ تم کر رہی ہو۔ تمھاری ہٹ دھرمی کر رہی ہے۔ ایک زرا سی بات مان لینے میں تمھارا کیا چلا جائے گا۔ "

تیز آواز میں کہتے رمزے نے رک کر گہرا سانس لیا۔ پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔

"دیکھو الف۔۔" اب کہ انداز سمجھانے والا تھا۔

" سمیع پر بہت پریشر ہے۔ اس کا باس اسے جاب سے نکالنے کی دھمکی دے رہا ہے اور اس سب کی وجہ سے ہمارے بیچ تلخی بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارا رشتہ خراب ہو رہا ہے اور صرف تمھاری وجہ یہ سب ہو رہا ہے۔ اس لیے

الف خدا کا واسطہ ہے ان کا کام کرو اور میرے رشتے کو مزید مت خراب کرو۔۔"

"رمزے۔۔۔"

الف اٹھ کھڑی ہوئی ۔ کچھ کہنا چاہا ۔ الفاظ خلق میں ہی دم توڑ گئے ۔ کوئی گیلا گولا سا تھا جو گلے میں پھنستا محسوس ہوا۔

"بس الف۔۔۔" رمزے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ اور قدرے رخ موڑ کر کھڑی ہوئی ۔

" اب تب میرے پاس آنا جب تم میری زندگی میں پھیلائی اپنی اس تلخی کو کم کرنے کے لیے تیار ہو۔"

الف خاموشی سے باہر چلی آئی ۔ کتنی ہی دیر وہ اسلام آباد کی گیلی سڑکوں پر پھرتی رہی۔ شام ہونے پر وہ ہاسٹل آئی اور سو گئی ۔ اسے کل ایک نئے دن کا آغاز کرنا تھا ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" میں آپ کا کام کرنے کو تیار ہوں ۔ "

الف نے بغیر کسی تمہید کے سیدھی بات کی ۔ سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ آج پھر عابد علوی کے سامنے بیٹھی تھی ۔ عابد کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ آئی جبکہ سمیع جانتا تھا کہ وہ کیوں راضی ہوئی ہے۔

" مگر میری کچھ شرائط ہیں ۔ سب سے پہلی کام ہونے کے دوران یا اس کے بعد آپ کا مجھ سے کبھی کوئی رابطہ نہیں ہو گا جب کبھی رابطہ کرنا ہوا میں خود

کروں گی۔ اور دوسری شرط پیسے میں اپنی مرضی کے لوں گی ۔ بولیں منظور ہے ۔"

الف نے سوالیہ نظروں سے عابد کو دیکھا۔

" منظور ہے ۔ جتنا پیسہ تم کہو گی میں دینے کو تیار ہوں مگر کام ہو جانا چاہیے اور جلد ہی ہونا چاہیے۔"

عابد خوش تھے ۔ وہ لڑکی زیر ہو گئی تھی ۔ یہ پر سکون کر دینے والی، انا کو تسکین دینے والی بات تھی۔

"ہوں تو پھر ٹھیک ہے رقم میں آپ کے مینجر کو بتا دوں گی باقی کام میں مایوسی نہیں ہو گی آپ کو۔ اور آئیندہ میری ذاتی زندگی میں دخل دینے کی کوشش مت کیجیے گا۔" یہ تنبیہہ تھی جو بہت نرمی سے کی گئی تھی ۔

وہ آج پر سکون تھی ۔ بالکل پُر سکون ۔

جیسے سوچ سمجھ کر ہر حساب لگا لیا ہو۔ اور واقعی اس نے ہر حساب لگا لیا تھا

۔

الف کے پر سکون ہونے سے لوگوں کو ڈرنا چاہیے ۔

الف نے جو رقم سمیع کو بتائی تھی وہ اس کی سوچ سے کہیں زیادہ تھی ۔ اسے لگا تھا شاید عابد انکار کر دے مگر انھوں نے ساری رقم الف کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کو کہا تھا۔ سمیع کو جو تھوڑا بہت دکھ ہو رہا تھا الف کو مجبورا کرنے پر وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ آخر اتنی بڑی رقم الف کو صرف اس کی وجہ سے ملی تھی ۔

"کیونکہ یہ رقم تمھیں میری وجہ سے مل رہی ہے تو ہم یہ رقم تقسیم کریں گے ۔" سمیع نے الف کو دیکھتے کہا اور الف نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغ جل گیا ہو۔

NOVEL HUT

"بھول ہے تمھاری سمیع ظاہر۔ تمھاری وجہ سے یہ مصیبت میرے گلے پڑی ہے ۔ اس مصیبت کا فائدہ تو میں اٹھاؤں گی مگر نقصان تم اٹھاؤ گے کیونکہ مجھے معاف کرنا نہیں آتا اور حساب میں ہر قیمت پر لیتی ہوں۔ "

اس کے بعد سمیع ظاہر اور رمزے رمیز سے الف صُلافہ نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔

ایک ڈیڑھ ہفتے بعد الف دوبارہ آفس آئی تھی۔

"جس پراجیکٹ کی نشاندھی آپ نے تھی مجھے اس کے متعلق فاطق حجاج کے لیپ ٹاپ میں کچھ خاص نہیں ملا ۔ "

اس نے اپنی طرف سے ایک افسردہ خبر انھیں سنائی تھی مگر عابد علوی یونہی دونوں ہاتھ باہم ملائے بیٹھے رہے ۔

" اندازہ تھا مجھے ۔"

"کیا مطلب اندازہ تھا ؟" الف نے آنکھیں چھوٹی کیے انہیں دیکھا۔

" فاطق کے آفس سے کسی کو خریدنا اتنا بھی مشکل نہیں ہے اور تمھیں کیا لگتا ہے مجھے ایسے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ کس چیز پر کام کر رہا ہے۔" عابد مسکرائے

۔

" اووو۔" الف نے ہونٹ گول کیے۔وسل بلور۔

آفس کا دروازہ کھلا اور الف کے لیے جوس لایا گیا ۔ اس کا فیورٹ پائن ایپل جوس ۔ آج اس کی اچھی خاطر مدارت ہو رہی تھی ۔ الف نے جوس کے چند گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھا۔

" میں تو ناکام ہو چکی ہوں تو اب آپ نے کیا سوچا ہے ؟"

NOVEL HUT

وہ دونوں ہاتھ باہم ملا کر کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔ عابد پر سوچ انداز میں دائیں طرف دیوار پر لگی ایک سینری کو دیکھ رہے تھے۔ اس کی آواز پر چونک کر اسے دیکھا۔

" فاطق کے آفس میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے اس پروجیکٹ کی معلومات مل سکتی ہے مگر وہ سب بہت پرانے اور فاطق کے وفادار ہیں۔ انہیں خریدنا آسان نہیں۔ اور خریدنے کے بعد بھی میں ان پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ آج کے دور میں کسی بھی انسان پر بھروسہ کرنا مشکل ترین کام ہے۔ "

" ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ انسانوں پر بھروسہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ "

اس نے تائید کی تھی۔

NOVEL HUT

" صرف ایک انسان ہے جس سے مجھے مکمل ہر چیز مل سکتی ہے اور وہ ہے فاطق۔ پروجیکٹ فائل اور باقی کی تمام ڈیٹیلز سب اس کے پاس ہے اس کے گھر پر ایک یو ایس بی میں ۔ "

" اووو۔۔۔ آپ کے لیے تو ان کے گھر میں جانا اور کچھ بھی حاصل کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔ آفٹر آل آپ کے بھتیجے ہیں ۔"

" ہوں ۔۔" انھوں نے صرف ہنکار بھرا۔

" آپ نے کہا کہ آپ فاطق حجاج کو گرانا چاہتے ہیں ۔ اور آپ یہ سب اس پروجیکٹ کے ذریعے کریں گے ۔ یعنی کہ یہ پروجیکٹ ان کی جگہ آپ کو مل جائے گا۔ صرف ایک پروجیکٹ ان کو کیسے نقصان پہنچائے گا؟ ایک پروجیکٹ نہ ملنا کوئی زیادہ بڑی بات تو نہیں ہے ؟ " اتنے دنوں سے سمجھ نہ آنے والی بات

اس نے بلآخر پوچھ ڈالی تھی ۔اس کے مطابق عابد کا یہ پلان نہایت ہی بیکار تھا۔

عابد مسکرائے ۔ ایک چمکدار مسکراہٹ ۔ کچھ بڑا کرنے والی۔ کچھ پا لینے والی مسکراہٹ ۔

" تم نہیں سمجھو گی چھوٹی لڑکی۔ " وہ پھر کسی سوچ میں ڈوب رہے تھے ۔

الف بغور انہیں دیکھتی رہی۔ کہانی میں کچھ تھا جو الف نہیں جانتی تھی ۔ کچھ ایسا جو عابد کا پلین تھا۔ بات صرف فاطق کا پروجیکٹ حاصل کرنے کی نہیں تھی ۔ کچھ اور بھی تھا۔ مگر اسے کیا۔ اس کا کام ختم تھا اب۔

" ویل۔۔ میں اب چلتی ہوں میرا کام تو ختم ہوا۔ "

اس کی آواز پر عابد پھر چونکے۔

" تم اس شہر کی نہیں ہو نا لڑکی ؟" وہ جو اٹھنے والی تھی واپس بیٹھ گئی۔

" میں اس ملک کی بھی نہیں ہوں۔ "

"دمشق تمھارا شہر ہے نا؟"

وہ نظریں اس پر جمائے نا جانے یہ سارے سوال کیوں کر رہے تھے۔

"ہاں۔۔ وہ میرا شہر ہے۔"

وہ الجھی۔ وہ یہ سب کیوں پوچھ رہے تھے۔

" ہوں۔ فاطق کے گھر سے وہ فائل تم مجھے لا کر دو گی۔ "

نارمل آواز میں کہتے وہ الف کو چیخنے پر مجبور کر گئے تھے۔

" کیا؟؟؟؟"

الف نے ایسے دیکھا جیسے ان کی دماغی حالت پر واقعی شبہ ہو۔ کیا اس بڈھے نے الف کو چور سمجھ رکھا تھا۔

NOVEL HUT

" آہستہ لڑکی۔" عابد نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا ۔

" آپ کہہ رہے ہیں کہ میں فاطق حجاج کے گھر سے چوری کروں گی؟" وہ صدمے سے گویا ہوئی۔

" چوری کا نہیں کہہ رہا ۔ بس اس کے پاس جو بھی ڈیٹیلز ہیں وہ تم نے لانی ہیں ۔"

" عابد صاحب ۔۔" الف نے بہت ضبط اور احترام سے انہیں مخاطب کیا۔

" دیکھیں ۔مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا آپ کیا کرتے ہیں کیا نہیں۔ آپ فائل چوری کریں، فاطق حجاج کو اغوہ کریں یا قاتل مجھے اس سے کچھ لینا دینا نہیں ۔مجھے اپنی اس سیاست میں مت ڈالیں اور اپنے اس نیک کام کے لیے کسی چور کو ہائر کر لیں شکریہ۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی ۔بیگ کی سٹرپ مضبوطی سے کندھے پر ڈالی۔

" سمیع نے مجھے بتایا کہ تم میرا کام کرنے پر کیوں راضی ہوئی ہو۔ بائی دا وے مجھے افسوس ہوا تمھارے والدین کی بری شادی کا سن کر۔ "

الف پلٹتے ہوئے ساکت ہوئی۔بیگ کی سٹرپ پر گرفت سخت ہوئی۔ پھر ایک تلخ زخمی مسکراہٹ میں اس کے ہونٹ ڈلے۔الف نے رخ دوبارہ عابد کی طرف موڑا۔ وہ کرسی پر جھولتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔

" اپنی بہن اور سمیع کے رشتے میں تلخی کو کم کرنے کے لیے تم کڑوا گھونٹ پیا۔ زرا سوچو تو اگر میں ایک آدمی کو اتنا پیسہ دوں کہ اس کی آگے کی ساری زندگی بن جائے مگر شرط صرف یہ ہو کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے تو تمھیں کیا لگتا ہے وہ کیا کرے گا؟ "

NOVEL HUT

وہ محظوظ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے ۔ وہ لب بھینچے کھڑی تھی مگر اس کی آنکھیں بے تاثر ہو چکی تھیں ۔ کچھ سیکنڈز پہلے کا چھایا زخمی تاثر اب ختم ہو چکا تھا۔

"چلو میں تمھیں بتا دیتا ہوں۔ وہ آدمی میری آفر قبول کر لے گا۔ تب تو پکا جب وہ آدمی لالچی ہو جیسے تمھارا بہنوئی ۔بیوی تو دوبارہ مل جائے گی مگر پیسہ نہیں ملے گا۔ "

الف نے بیگ اتارتے زور سے ٹیبل پر پٹخا اور واپس کرسی پر بیٹھ گئی ۔ کچھ دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔بے حس سی ۔کسی مجسمے کی طرح۔

"کیا کرنا ہوں گا مجھے ؟" عابد قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"تم جیسی ذہین لڑکیاں مجھے بہت پسند ہیں ۔"

(اور تم جیسے بڈھے مجھے زہر ۔ اس نے صرف سوچا۔ لفظ منہ میں ہی دبا لیے۔)

کاش ۔۔ کاش کہ زندگی اسے ایک موقع دے اور وہ اس بڈھے کی ناک توڑ سکے۔ ہاں ناک وہ اس کی ناک توڑے گی۔

"تو بات ایسی ہے کہ۔۔۔"

وہ بات مکمل کرتے کہ سمیع دروازہ بجاتا اندر داخل ہوا۔

"سر فلائٹ کا انتظام ہو گیا ہے اور یہ رہا ٹکٹ۔ "

سمیع نے ایک لفافہ ان کی طرف بڑھایا جسے لیتے انھوں نے کانچ کے آفس ٹیبل پر الف کی طرف سرکایا۔

"یہ تمھاری ٹکٹ ہیں ۔ فلائٹ کا ٹائم تمھیں سمیع بتا دے گا۔"

"کیا مطلب کہاں جا رہی ہوں میں ؟ " اس نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

" اپنے شہر۔۔یعنی دمشق ۔"

"مگر کیوں؟؟ میرا ابھی لاسٹ سمسٹر رہتا ہے۔" اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

"کیونکہ فاطق دمشق میں ہے اور یہ سمسٹر تمھارا فریز میں خود کرواؤں گا۔ "

" دمشق میں ؟ "

" ہاں اور اسے وہاں اپروچ کرنا تمھاری ذمہ داری ۔ تمھیں اس فائل سے تمام ڈیٹیلز ایسے حاصل کرنی ہیں کہ کہ وقت سے پہلے فاطق کو کچھ پتہ نہ چلے ۔میں اب کوئی اور بات نہیں سننا چاہتا ۔ جا سکتی ہو تم۔"

NOVEL HUT

الف کا بس چلتا تو وہ اس بڈھے کو گولی مار دیتی ۔ وہ اٹھی ۔بیگ ہاتھ میں لیا۔

" اور ہاں صرف ڈیٹا حاصل نہیں کرنا تم نے ۔ فاطق کا بھروسہ بھی حاصل کرنا ہے ۔ اس سے دوستی کر لینا کیونکہ جب آپ کا بھروسے مند دوست آپ

کو دھوکا دیتا ہے نا تو صرف دل نہیں ٹوٹتا ،روح بھی زخمی ہوتی ہے ۔ اور میں اسے زخم زخم دیکھنا چاہتا ہوں۔ "

الف لب بھینچے کھڑی رہی۔یہ نارسیسٹ سائیکوپیتھ بڈھا صرف اپنی انا کی وجہ سے اسے بیچ میں گھسیٹ رہا تھا۔ وہ الف سے اس انکار کا بدلہ لے رہا تھا۔

" میں خود کو مجبور کیے جانے کی قیمت وصول کروں گی یاد رکھنا۔ " انگلی اٹھا کر وارن کرتی وہ تیز قدموں سے باہر نکلی۔ اس کی گردن اٹھی تھی ۔چہرہ ہر جذبے سے عاری۔ آنکھوں میں وہی چمک تھی جو اس کا خاصہ تھی ۔

کیا مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں ؟

مجبوریاں تو گلے کا طوق ہوتی ہیں ۔یہ انسان کھا جاتی ہیں ۔ اور ایسے انسانوں کے چہرے ہی مختلف ہوتے ہیں ۔ مضمحل سے ۔

عابد کے چہرے پر اطمینان پھیلا ۔ سب ان کے پلان کے مطابق ہو رہا تھا۔ مگر جلد ہی انہیں معلوم ہونے والا تھا کہ الف صُلافہ کو فاطق حجاج کی زندگی میں شامل کرنا ان کی سب سے بڑی غلطی ہے کیونکہ ۔۔

الف فاطق حجاج کی ھم روحان تھی۔

اور کون ہوتا ہے ھم روحان ؟

وہ جو تمھیں آزاد کرتا ہے

ان تمام بوجھوں سے

جنھیں تم لادھے رکھتے ہو اپنے کندھوں پر۔

وہ جو باہر کی تمام آوازوں کو بند کر کے

سنواتا ہے تمھیں تمھارے اندر کی وہ ایک آواز

NOVELHUT

جو تمھیں آزاد کرتی ہے

دنیا کی ان تمام اندیکھی زنجیروں سے جو تمھیں روکے ہوئے ہیں

وہ بننے سے جو ہے تمھارا اصل ۔

وہ تمھیں سیکھاتا ہے سب سے پہلے

خود سے محبت کرنا۔

کھڑا کرتا ہے وہ تمھیں تمھارے خوف کے سامنے

اور مدد کرتا ہے تمھیں 'تم' بننے میں ۔

وہ ہوتا ہے تمھارا ھم روحان ۔

اور تھی وہ آمبر آنکھوں والی لڑکی

سرمئی آنکھوں والے مرد کی ھم روحان ۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دمشق ، شام

شمسیہ گلی ، المہاجرین :

وہ سیدھ میں چلتے چلتے رکی۔ ایک نظر سامنے جاتے راستے کو دیکھا اور پھر گردن موڑ کر اپنے دائیں طرف نیچے کی طرف اترتی سڑک کو۔ ایک پل اس نے ٹھہر کر سوچا۔ پھر دائیں طرف اترنا شروع کیا۔ دونوں اطراف میں تین سے چار منزلہ عمارتیں تھیں اور ان عمارتوں کے سامنے نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں بنی تھی مگر وہ بیچ سڑک میں چل رہی تھی ۔ سیڑھیوں کے پاس وقفے وقفے سے درخت لگے تھے اور ان درختوں کے نیچے گاڑیاں پارک کی گئی تھیں ۔ سفید جوگرز ، نیلی جینز اور ہلکی گلابی جرسی میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی۔ اس کے

چھوٹے سیاہ بالوں کی اونچی پونی ہلکورے کھا رہی تھی ۔ وہ تھوڑے نیچے اتری اور پھر رکی۔ سڑک کے دونوں اطراف ہلکے بھورے رنگ کی چار منزلہ عمارتیں تھیں اور یہاں سے ایک دائیں ، ایک بائیں اور ایک نیچے کی طرف سڑک نکلتی تھی ۔ وہ جھنجلائی ۔ کوئی ایک راستہ تو چننا تھا سو وہ دائیں طرف مڑ گئی ۔

الف کا فون بجا۔

کالر آی ڈی پر والڈی موٹ لکھا آرہا تھا۔ اس نے آنکھیں گھمائی ۔ ایک تو اس بڈھے کو بھی سکون نہیں تھا۔

"آپ کی ایک ہی نہیں بلکہ دونوں ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہیں مگر نہیں ۔ نہ خود سکون سے رہ رہے ہیں نہ کسی اور کو سکون سے رہنے دے رہے ہیں ۔ "

الف نے فون کان سے لگاتے کہا۔

" تمھاری زبان کینچی سے زیادہ تیز چلتی ہے لڑکی ۔" عابد نے دانت پیستے کہا۔

" آپ چھری کہتے تو مجھے زیادہ اچھا لگتا ۔ قتل کرنا آسان ہوتا ہے نا اس سے ۔

"

الف نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا ۔ سرمئی بادلوں کے پیچھے نیلا آسمان کہیں چھپ سا گیا تھا۔

" پلیز نہیں ۔ "

تبھی بارش کی ننھی بوندیں برسنا شروع ہوئیں ۔ اس کے قدموں میں مزید تیزی آئی ۔ مگر بارش کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی ۔

" تم جا رہی ہو نا آج فاطق کی طرف ؟ " عابد نے بات بدلتے کہا ورنہ الف کو کون فضول بولنے سے روک سکتا تھا۔

"ہاں ہاں جا رہی ہوں۔ اللہ کرے آپ کا بھتیجا مجھے دھکے دے کر اپنے گھر سے نکالے۔ اور ہاں جن شرائط پر میں پہلے کام کر رہی تھی وہ اب بھی لاگو ہوتی ہیں۔ اس لیے آئندہ مجھے فون مت کرنا۔"

الف نے کہتے ٹھک سے فون بند کر دیا۔

" کیا ہوتا جو میں چھتری لے ہی آتی ۔" اس نے کوفت سے سوچا۔ بارش نے اسے بھگو دیا تھا۔ بلآخر مزید کچھ منٹ چلنے کے بعد اسے وہ گھر مل گیا تھا جس کی نشاندھی کی گئی تھی ۔

الف گھنٹی بجا کر پیچھے ہوئی ۔ اس نے اپنا ایک فرضی نام سوچا جو فاطق کو بتانا تھا۔ دروازہ کھلا اور وہ سامنے آیا ۔

دو سال پہلے ، یونیورسٹی کا سیمینار ہال، وہ ٹکراؤ ۔ سب الف کو یاد آیا اور غلط وقت پر یاد آیا ۔

" میرا نام۔۔۔۔ " وہ رکی۔

اس نے سوچا تھا وہ جھوٹ بول دے گی اپنی پہچان کے بارے میں لیکن کیا وہ اس مہربان انسان سے جھوٹ بول سکتی تھی ؟

نہیں وہ نہیں بول سکتی تھی ۔ الف یوں کسی کو بھی دھوکہ نہیں دے سکتی ۔

بارش کی ایک بوند نے اسے پلکیں جھپکنے پر مجبور کیا تھا۔ اور یہ ایک لمحہ ، بارش کی ایک بوند اس سے فیصلہ کروا گئی تھی ۔

" الف صُلافہ ہے اور میں فاطق حجاج سے ملنے آئی ہوں ۔ "

اس نے اپنی پہچان اپنا نام سچ بتا دیا تھا۔

فاطق نے اسے اندر آنے کو کہا اور پھر جیسا اس نے سوچا ویسا ہی ہوا۔

فاطق انکار کر چکا تھا۔ الف کو تسلی ہوئی۔ وہ بھی ایسا ہی چاہتی تھی ۔ وہ چاہتی تھی فاطق اسے اپنے گھر میں کبھی نہ گھسنے دے۔ مگر دوسرے دن اس

کے اتنی آسانی سے مان جانے پر وہ حیران ہوئی ۔ وہ کیسے مان گیا تھا۔ اس نے دوبارہ انکار کیوں نہیں کیا تھا؟

مگر بہت جلد الف پر یہ کھل گیا تھا کہ فاطق انکار نہیں کرتا تھا ۔شاید وہ کہہ ہی نہیں پاتا۔

اس دن فاطق کے گھر سے نکلتے الف کو سرمد ملا تو وہ جان چکی تھی کہ سمیع بھی یہاں آچکا ہے۔ بھلا سرمد بھی اپنے بھائی کے بغیر کہیں جاتا تھا۔ سرمد سے اسے پتہ چلا کہ صرف سمیع ہی نہیں رمزے بھی دمشق آئی ہے۔

الف نے عابد کو فون کیا۔

"کتنے پیسے دے رہے ہیں آپ اپنے مینجر کو مجھ پر نظر رکھنے کے ؟"

اس کا لہجہ تیز اور کچھ حد تک بد تمیزی لیے ہوئے تھا۔

"تمھیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے ۔"

"میں ایسے کام ہرگز نہیں کروں گی" ۔ اس نے دانت پیسے۔

سامنے سے فون بند کردیا گیا اور پھر اس کے کئی بار فون کرنے پر بھی نہیں اٹھایا گیا۔

الف جانتی تھی رمزے پرانے شہر میں ان کے پرانے گھر میں رہ رہی ہے ۔ وہ پرانے شہر کبھی نہ جاتی اگر آزیہ کی نہ بات ہوتی تو۔ اس روز رمزے نے اسے فون کیا تھا ۔ وہ چاہتی تھی کہ الف اس کے پاس آکر رہے۔ وہاں نیلے گیٹ کے سامنے کھڑے اس نے اپنے بھانجے کی آواز سنی تھی۔ الف کا تین سالا بھانجہ اسے بلا رہا تھا۔ وہ اس سے ملنا چاہتی تھی مگر الف کیسے اتنی جلدی رمزے کو معاف کردیتی ؟ ہرٹ کیا تھا اس نے الف کو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمیع کمرے میں داخل ہوا تو رمزے کو آئینے کے سامنے کھڑا پایا۔ بالوں میں برش چلاتے وہ کہیں اور تھی۔ کسی اور دھیان میں ۔ وہ اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔

"پریشان ہو ؟" وہ چونکی ۔

آئینے میں اپنے پیچھے سمیع کا عکس دکھا۔ وہ مسکرائی ۔ آنکھوں نے اس مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے برش آئینے کے سامنے رکھا اور واپس سیدھی ہوئی ۔ وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سمیع جانتا تھا کل الف کو یہاں دیکھنے کے بعد سے وہ پریشان ہے۔

"میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" اس نے رمزے کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ اس کی آنکھیں بھرنے لگیں ۔

"کیا ہو گیا ہے یار ؟" سمیع نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

" میرے والدین کی شادی اچھی نہیں تھی ۔ میں نے ایک اچھی فیملی لائف نہیں گزاری ہے ۔ میرے پاس صرف ۔۔" اس کے گلے میں کچھ گیلا سا پھنسا۔

"میں نے آگاہ کیا تھا تمھیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ "

" مجھ پر یقین ہے نہ تمھیں ؟ " مرد نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

" اب وہ ہم سے نا ر۔۔"

" مجھ پر یقین ہے کہ نہیں ؟ "

رمزے چند ثانیے اسے دیکھتی رہی ۔ پھر نم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا ۔

"یقین ہے تو جان لو کہ میں سب ٹھیک کر دوں گا ۔ میں تمھارے لیے سب ٹھیک کروں گا۔"

"مگر۔۔۔"

"تم فکر مت کرو۔ میں کر لوں گا ۔ سب کر لوں گا۔مجھے اس کے لیے معافی بھی مانگنی پڑی تو میں مانگوں گا۔"

سمیع ظاہر نے آج فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کے لیے الف سے معافی مانگ لے گا۔ وہ رمزے کے لیے الف کو منا لے گا۔

"تھینک یو۔۔"

"تمھارے لیے کچھ بھی ۔"

رمزے کچھ مطمئن ہوئی ۔ اس نے تشکر آمیز نظروں سے سمیع کو دیکھا۔ وہ اچھا تھا۔ اس کے لیے سب سے اچھا۔ اسے اس پر یقین کرنا چاہیے ۔ وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک کرے گا تو وہ ٹھیک کر دے گا۔ وہ کر دے گا۔ لیکن دور اندر کہیں

دل کسی خوف میں جھکڑا ہوا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی الف معاف نہیں کرتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

برستی بارش میں کھڑی وہ دروازے پر دستک دینے والی تھی کہ اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ دروازے کے قریب سے ہی باتوں کی آواز آرہی تھی ۔ فاطمہ بی فاطق کو الف کا اس کا لیپ ٹاپ چیک کرنا بتا رہی تھی ۔ الف نے آنکھیں میچی ۔ کچھ دن پہلے فاطق کی غیر موجودگی میں الف نے فاطق کا لیپ ٹاپ چیک کیا تھا۔ وہ صرف دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا اس پروجیکٹ کی کوئی فائل یہاں موجود ہے کہ نہیں ۔ کیونکہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی ۔ اس نے جھوٹ کہا تھا کہ اس نے لیپ ٹاپ ہیک کر کے دیکھ لیا ہے ۔ وہ تو صرف اس مصیبت سے جان چھڑا رہی تھی مگر اس سے بڑی مصیبت گلے پڑ چکی تھی ۔

الف اندر آنے کے بعد کافی دیر فاطق کے بولنے کے انتظار کرتی رہی ۔ وہ کچھ کہے گا ۔ وہ سوال کرے گا۔ وہ ڈانٹے گا مگر وہ خاموش تھا۔ بالکل خاموش۔

الف نے جان بوجھ کر اس کی کتاب کا ذکر چھیڑا ۔ وہ لیپ ٹاپ چیک کرنے والی بات کو کور کرنا چاہتی تھی اور ساتھ میں اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبوریہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ اس نے اپنی پہلی کتاب کے بعد کچھ اور پبلش کیوں نہیں کروایا۔ اس کی توقع کے عین مطابق فاطق نے اسے دوبارہ یہ نہ کرنے کو کہا تھا۔ الف کو اب امید تھی کہ فاطق کچھ اور نہیں سوچے گا۔

پرانے شہر کی ایک کافی شاپ سے نکلتے الف اور سرمد دائیں طرف مڑے اور سیدھ میں چلنے لگے۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا؟" سرمد رک کر الف کی طرف مڑا۔

قدیم سی دیوار پر بوگن ویلیا کی بیل چڑھی تھی ۔ وہ بوگن ویلیا کے جامنی پھولوں کے نیچے سڑک کنارے کھڑے تھے ۔

" اب تم نے ایک اچھی کافی کے ساتھ معذرت کی ہے تو چلو معاف کیا اور اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے بیچ سب ٹھیک رہے تو دوبارہ ہمارے بیچ یہ شادی والی بات نہ لانا ۔ "

سرمد نے سمجھ کر سر ہلایا ۔

" ایک بات پوچھوں ؟" سرمد نے کنکھیوں سے اسے دیکھتے کہا۔ وہ ہچکچا رہا تھا۔ اس لڑکی کے موڈ بدلنے کی خبر تک نہ ہوتی تھی ۔

" ہوں۔ "

الف نے ہاتھ اونچا کر کے ایک جامنی پھول توڑا ۔ اس ایک پھول کی ٹوٹنے سے دوسرے کئی پھول گرے جن میں سے ایک الف کے بالوں میں ہی ٹھہر گیا۔

" تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی؟ "

الف کے ماتھے پر بل پڑے ۔ آنکھوں میں خفگی اتری۔

" سرمد تمھیں صرف انکار اقرار سے مطلب ہونا چاہیے اور کسی چیز سے نہیں اور میں تمھیں کچھ بھی بتانے کی پابند نہیں ہوں۔ "

" پھر بھی ۔۔"

وہ بضد تھا اور غلط تھا۔ وہ سامنے کھڑی لڑکی کی زبان کو شاید بھول چکا تھا۔

" اچھا تو سنو۔ تم ون ومن مین نہیں ہو۔ تم وہ آدمی ہو جو آج یہاں تو کل وہاں ہو گا۔ تمھیں دوسروں کی رائے ، ان کے انکار کی عزت کرنا نہیں آتی ۔ تم کیا

سمجھتے ہو میں نہیں جانتی کہ پاکستان آنے کے بعد مجھے ہاسٹل میں پھول اور کارڈ کون بھیجتا تھا۔ میں تمھیں انکار کر چکی تھی مگر تم باز نہیں آئے ۔ اور میں خاموش رہی صرف رمزے کی وجہ سے کیونکہ تم اس کے دیور تھے ۔ پھر جب میری طرف سے نو رسپانس کا بورڈ رہا تھا تو تم کہیں اور چلے گئے ۔ اور اب جب نشرح جہانگیر سے تمھارا بریک آپ ہوا ہے تو پھر میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ ایسے مردوں کی نہ میں عزت کرتی ہوں اور نہ انھیں اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ "

سرمد کا چہرہ سرخ ہوا۔ اپنی غلطی کا احساس اس لڑکی کے منہ کھولنے کے بعد ہوا۔

" ایسا کچھ نہیں ہے اور نشرح ۔۔۔"

" اوو پلیز ۔۔" الف نے ناگواری سے بات کاٹی ۔

NOVEL HUT

" اب نشرح کو مت جھٹلانا کیونکہ تمھارا انسٹا اکاؤنٹ میں نے خود ہیک کر کے ایکسس نشرح کو دیا ہے اور غالباً تم اس پر چیٹ کر رہے تھے۔ " سرمد نے بے یقینی سے الف کو دیکھا۔ سامنے کھڑی لڑکی اس کی سوچ سے کئی زیادہ تیز تھی۔

الف کی نظر بائیں طرف سے آتی سڑک پر پڑی۔ سامنے فاطق کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔

الف کے ماتھے کے بل غائب ہوئے۔ مسکراہٹ نے چہرے کا احاطہ کیا۔ آنکھوں کی چمک کچھ اور بڑھی۔ اسے فاطق کو یہاں دیکھنے کی امید نہیں تھی۔

الف نے دوبارہ سرمد کو دیکھا۔

" فاطق آرہا ہے یہاں۔ اس لیے نکلو اب تم یہاں سے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمھارا بھائی تمھیں بتا چکا ہو گا کہ فاطق کون ہے۔ "

سرمد نے سر ہلایا اور سرخ چہرے کے ساتھ دائیں طرف آگے بڑھ گیا۔

فاطق قدم قدم چلتا الف کے پاس آرکا ۔ ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں اور دوسرے میں فون پکڑ رکھا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ؟"

" لڑکی تمھیں پڑھانے کے علاوہ اور بھی بہت کام ہوتے ہیں مجھے ۔"

وہ دونوں باتیں کرتے الحمیدیہ سوق پہنچے جہاں فاطق نے اسے کل والی بات کا جواب دیا کہ کیوں اس نے دوبارہ کچھ پبلش نہیں کروایا اور اس وقت الف کو اندازہ ہوا کہ عابد فاطق کا نقصان کرنا نہیں چاہتے وہ فاطق کا نقصان کر چکے ہیں ۔ انھوں نے فاطق کی شخصیت کو تباہ کیا ہے ۔ وہ آج بھی ان کے احسانوں تلے دبا ہے ۔ وہ آج بھی اپنی نہیں ان کی سنتا ہے ۔ اس وقت الف کو فاطق کے گارڈین سے نفرت ہوئی تھی ۔

وہ چاہتی تھی فاطق اپنے ذات کے لیے کھل کر جیے مگر وہ بات بدل گیا تھا۔

دوسرے دن فاطق پاکستان چلا گیا تھا اور اس کا جانا ناجانے کیوں الف کو اداس کر رہا تھا۔ اس نے کبھی کسی کو یاد نہیں کیا تھا اور اب فاطق یاد آرہا تھا تو وہ جھنجلاہ رہی تھی ۔ اسے چڑ ہو رہی تھی اس کیفیت سے ۔ اور پھر جب وہ واپس آیا تو اچانک سب ٹھیک ہو گیا تھا۔

" فاطق حجاج سے دور رہو۔ "

ریستوران کے قریب اسے سرمد کا میسج موصول ہوا۔ یا تو سرمد کا دماغ خراب تھا یا وہ الف کا کرنا چاہتا تھا۔

" میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں ۔ "

الف اسے بلاک کر چکی تھی ۔

مگر یہاں ایک نیا مسئلہ الف کے سامنے تھا ۔ وہ یہاں نہیں جانا چاہتی تھی ۔ یہ تابندہ کے بھائی کا ریستوران تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ تابندہ کا بھائی اسے

یہاں دیکھے ا۔ وہ اسے دیکھتا تو یقیناً اس سے سوال کرتا ۔ وہ پاکستان سے کب آئی، کس کے ساتھ ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ فاطق کے سامنے پاکستان کی کوئی بات نہیں چاہتی تھی ۔ اس لیے ایک کہانی اس نے فاطق کو سنا دی ۔

مگر اس کے بعد فاطق کا ایکسیڈینٹ ، اور وہ سب ، وہ بوکھلا گئی تھی ۔ فاطق کو کچھ ہو جاتا یہ سوچ ہی اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھی ۔

وہ دیکھ چکی تھی کہ ایکسڈنٹ کرنے والا کون ہے ۔ وہ سرمد تھا۔ وہ اسے پولیس سٹیشن میں دیکھنا چاہتی تھی سلاخوں کے پیچھے مگر فاطق کی وجہ سے خاموش ہو گئی۔

NOVEL HUT

اگلی صبح سبز بیلوں سے ڈھکے اس گھر کا دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑایا جا رہا تھا۔ رمزے کچن سے نکلی اور دروازے کھولا۔ سامنے الف کھڑی تھی بپھری ہوئی ۔

"الف۔۔۔"

"ہٹو۔۔"

الف اسے ایک طرف کرتے اندر داخل ہوئی ۔ چھوٹا سا صحن عبور کرتے وہ لاؤنج کی طرف آئی ۔ اور دروازے پر لگا سفید پردہ سرکاتے اندر داخل ہوئی ۔ دائیں طرف تھری سیٹر پر سامنے میز پر لیپ ٹاپ رکھے سمیع بیٹھا تھا۔ سمیع کی دائیں طرف سنگل صوفے پر سرمد اپنے فون میں مصروف تھا۔ الف کے اندر داخل ہوتے دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا۔

الف کسی کو کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر آگے آئی ۔ سمیع کے سامنے سے لیپ ٹاپ اٹھایا اور سرمد کے منہ پر دے مارا اور پھر پے در پے مارتی گئی ۔ سرمد لہو لہان منہ کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔

یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ سمیع اپنے بھائی کے لیے کچھ بھی نہ کر سکا۔ سمیع بوکھلا کر اٹھا اور الف کو پیچھے کرتے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ اندر داخل ہوتی رمزے نے چیخ کر منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لیے۔

" جاہل لڑکی کیا کر رہی ہو۔ "

سمیع نیچے سرمد کے پاس بیٹھا جس کے ناک سے خون ابل رہا تھا۔ اس کا چہرہ، ہاتھ، فرش خون سے سرخ ہو چکے تھے۔

الف گہرے گہرے سانس لیتی پیچھے ہوئی۔ خون آلود لیپ ٹاپ وہیں زمین پر پھینک دیا۔ رمزے نے آگے بڑھ کر الف کا ہاتھ پکڑا جو اس نے تنفر سے جھٹک دیا۔

" سمجھا دینا اپنے اس بھائی کو فاطق حجاج سے دور رہے۔ ورنہ اگلی بار زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

انگلی اٹھا کر الف غرائی۔

" اور تم ۔۔ " وہ رمزے کی طرف مڑی۔

" بتا دینا اپنے شوہر کو یہ جو تھپڑ اس نے میرے منہ پر مارا ہے نا اس کا بدلہ میں اس کے پیروں تلے زمین کھینچ کر لوں گی ۔ "

ایک تنفر بھری نگاہ رمزے پر ڈالتی وہ باہر نکلی اور گہرا سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کرنا چاہا مگر اسے ابھی بھی بہت غصہ تھا۔ وہ سرمد کو اور مارنا چاہتی تھی ۔ وہ فاطق کی طرف نظر اٹھا کر بھی کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے فون کا فرنٹ کیمرہ کھولتے اپنا چہرہ دیکھا۔ انگلیوں کے نشان اور سمیع کی انگھوٹھی سے گال پر بننے والا نشان واضح تھی ۔ اس نے بال اپنے چہرے کے اطراف گرائے اور آزیہ کے پاس چلی آئی ۔ اس نے آزیہ کو ساری بات بتائی ۔ آزیہ حیران تھی ۔ الف نے کبھی کسی کے لیے ایسا بی ہیو نہیں کیا تھا۔

" الف۔۔۔ " آزیہ نے تشویش سے پکارا ۔ الف نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں سوال تھا جو الف بہت اچھے سے سمجھ گئی تھی ۔

الف نے نظریں چرائی ۔

" میں کیا کروں یہ میرے بس میں نہیں ۔۔" وہ سر جھکائے سیاہ صوفے کی اوپری سطح کو کھرچ رہی تھی ۔

ملاقاتی کمرے میں چائے کی بھینی بھینی خوشبو پھیل رہی تھی ۔ مگر دونوں نفوس میں سے کوئی بھی چائے کی طرف متوجہ نہ تھا۔

" الف تم پسند کرنے لگی ہو اسے ؟" آزیہ نے آنکھوں کا سوال لفظوں میں پرو دیا۔

"مجھے محبت ہو گئی ہے ان سے ۔"

اس نے صوفے کی پشت پر سر ٹکایا۔ وہ اعتراف کر رہی تھی۔ وہ اس مرد سے محبت کا اعتراف کر رہی تھی جو اس کی روزمرہ کی ہر بات کا حصہ بن گیا تھا۔ آزیہ جسے پسندیدگی سمجھ رہی تھی وہ اس کی محبت تھی۔

" میں نہیں جانتی کب مگر ہو گئی ہے اور انہیں کوئی تکلیف پہنچائے میں برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ بہت اچھے ہیں آزیہ۔ میری زندگی میں سب سے اچھے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی فاطق کے ساتھ رہے اور اسے ان سے محبت نہ ہو۔"

اس کی آواز مدھم تھی۔ آنکھوں میں کوئی روشنیاں سی جگمگانے لگی تھی۔

" وہ میری زندگی میں موجود ہر ایک مرد سے مختلف ہیں۔ وہ مہربان ہیں۔ وہ آس پاس ہوں تو دل پر سکون رہتا ہے۔ ان کو دیکھتے رہنے سے آنکھیں نہیں تھکتی،

دل نہیں بھرتا ۔ وہ اس قابل ہیں کہ انھیں سراہا جائے۔ ان کی موجودگی میں دمشق مجھے اچھا لگنے لگا ہے۔ سوچتی ہوں پہلے دمشق ایسا کیوں نہ تھا ؟ "

وہ خاموش ہوئی تو ہر چیز خاموش ہو گئی ۔ چائے ٹھنڈی ہو گئی ۔ کپ انچھوئے رہ گئے مگر وہ خوشبو اب بھی فضا میں باقی کوئی خوش کن احساس بنی رہی ۔

سب ٹھیک چل رہا تھا الف کے پلان کے مطابق ۔

مگر پھر کہیں کچھ غلط ہونے لگا ۔

کہیں کچھ غلط ہو گیا۔ اپنے ہی دل نے بغاوت کر دی ۔ اور جب بغاوت اپنی ہی صفوں سے ہو تو لشکر ڈھے جاتا ہے ۔

دل کے ایک کونے نے فاطق حجاج کو بہت آہستگی سے بنا کسی آہٹ کے اپنا مکین بنا لیا اور اب وہ پوری شان سے وہاں براجمان تھا کسی فاتح، کسی حکمران ، کسی بادشاہ کی طرح۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے روز وہ فاطق کے گھر گئی تو فاطق نے اس کے گال کے زخم کے بارے میں پوچھا ۔ وہ فاطق کے بھینچے ہوئے جبڑے دیکھ چکی تھی ۔ سچ وہ بتا نہیں سکتی تھی اس لیے ایک اور کہانی گھڑلی۔

اس کے بعد کے فاطق کے سوال نے اس کا سانس روک لیا تھا۔ وہ اس سے یہاں آنے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ کیا وہ سب جان گیا تھا؟

نہیں ۔ وہ نہیں جان سکتا ۔ وہ آنکھیں ، وہ آنکھیں اب بھی مہربان تھیں ۔ وہاں صرف ایک سوال تھا ۔ کوئی بے یقینی نہیں ۔

الف نے کچھ جھوٹ اور کچھ سچ اسے بتایا ۔ وہ اس کے گھر کو اسکیپ کہہ رہی تھی۔ ہاں وہ سکون سے زندگی گزارنا چاہتی تھی مگر اسے ایسے کسی اسکیپ کی ضرورت نہیں تھی ۔ وہ رہتی ہی کہاں تھی اس گھر میں ۔ آج اس نے فاطق کو اپنا ماضی بتایا تھا۔ آزیہ کے بعد فاطق وہ پہلا شخص تھا جو جانتا تھا کہ الف کو اپنے باپ کی وجہ سے کتنی تکلیف پہنچی ہے ۔ اس نے آج تک اپنے باپ کو معاف نہیں کیا ۔الف کو فاطق کے سامنے کھلنے پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوا تھا۔ وہ فاطق کو بتا سکتی تھی ۔ وہ فاطق کو ہی تو سب بتا سکتی تھی ۔

اس روز وہ پرانے شہر اپنے گھر آئی تھی ۔ رمزے سے ملنے اپنے بھانجے سے ملنے ۔

"یہ اس دن تم نے کیا کیا الف؟ "

"کیا کیا میں نے ؟" نوفل کے ساتھ کھیلتے اس کے انداز میں لاپرواہی تھی۔

NOVEL HUT

" تم نے سرمد کے ناک کی ہڈی توڑ دی اور تم کہہ رہی ہو تم نے کیا کیا۔ "

رمزے نے حیرت زدہ سا اسے دیکھا جو انجان بنی بیٹھی تھی ۔

"ہاں تو۔ اس نے فاطق کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی ۔ "

" الف۔۔۔۔ "

" رمزے اگر تم نے اپنے دیور کی ہی بات کرنی ہے تو میں جا رہی ہوں ۔ "

الف اٹھی ۔ وہ بالکل سنجیدہ تھی ۔

" اچھا نہیں کرتی۔ بیٹھو تم۔۔۔ "

تبھی دروازے کی گھنٹی بجی ۔ زمرے دروازے کی طرف بڑھی اور کھولا۔

سامنے سرمئی آنکھوں والا آدمی کھڑا تھا۔

"کیا آپ جانتی ہیں جمیل صاحب کا گھر کہاں ہے؟ " فاطق نے دھیمے سے لہجے میں پوچھا ۔

الف ساکت ہوئی ۔یہ فاطق کی آواز تھی ۔

" نہیں ۔یہاں کوئی جمیل صاحب نہیں رہتے ۔" رمزے انکار کر چکی تھی ۔ وہ نہیں جانتی۔ وہ کیسے نہیں جانتی ؟ کیا وہ بھول چکی ہے ؟ جو بھی تھا مگر الف جانتی تھی وہ کس کے بارے میں پوچھ رہا ہے ۔ مگر وہ کیوں پوچھ رہا ہے ؟

رمزے واپس اندر آئی تو الف کو ساکت کھڑے دیکھا۔

" تمھیں کیا ہوا؟ "

" وہ فاطق تھا۔ فاطق حجاج ۔ "

الف جلدی سے کہتی باہر نکلی مگر فاطق جا چکا تھا۔

کچھ دنوں بعد فاطق اسے ریستوران لے گیا تھا۔یہ وہی ریستوران تھا ۔ تابندہ کے بھائی کا۔

وہ فاطق کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی مگر فاطق کے مطابق یہ ریستوران کوئی اور خرید چکا تھا جبکہ کچھ دن پہلے ہی تو الف یہاں آئی تھی اور تب تو یہ ریستوران تابندہ کے بھائی کا ہی تھا۔ وہ کچھ دیر شش و پنج میں مبتلا رہی پھر اندر چلی آئی ۔ مگر یہ ریستوران فاطق نے خریدا ہے یہ اس کے لیے حیران کن تھا۔ فاطق نے تو اسے نہیں بتایا تھا۔ وہ اسے یہ نہیں بتا رہا تھا۔ عجیب سے احساسات نے الف کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا ۔

رمیز صاحب کی بیماری نے اسے تھکا دیا تھا اور اوپر سے ان کا معافی مانگنا، وہ عجیب سے احساسات کا شکار ہو گئی تھی ۔ مگر فاطق سے بات کر کے وہ پر سکون ہو گئی تھی ۔ وہ ہمیشہ ہو جاتی تھی ۔ سڑک کنارے فاطق کے ساتھ کھڑے اس نے ماہین کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ اچانک موڈ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اسے کچھ برا لگ رہا تھا۔ نہایت برا۔ ہسپتال کی طرف جاتے اس کا

فون بجا۔ اس نے آنکھیں گھمائی ۔ اس وقت اس عابد علوی کی باتیں سننے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا۔ اس نے کال کاٹ دی۔ دوبارہ بل ہوئی ۔ اس نے فون کان سے لگایا۔

"کہاں آگ لگ گئی ہے جو میرے بغیر بجھ نہیں سکتی۔"

" لڑکی تمیز سے بات کرو۔"

" نہیں میں بد تمیز ہی ٹھیک ہوں۔" وہ کہیں کا غصہ کہیں اتار رہی تھی ۔

" کتنی زبان دراز ہو تم ۔۔کیسے برداشت کرتا ہے میرا بھیتجا تمھیں ۔ "

" آآ۔۔ " اس نے جیسے پچکارا ۔ " بھتیجے کی فکر ہو رہی ہے پیارے چچا کو۔ فون کر کے کیوں نہیں پوچھ لیتے کیسے برداشت کرتا ہے ۔ اگر نمبر نہ ہو آپ کے پاس تو میں دوں ؟"

اب بھتیجے کے چچا کو کیا پتا تھا کہ اس لڑکی کی تمام تر نرمی و شائستگی صرف ان کے بھتیجے کے لیے ہی تھی ۔ عابد نے منہ پر ہاتھ پھیر کر ضبط کیا ۔ یہ لڑکی کسی کا بھی ضبط ختم کر سکتی تھی ۔ " میں نے اس لیے فون کیا ہے کہ فاطق کی طرف مت جانا میری بیٹی دمشق گئی ہے وہ وہیں ہو گی ۔ "

" دیکھ چکی ہوں میں آپ کی شہزادی صاحبہ کو اور فارغ نہیں گھوم رہی میں ۔ اپنے بھی سو کام ہیں میرے ۔ "

" تمھیں بڑے کام ہیں ۔ ایک ہی کام ہے تمھیں وہ بھی تم سے ہو نہیں پا رہا ۔ کب کرو ۔ ۔ "

NOVEL HUT

" میرا دماغ مت چاٹیں ۔ "

بات کاٹتے وہ فون بند کر چکی تھی ۔ ہسپتال میں داخل ہوتے اس نے کنپٹی کو مسلا ۔ اچھا بھلا موڈ خراب ہو گیا تھا ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رمیز صاحب ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ چکے تھے۔ گھر میں آج رمزے ، سمیع اور سرمد بھی موجود تھے۔ الف اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تھی جب اس نے سمیع کو کہیں جاتے دیکھا۔ وہ اس کی پشت کو دیکھتی رہی جب تک کہ وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

" جہنم میں جائے مجھے کیا۔ " وہ کھڑکی سے ہٹ گئی اور نیچے لاؤنج میں آئی۔ رمزے ، سرمد، لیلیٰ اور نضر وہاں بیٹھے تھے۔

" آؤ الف آؤ۔"

یہ نضر تھا۔ ہڈیاں ٹوٹنے کے بعد الف پر نثار ہونا اس کے معمول میں شامل ہو گیا تھا۔

" نہیں میں تھوڑی دیر واک کروں گی۔" وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

آئی تو وہ بیٹھنے کے ارادے سے تھی مگر یہاں ٹوٹے ناک والے سرمد کو دیکھ کر ارادہ بدل گیا۔ اس آدمی کو برداشت کرنا اب زیادہ مشکل تھا۔ وہ ابھی کچھ دور چلی تھی کہ اس کا فون بجا۔ کال سمیع کی تھی۔

" ہیلو الف۔۔۔ " فون اٹھاتے ساتھ ہی سمیع کی بوکھلائی سی آواز سنائی دی ۔

" الف۔۔ میں پھنس گیا ہوں۔۔میں۔۔"

" کیا ہوا ہے سمیع ؟ " الف کو تشویش ہوئی ۔

" فاطق حجاج گھر آگیا ہے اور میں اس کے گھر میں ہوں۔" الف کا دماغ بھک سے اڑا۔

" تم ۔۔تم وہاں کیا کر رہے ہو؟" الف دبادبا سا غرائی ۔

" الف مجھے بچاؤ میں کیا کروں۔ "

NOVEL HUT

"تم کہاں ہو اس وقت ؟" الف نے ایک ہاتھ سے کنپٹی مسلی۔یہ سمیع اس کے ہاتھوں سے کسی دن ضرور قتل ہو گا۔

" اوپر کمرے میں ۔ وہ گھر کے اندر داخل ہو چکا ہے الف۔۔ الف کچھ کرو۔۔ میں کیا کروں۔۔" "بالکنی سے کود۔۔۔" الف کو یاد آیا سمیع کو تو ہائٹ فوبیا ہے ۔

" میں آرہی ہوں۔۔" فاطق کا نمبر ملاتے فون کان سے لگائے الف نے دوڑ لگائی ۔

"مرجاؤ تم سمیع ۔" اگلے ایک دو منٹ میں وہ وہاں تھی ۔ فاطق کے گھر ۔ ہانپتی ہوئی ۔

" فاطق صاحب ۔۔ " سیڑھیوں کے درمیان کھڑا فاطق رکا۔

" فاطق صاحب ۔۔ "

سمیع نے الف کی آواز سنی تو شکر کا سانس لیا۔ فاطق کے واپس سیڑھیاں اترنے کی آواز آئی ۔ سمیع کمرے سے باہر آیا اور آہستہ سے سیڑھیاں اترتا اندھیرے میں ڈوبے کچن میں داخل ہو گیا۔ الف سے بات کر کے فاطق اوپر گیا اور اس وقت سمیع کچن سے باہر آیا اور ایک نظر الف پر ڈالتے لاؤنج پار کر گیا۔ الف نے شکر کا سانس لیا اور شلف میں رکھے کچھ کورے سفید کاغذ لیے اور صوفے کے نیچے ڈال دیے ۔ فاطق کے آتے اس نے وہ کاغذ نوٹس کے طور پر دکھائے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر گھر پہنچے اور اس سمیع کو کھری کھری سنائے مگر فاطق کے ساتھ ہوتے اس نے تحمل کا مظاہرہ کیا ۔ فاطق کو الوداع کرتے اس کے چہرے کے تاثرات بدلے ۔ تیز تیز قدم اٹھاتی وہ گھر کی طرف بڑھی ۔ گھر سے کچھ فاصلے پر ہی اسے سمیع کھڑا نظر آیا ۔ وہ یقیناً اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

" کیا کرنے گئے تھے تم وہاں ؟ ہاں ؟" وہ اس کے پاس پہنچتے غرائی ۔ "
تمھارے باس کو اگر تمھی سے کام کروانا ہے تو مجھے کیوں اس سب میں پھسایا
؟ "

" الف ۔ دیکھو میری بات سنو۔ "

" میں ابھی پوچھتی ہوں اس عابد علوی سے ۔"

" الف پلیز انہیں کچھ نہیں " ۔ فون ملاتا الف کا ہاتھ تھما۔

" اوو۔ تو یہ سمیع صاحب کا اپنا دماغ تھا۔ واہ۔۔" اب صرف تالیاں بجانے
کی کمی تھی۔

" تمھیں کس نے کہا میرے کام میں آنے کو ؟ "

" الف دیکھو ایم سوری ۔ تم سر کو مت بتانا۔ میں صرف تمھاری مدد۔۔۔"

NOVEL HUT

" مدد؟ "وہ استہزاءیہ بولی۔ " سمیع ظاہر تم پیسوں کے لالچ میں یہ کر رہے تھے ۔ تم عابد کو وہ لا کر دیتے جو اسے چاہیے تو یقیناً تمھارے لیے انعام ہوتا۔ تم اتنے لالچی کیوں ہو سمیع ؟"

" اچھا ای ایم سوری ۔۔" سمیع نے مصلحت آمیز انداز اپنایا۔ الف آنکھیں چھوٹی کیے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

" فاطق حجاج سے دور رہنا۔ "

وہ وراننگ دیتی وہاں سے گھر کی طرف چل دی۔ سمیع نے سانس کھینچتے خود کو ریلکس کیا۔ یہ لڑکی نہ ہوتی تو فاطق یقیناً اسے جیل کی ہوا کھلا دیتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ ایک چھوٹے سے بازار میں ریستوران کا منظر تھا ۔ اونچے چھت والے ریستوران کے اندرونی حصے میں ایک میز پر رمزے اور الف بیٹھی تھی ۔ نیلے رنگ کی دیواروں پر جا بجا پینٹنگز لگی تھی ۔ چھت سے گولائی کی شکل میں چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے فانوس لٹک رہے تھے ۔

" رمزے مجھے گھورنا بند کرو ۔ "

الف نے منہ سے سٹرا نکالتے جھنجلاہ کر کہا ۔ وہ جوس پی رہی تھی ۔ پائن ایپل جوس ۔

رمزے آگے ہوئی اور میز پر کہنیاں ٹکائی ۔ آنکھوں میں تشویش تھی ۔

" الف سچ بتاؤ تمھارے اور فاطق حجاج کے بیچ کیا چل رہا ہے ؟ "

" ہمارے بیچ کیا چل رہا ہے ؟ کچھ بھی تو نہیں ۔" الف نے کندھے اچکائے ۔

نظریں ریستوران کے باہر لگی کرسیوں پر بیٹھے ایک آدمی پر تھی ۔وہ ایک ہاتھ میں سگار لیے دوسرے سے فون سکرول کر رہا تھا۔ سامنے بھاپ اڑاتا کافی کا مگ تھا۔ کیا آج وہ اپنی کافی پیے گا؟

رمزے کچھ پل اسے دیکھتی رہی جو لاپرواہ بنی بیٹھی تھی ۔

" الف مت بھولنا کہ تم اسے دھوکہ دے رہی ہو۔" رمزے کی آواز میں کچھ باز رکھنے کا عنصر تھا۔

الف نے نظریں اس آدمی سے ہٹاتے رمزے پر جمائی۔ وہ عجیب سا مسکرائی ۔

رمزے کو اس کی آنکھوں میں کچھ نظر آیا۔ کوئی بغاوت سی۔ کوئی خود سری۔

" کوئی مجھے کچھ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ "

NOVEL HUT

اوریہاں رمزے ٹھہر گئی تھی ۔ ساکت ہوئی تھی ۔ وہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ الف تھی ۔ الف صُلافہ ۔ اس کی چھوٹی بہن ۔ وہ کچھ نہ کرنا چاہے تو کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا ۔ رمزے کو لگا تھا وہ اس کے رشتے کی وجہ سے مجبور ہوئی ہے یہ سب کرنے پر مگر نہیں ۔ الف مجبور نہیں ہوئی تھی ۔ وہ مجبور نہیں ہوا کرتی ۔ اس کے دماغ میں یقیناً کچھ اور چل رہا تھا ۔

" تو تم فاطق حجاج کو دھوکا نہیں دے رہی ؟ " رمزے کو اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی ۔

الف خاموش رہی ۔

" تم اگر اسے دھوکہ نہیں دے رہی تو پھر اتنا عرصہ اس کے پاس کیوں جاتی رہی ؟ "

الف مسکرائی ۔ آنکھوں میں چمک کے ساتھ ۔

NOVEL HUT

وہ آگے ہوئی اور میز پر کہنیاں ٹکائی ۔

" کیونکہ شہزادہ قلعے میں قید ہے ۔ "

اس کی آواز سرگوشیانہ تھی ۔

" کیا ؟" رمزے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

" کہہ تو رہی ہوں شہزادہ قلعے میں قید ہے جیسے کہانیوں میں شہزادیاں ہوتی ہیں ۔

"

" الف میں تم سے کیا پوچھ رہی ہوں اور تم کیا کہہ رہی ہو ؟" رمزے نے دانت پیسے۔

" ضروری تو نہیں ہے کہ ہمیشہ شہزادیاں ہی قلعوں میں قید ہوں۔ کبھی کبھی شہزادے بھی قلعے میں قید ہوتے ہیں جنھیں ایک شہزادی کی ، ایک ہم روحان

NOVEL HUT

کی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں آزاد ہونے میں مدد کرے ان اونچی دیواروں والے قلعے سے، ان برے جادوگروں سے جو انھیں قید کر کے رکھتے ہیں۔ "

" الف نہ یہاں کوئی شہزادہ ہے اور نہ جادوگر۔" الف بس مسکرائی ۔ نظریں پھر سے باہر بیٹھے مرد پر جمی۔ وہ کافی کے گھونٹ لے رہا تھا۔

رمزے کو اس کی بات تو کچھ خاص سمجھ نہیں آئی مگر اتنا سمجھ گئی تھی کہ شہزادہ وہ فاطق کو کہہ رہی ہے۔

" تو مطلب تم فاطق حجاج کو کوئی آزادی دلوا رہی ہو ؟ " رمزے بے طرح الجھی تھی ۔ اب اللہ ہی جانے اس کی یہ بہن کیا کر رہی تھی ۔

" انہوں ۔۔ میں انہیں آزادی نہیں دلوا سکتی۔ کہانیاں غلط بتاتی ہیں کہ کوئی آئے گا اور تمھیں آکر برے جادوگر سے آزاد کروا کر لے جائے گا۔ انسان خود آزادی نہ چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں صرف انہیں بتاؤں گی وہ کیا ہیں ،

وہ کیا کر سکتے ہیں، انہیں کیا کرنا چاہیے کیونکہ میں ان کی ہم روحان ہوں ۔ یہ میرا فرض ہے ۔ اس کے بعد ان کا ہر فیصلہ ان کا اپنا ہوگا۔ ان کی اپنی چوائس ۔"

"کیا شہزادی شہزادے کو ملے گی ؟"

اب کی بار رمزے نے اسی کے انداز میں سوال کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بہن انسانوں کی طرح پوچھنے پر کبھی نہیں بتائے گی۔ رمزے صرف اپنے مطلب کی بات جاننا چاہتی تھی۔

"شہزادیاں صرف انہی کو ملتی ہیں جو ان کے سوالوں کے جواب دے دیتے ہیں ۔"

ان کی دائیں طرف کھڑکی سے ہوا کا ایک جھونکا اندر آیا تھا۔ درمیان میں لٹکتی بھوری فاختہ اور اس کے اوپر کچھ فاصلے پر لگی سنہری گھنٹیوں والے ونڈ چائم نے چھنکار سا پیدا کیا۔

"کیا شہزادی خود نہیں چنے گی شہزادے کو؟"

"شہزادی ہمیشہ اپنے قلعے کو چنے گی۔"

الف نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ اس کی نظر گلاس وال کے باہر بیٹھے مرد پر تھی۔ اس کے ساتھ ایک اور نوجوان آ بیٹھا تھا۔ کلین شیو والا سانولی رنگت کا۔ کرم نواز۔ ایک ڈیٹیکٹیو اور لوگوں کا پیسہ کھانے والا آدمی۔ اس کا بھلا فاطق سے کیا کام؟ چلو آج یہ بھی پتہ کر لیتے ہیں۔ فاطق نے کرم کو ایک سفید لفافہ دیا اور پھر اٹھ کر چلا گیا۔ الف جانتی تھی اس کی کافی کا مگ ابھی آدھے سے زیادہ

بھرا ہو گا۔ الف نے دوبارہ رمزے کو دیکھا۔ اس کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

" الف ایسا کچھ مت کرنا جس سے تم مصیبت میں پھنس جاؤ، جس سے تمھیں نقصان ہو ۔ "

" ان کی ذات میرے نفع نقصان سے بہت اوپر ہے ، بہت مقدم۔" وہ رکی۔ ریستوران کی تمام مصنوعی روشنیوں کو مات دیتی کوئی روشنی اس کی آنکھوں میں جگمگائی تھی ۔ ہوا کے ایک زوردار جھونکے نے دوبارہ اس بار ونڈ چائم کو زور سے بجایا تھا۔ وہ چھنکار کانوں کو بھلی معلوم ہوئی تھی ۔ فاختہ یہاں وہاں جھول رہی تھی ۔ وہ خوش تھی شاید۔

" رمزے تم نہیں جانتی ۔ تم کچھ نہیں جانتی۔ ان کے لیے دنیا چھوڑی جا سکتی ہے اور تم مجھے نفع نقصان کا سوچنے کا کہہ رہی ہو۔"

اس نے ایسے کہا جیسے رمزے کی عقل پر ماتم کیا ہو۔ رمزے ششدر تھی ۔ ساکت بھی۔ یہ الف کون سے راستے کی مسافر تھی ۔

" تمھیں پتہ ہے رمزے میں کیوں پاکستان گئی تھی ؟ " الف نے یکدم سیدھے ہوتے بات بدلی۔ رمزے بھی سنبھلی ۔

" تم اس گھر سے دور رہنا چاہتی تھی ۔ بابا سے ۔۔"

" انہوں ۔ نہیں ۔" الف نے نفی میں سر ہلایا ۔

" میں اس لیے پاکستان آئی تھی تاکہ دیکھ سکوں کہیں تمھاری شادی تو ہمارے والدین جیسی نہیں۔" رمزے نے بے یقینی سے اسے دیکھا ۔

" تم میرا ویک پوائنٹ جانتی تھی ۔ تمھیں پتہ تھا میرا ٹراما کیا ہے اور تم نے وہی میرے خلاف اپنے شوہر کے کہنے پر استعمال کیا۔ تم نے مجھے ہرٹ کیا ہے رمزے ۔"

رمزے ساکت ہو گئی تھی ۔ الف کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ ابھری

۔

" مگر میں جان گئی ہوں رمزے میں غلط تھی ۔ مجھے تمھارے پیچھے نہیں جانا چاہیے تھا۔ یہ تمھاری پرسنل سپیس تھی ۔یہ تمھارا فیصلہ تھا جس کی مجھے عزت کرنی تھی ۔ اس فیصلے کے اچھے برے نتائج تمھیں خود بھگتنے تھے۔ میری موجودگی ضروری نہیں تھی ۔ میں موجود ہو کر بھی تمھیں کسی دکھ یا تکلیف سے نہیں بچا سکتی تھی ۔ میں غلط تھی ۔ میں اعتراف کرتی ہوں مگر معذرت نہیں کیونکہ میری وجہ سے تمھیں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ "

کرم اٹھا تو الف بھی اسے دیکھتے اٹھی۔بیگ کندھے پر ڈالا۔

" چلتی ہوں میں رمزے ۔ اپنا خیال رکھنا۔ " وہ آگے بڑھی پھر رک کر رمزے کی طرف مڑی۔

" اور ہاں الف کبھی فاطق حجاج کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ میں انھیں کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ "

وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی اور رمزے کو کئی خوفناک اندیشوں میں گرا چھوڑ گئی۔

وہ یہاں سے نکلتے ہی کرم کے پیچھے گئی تھی ۔ اس نے آج کرم سے اگلوا لیا تھا کہ فاطق کے لیے کیا کام کر رہا ہے۔ وہ جان گئی تھی کہ فاطق دمشق کیوں آیا ہے اور فاطق کے ہر سوال کا جواب اب الف کے پاس تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موجودہ دن:

لکڑی کے اونچے چھت والے ریستوران میں آج بھی معمول کے مطابق رش تھا مگر کچھ تھا فضا میں غیر آرام دہ کرتا ہوا۔ آج کھڑکی بند تھی ۔ سنہری گھنٹیاں ساکت اور بھوری فاختہ ششدر۔ کل وہ سنہری آنکھوں کی چمک پر خوش تھی

NOVEL HUT

اور آج وہ سرمئی آنکھوں کی بے یقینی پر نالاں۔ اس دن کی طرح آج بھی دو لوگ آمنے سامنے بیٹھے تھے مگر جگہیں بدل گئی تھی۔

فاطق دم سادھے سامنے بیٹھی رمزے کو سن رہا تھا۔ رمزے نے اسے سب بتا دیا تھا۔

رمزے آگے کو ہو کر دونوں ہاتھ باہم ملائے بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کا عنصر واضح تھا۔

" فاطق صاحب۔ میرا یہ سب آپ کو بتانے کا صرف ایک مقصد ہے اور میں جانتی ہوں آپ کے علاوہ یہ کوئی نہیں کر سکتا۔ "

فاطق کی آنکھوں میں سوال ابھرا تھا۔

" میں جانتی ہوں یہ مشکل ہے اس سب کے بعد جو ان سب نے آپ کے ساتھ کیا مگر میں چاہتی ہوں آپ الف کی حفاظت کریں کیونکہ میں نے اس کی

آنکھوں میں بغاوت دیکھی ہے ۔ میں نہیں جانتی وہ کیا کرنے والی ہے مگر الف وہ ہرگز نہیں کرے گی جیسا آپ کے چچا چاہتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اس کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ میں اسے سمجھنے میں ہمیشہ دیر کر دیتی ہوں۔ پہلے بھی اور اب بھی ۔پہلے مجھے لگتا تھا کہ الف نے پاکستان کی سکالرشپ بابا کے گھر سے دور رہنے کے لیے لی ہے مگر نہیں ۔ وہ صرف اس لیے پاکستان آئی تھی کہ دیکھ سکے کہیں میری شادی میرے ماں باپ جیسی تو نہیں اور اب بھی مجھے لگا کہ ہمارے رشتے کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے الف مجبور ہوئی ہے اور میں یہاں بھی غلط نکلی۔ "

NOVEL HUT

رمزے کے چہرے پر ملال پھیلا تھا۔

" وہ جا چکی ہے ۔ "

رمزے نے چونک کر فاطق کو دیکھا۔

" وہ پرسوں ملنے آئی تھی ۔ اس نے کہا وہ حلب جا رہی ہے ۔ "

فاطق کا بے تاثر چہرہ اور آواز رمزے کو خوف زدہ کر رہے تھے ۔

رمزے کا فون بجا۔ سکرین پر سمیع کا نام جگمگا رہا تھا۔ اس نے فون کان سے لگایا ۔

" یار رمزے کہاں ہے تمھاری بہن۔ پرسوں اس نے وہ فائل دی تھی اور کہہ رہی تھی کہ پیسے ملتے ہی وہ بریف کیس اوریو ایس بی کا پاسورڈ دے دے گی مگر اب فون ہی نہیں اٹھا رہی ۔ اس سے کہو کہ پاسورڈ دے باس اسے قتل کر دیں گے ۔ "

NOVEL HUT

وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا مگر رمزے فون بند کر چکی تھی ۔ اس نے فاطق کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" الف۔۔۔ الف وہ فائل سمیع کو دے چکی ہے ۔ "

فاطق کے چہرے پر ایک زخمی تاثر ابھرا۔ وہ اٹھا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے کہ رمزے کی آواز نے روک لیا۔

" الف نے کہا ہے کہ آپ کو کبھی دھوکا نہیں دے گی۔ "

بنا کچھ کہے وہ آگے بڑھ گیا ۔ رمزے نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ کیا کرے وہ ۔ کیا کر رہی تھی الف۔۔

فاطق نے باہر نکل کر بے اختیار سانس لیا۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

الف۔۔ الف ۔۔ الف صُلافہ۔ ایک نام ایک لڑکی۔ فاطق حجاج کی زندگی میں شامل ہونے والی ایک اجنبی ۔ کیا وہ دھوکا تھی؟ نہیں وہ دھوکا نہیں ہو سکتی۔ فاطق نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ رمزے شاید جھوٹ بول رہی ہو۔ ہاں یہ جھوٹ ہو سکتا ہے ۔

ہم انسان اتنے بہادر نہیں ہوتے کہ اپنے قریبی انسانوں کی غلطیوں ان کے دھوکوں کو قبول کر سکیں ۔ ہم ہمیشہ ان کے لیے جسٹیفکشن ڈھونڈتے رہتے ہیں ۔ اس لیے نہیں کہ ہم انہیں بچا سکیں بلکہ اس لیے کہ ہم خود کو بچا سکیں اس تکلیف سے جو ان کی اصلیت سامنے آنے پر ہمیں ہوتی ہے ۔

فاطق گھر میں داخل ہوا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا ۔بیڈ پر بیٹھتے اس نے اپنے سامنے لیپ ٹاپ کھولا اور اور ایک فائل پر آرکا ۔یہ اسے زکی نے بھیجی تھی ۔ الف کے اس کی زندگی میں شامل ہونے کے کچھ دن بعد ۔ فاطق نے یہ فائل ایک بار پہلے بھی دیکھی تھی ۔ آج وہ پھر دیکھنے والا تھا ۔

NOVEL HUT

کچھ عرصہ پہلے:

فاطق ابھی لاؤنج میں آیا تھا کہ دروازے کی گھنٹی بجی ۔ خلیل دروازے کی طرف بڑھا جسے روک کر فاطق نے خود قدم آگے بڑھائے ۔ دروازے کھولا تو سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی ۔ آمبر آنکھوں اور سیاہ بالوں والی ۔

وہ چہرہ فاطق حجاج کو کہیں اور لے گیا تھا۔

دو سال پہلے ، سیمنار ہال ، سوئی ہوئی ایک لڑکی۔

فاطق حجاج چہرے نہیں بھولتا تھا۔ اسے وہ یاد تھی۔

دو سال پہلے کی ایک بے ساختہ سی خواہش آج پوری ہو گئی تھی ۔ وہ آنکھیں آج برستی بارش میں اس کے سامنے تھیں ۔

دو سال پہلے:

وہ سیمنار ہال میں سٹیج پر کھڑا تھا۔ وہ آج بزنس ایڈمنسٹریٹرز ایشن پر لیکچر پر مدعو تھا۔ وہ بول رہا تھا کہ اس کی نظر نیچے سٹوڈنٹس میں بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی۔ وہ

سو رہی تھی ۔ آس پاس کی ہر شے سے بے نیاز ہو کر ۔ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی اسے دیکھ لے گا۔ وہ کتنی بے فکر تھی ۔

فاطق کے چہرے کو مدھم سی مسکراہٹ نے چھوا۔

یکدم اس کے دل نے خواہش کی کہ وہ آنکھیں کھولے۔وہ ان بے فکر آنکھوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ ایک گھنٹہ فاطق وہاں کھڑا رہا مگر وہ سوئی رہی اور پھر وہ اچانک وہاں سے چلی گئی ۔ فاطق نہیں دیکھ پایا اسے ۔ باہر نکل کر اس نے اس لڑکی کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہ کہیں نہیں تھی ۔

اور آج دو سال بعد وہ لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی ۔

وہ اس سے ملنے آئی تھی ۔

فاطق نے اسے اندر آنے دیا ۔ اس کی بات پر فاطق ٹھٹکا ۔ وہ تو پاکستان میں پڑھتی تھی پھر اس سے جھوٹ کیوں ؟

اسے منع کرنے کے بعد فاطق نے زکی کو یونیورسٹی سے الف صُلافہ کی انفارمیشن نکالنے کو کہا۔ وہ جاننا چاہتا تھا وہ کون ہے اور زکی نے کچھ دن بعد اسے الف صُلافہ کے نام کی ایک فائل بھیجی تھی جس کے مطابق وہ سافٹ ویئر انجینئرنگ کی سٹوڈنٹ تھی اور اپنا آخری سمسٹر چھوڑ کر واپس دمشق چلی آئی تھی ۔کیا اس نے یہاں دوبارہ سے بزنس میں ایڈمیشن لیا تھا ؟ہاں شاید ایسا ہی ہو۔ فاطق اس سے پوچھنا چاہتا تھا مگر اس نے کبھی نہیں پوچھا کیونکہ اسے الف صُلافہ کی موجودگی اپنی زندگی میں اچھی لگنے لگی تھی ۔

وہ فاطق سے بہت مختلف تھی ۔ وہ اپنی مرضی کرتی تھی ۔ صرف اپنے لیے جیتی تھی اور فاطق حجاج اس کے ساتھ جیتا تھا۔ اسے الف کو اپنے گھر میں دیکھنے کی عادت ہو رہی تھی ۔ الف کے ساتھ وہ بھول رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے ۔

الف اسے اپنے تمام خولوں سے باہر نکال رہی تھی ۔وہ خود میں تبدیلی محسوس کر رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی نئی بک پبلش کر وائے گا۔ وہ اب اپنے لیے، صرف اپنے لیے جینے کی کوشش کر رہا تھا اا لف اس کی زندگی میں نا محسوس انداز میں ضروری ہو گئی تھی ۔ الف کا ماضی جان کر اسے وہ اپنی جیسی لگی تھی ۔ اس روز الف کی آنکھوں کی نمی نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ اس دن الف نے بتا دیا تھا کہ وہ پڑھنے نہیں آتی اور فاطق حجاج کے دل کا ایک کونا یکدم پر سکون ہو گیا تھا کیونکہ وہاں جو شک کا ننھا سا بیج تھا اسے محبت کی مٹی نے خود میں گم کر دیا تھا ۔ دبا دیا تھا۔ ختم کر دیا تھا۔

اس نے کرم سے نضر کی انفاریشن نکلوائی تھی اور زکی کے ذریعے کچھ لوگوں کو ہائیر کر کے نضر کی اچھی خاصی دھلائی کروائی تھی ۔ اسے یقین تھا اب وہ الف پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔

اس نے الف کے لیے وہ ریستوران خریدا تھا۔ الف کو وہاں کا فلافل جو پسند تھا۔

آج الف بہت خوش تھی۔ وہ میر مہد کے شو میں جا رہی تھی ۔ الف سے بات کرنے کے بعد فاطق نے فون بند کیا تو خذیفہ کی کال آئی ۔

" کیسے ہو خذیفہ ؟ "

" فاطق تم یہ کیا کر رہے ہو؟ "

فاطق کے ماتھے پر بل پڑے۔

" کیا کر رہا ہوں ؟ "

" تم ۔۔ تم نے کسی لڑکے کو مار پڑوائی ہے ؟"

خذیفہ کی آواز میں بے یقینی تھی ۔ افففف زکی۔۔

NOVEL HUT

"ہاں۔۔"

"فاطق کیوں کیا تم نے یہ؟"

"اس نے الف پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو فاطق۔۔ اس لڑکی کے لیے۔ اس کے لیے تم نے ۔۔۔"

"الف کے لیے میں خود بھی مار سکتا ہوں۔"

"آج سے پہلے تو تم نے ایسا کچھ نہیں کیا؟" خذیفہ طنزیہ گویا ہوا۔

"آج سے پہلے میری زندگی میں کوئی الف تھی نہیں تو کیسے کرتا؟" فاطق کا اطمینان لاجواب تھا۔

"تم یہ نہیں ہو فاطق اور کیا بتانا پسند کرو گے وہ ریستوران کس خوشی میں خریدا ہے اور وہ شو کیوں سپانسر کیا ہے؟"

خذیفہ نے ایک اور سوال داغا۔

"میں آج ہی زکی کو فائر کر رہا ہوں۔میرا پی اے ہے یا تمھارا۔"

You are losing your focus Fatik

کچھ دیر بعد خذیفہ کی آواز ابھری۔فاطق نے آنکھیں میچی۔گلے میں گلٹی سی ابھری۔

"فاطق مجھے وہ لڑکی گولڈ ڈگر سے زیادہ کچھ نہیں لگ رہی تم اس پر۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ خذیفہ۔اس کے بارے ایسے الفاظ استعمال مت کرو۔وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی۔" وہ تیز لہجے میں بولا تھا۔آواز سے برہمی صاف ظاہر تھی۔

" اور مجھے کوئی ریگرٹ نہیں اس کے لیے یہ سب کرنے پر۔ میں اپنی ساری دولت دے کر اس کے لیے ایک خوشی خرید سکوں تو وہ اس سب سے بہتر ہے جو کچھ میرے پاس ہے ۔ میں اس کے لیے ہزار دفعہ یہ کر سکتا ہوں ۔ "

فون کے دونوں طرف کچھ دیر خاموشی چھا گئی ۔

" وہ تم سے بہت چھوٹی ہے فاطق۔ "

اور یہاں خذیفہ نے وہی بات کہہ دی تھی جس کا فاطق کو ڈر تھا۔ آنکھیں بند کیے اس نے نچلا لب کچلا۔ اتنی زور سے کہ منہ میں خون کا نمکین ذائقہ گھل گیا۔ کچھ دیر بعد فاطق نے فون بند کر کے سر پیچھے کو گرایا۔ چچا ، ماہین سے کمٹمنٹ ، الف اور اس میں عمر کا فرق ۔ کتنا کچھ تھا سوچنے والا۔

اسے الف سے محبت ہو گئی تھی ۔

اسے پہلی بار کسی سے محبت ہوئی تھی ۔

اور وہ ایٹ لیسٹ اس لڑکی کے لیے فیئر اور فاؤل جیسی سبیلیں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

وہ لڑکی ان سب چیزوں سے بہت اوپر تھی۔

سب سے اوپر۔

سب سے اہم۔

مگر الف سچ کہتی تھی اس کو لوگوں کی فکر زیادہ ہے کہ وہ کیا کہیں گے۔ ماہین سے کمٹمنٹ ایک پھندہ بن رہی تھی۔چچا کے احسان، ان کی باتوں کا مان ایک رکاوٹ۔

NOVEL HUT

اسے غلط وقت پر صحیح عورت سے صحیح قسم کی محبت ہو گئی تھی۔ وہ الف کو نہیں بتا پایا کہ اسے محبت ہو گئی ہے الف سے۔ وہ اسے نہیں روک پایا۔ اس کے دماغ میں ابھی بھی وہ تمام خیالات تھے۔ وہ جا رہی تھی۔ وہ اسے

کہنا چاہتا تھا کہ رک جائے ۔ فاطق کے لیے رک جائے۔ مگر وہ اس لڑکی کو کھو رہا تھا۔ اس نے کھو دیا تھا ۔ وہ چلی گئی تھی ۔

فاطق نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ یہ الف کیا کر کے گئی تھی ۔ اس کی زندگی الٹ پلٹ دی تھی۔

کافی دیر سے بجتا فون فاطق نے کان سے لگایا ۔

" السلام علیکم سر۔ "

" بولو زکی۔ " فاطق کی آواز میں بے دلی تھی ۔

" سر جرمنی سے ڈیلیکیشن پرسوں ہی آ رہی ہے آپ کو واپس آنا ہو گا۔ "

" ٹھیک ہے فلائٹ بک کرواؤ میری ۔" اس نے فون بند کر دیا۔

وہ جا رہا تھا الف کے دمشق سے ، شہزادی کے شہر سے ۔

کیا الف نے اسے نقصان پہنچایا ہو گا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد:

میٹنگ روم کے وسط میں رکھے شیشے کے لمبے ٹیبل پر جھکے فاطق حجاج نے سامنے رکھے پیپرز پر سائن کیے اور سیدھا کھڑا ہوا۔ ساتھ کھڑے سفید بالوں والے آدمی سے مصافحہ کیا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ یہ ڈیل آپ کے لیے خوش آئند ثابت ہو گی۔"

"ضرور۔" سفید بالوں والے آدمی مسکرا کر بولا۔

تھوڑی دیر بعد میٹنگ روم خالی ہو گیا۔ فاطق پاور چیئر پر بیٹھا تھا۔ نظریں پرسوچ انداز میں سامنے رکھی فائل پر جمی تھیں۔

تو الف نے اسے نقصان نہیں پہنچایا۔

الف نے کہا ہے کہ آپ کو کبھی دھوکا نہیں دے گی۔

رمزے کے الفاظ اس کی سماعت میں گونجے۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور سر سیٹ کی پشت پر ٹکایا۔

"کتنا مشکل ہے تمھیں سمجھنا الف۔۔۔"

اس نے سرگوشی میں کہا اور آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ ماہ پہلے:

وہ عابد علوی کے آفس سے سیدھا رمزے کی طرف آئی تھی۔

"الف میں چاہتی ہوں کہ تم وہ کام کر دو جو سمیع کا باس چاہتا ہے۔"

"میں نہیں کروں گی۔"

اس کے انکار پر رمزے ہتھے سے اکھڑی ۔

"کیوں میری زندگی برباد کر رہی ہو تم الف۔۔ خدا کا واسطہ ہے ہماری زندگیوں کا مشکل مت بناؤ۔"

الف نے بے یقینی سے گردن اٹھائے اسے دیکھا۔ وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی اور اس کے سامنے رمزے کھڑی تھی ۔

"میں تمھاری زندگی برباد کر رہی ہوں؟" الف نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

یہ کیسی بات تھی؟ کیسا الزام تھا؟ وہ اپنی بہن کی زندگی برباد کرے گی ۔یہ وہ آخری بات ہو سکتی تھی جس کی امید الف رمزے سے کر سکتی تھی ۔

"ہاں تم ۔۔ تم کر رہی ہو۔ تمھاری ہٹ دھرمی کر رہی ہے۔ ایک زرا سی بات مان لینے میں تمھارا کیا چلا جائے گا۔ "

تیز آواز میں کہتے رمزے نے رک کر گہرا سانس لیا۔ پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔

"دیکھو الف۔۔" اب کہ انداز سمجھانے والا تھا۔

" سمیع پر بہت پریشر ہے۔ اس کا باس اسے جاب سے نکالنے کی دھمکی دے رہا ہے اور اس سب کی وجہ سے ہمارے بیچ تلخی بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارا رشتہ خراب ہو رہا ہے اور صرف تمھاری وجہ یہ سب ہو رہا ہے۔ اس لیے الف خدا کا واسطہ ہے ان کا کام کرو اور میرے رشتے کو مزید مت خراب کرو۔۔"

NOVEL HUT

" رمزے۔۔۔"

الف اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ کہنا چاہا۔ الفاظ خلق میں ہی دم توڑ گئے۔ کوئی گیلا گولا سا تھا جو گلے میں پھنستا محسوس ہوا۔

"بس الف۔۔۔" رمزے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ اور قدرے رخ موڑ کر کھڑی ہوئی ۔ " اب تب میرے پاس آنا جب تم میری زندگی میں پھیلائی اپنی اس تلخی کو کم کرنے کے لیے تیار ہو۔ "

الف خاموشی سے باہر چلی آئی ۔ کتنی ہی دیر وہ اسلام آباد کی گیلی سڑکوں پر پھرتی رہی۔

ایک کیفے میں داخل ہوتے اس نے کونے کی میز پر جگہ سنبھالی۔ لمبے سرمئی صوفے اور درمیان میں سفید میز۔ اس نے میز پر سر ٹکا دیا۔

"کیوں میری زندگی برباد کر رہی ہو تم الف۔۔ خدا کا واسطہ ہے ہماری زندگیوں کو مشکل مت بناؤ۔"

رمزے کے الفاظ نے اسے ہرٹ کیا تھا۔ اسے گلے میں کچھ اٹکتا محسوس ہوا۔ وہ واپس سیدھی ہوئی۔ گلاس وال کے باہر شیڈز تلے کچھ کچھ فاصلے پر

سرخ اور پیلی کرسیاں لگی تھی اور اس سے آگے وسیع پارکنگ تک نظر جاتی تھی ۔ وہ گردن موڑے باہر دیکھتی رہی۔

"میں کیا کروں اللہ ؟" اس نے زکام زدہ سانس کھینچی ۔

"مجھے کیوں پھنسایا ہے آپ نے اس میں ؟ مجھے نکالیں اس سے ۔"

اس کی بھاری ہوئی آواز اونچی تھی ۔ ضد سے بھری ۔ دور کہیں زور سے بجلی کڑکی اور بارش کی موٹی بوندیں برسنا شروع ہوئیں ۔

"اللہ سے ضد کر رہی ہو؟" اس کے پیچھے سے آواز ابھری ۔ وہ خاموش ہوئی ۔ اس کے صوفے کے پیچھے والے صوفے پر کوئی بیٹھا تھا۔ اس نے گلاس وال میں ابھرنے والے اس کے دھندلے سے عکس کو دیکھا۔ وہ سفید شرٹ میں ملبوس تھا۔

"تو اور کیا کروں ؟"

" اللہ سے ضد کرنے کے بجائے مانگو۔ ہمبل ہوکر۔ عاجزی کے ساتھ ۔ مانگنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں لڑکی ۔"

وہ سامنے مڑ گئی ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف پشت کئے بیٹھے تھے ۔ گلاس وال پر بارش کے قطرے چھوٹے چھوٹے گول دائروں کی صورت میں جمع ہو رہے تھے ۔

" میں پھنس گئی ہوں ۔ ایک طرف کنواں ہے اور دوسری طرف کھائی ۔ مجھے کسی ایک کو چننا ہی ہے ۔ اور یہ چن کر مجھے خود اس میں نہیں گرنا ۔ کسی دوسرے کو گرانا ہے ۔ آپ بتائیں میں اب کیا کروں ؟"

" تم سامنے کا راستہ چن لو۔ " الف کو لگا اس نے کندھے اچکائے ہیں ۔

" سامنے بند دیوار ہے ۔ "

" اللہ بند دیواروں میں دروازے بنا دیتا ہے ۔ بس اس سے مانگنا آنا چاہیے ۔"

" آپ نہیں سمجھ رہے ۔" الف نے سر صوفے پر ٹکایا اور آنکھیں بند کیں۔مرد نے بھی شیشے میں اس کے دھندلے عکس کو دیکھا۔ بارش نے زور پکڑا۔ وہ ننھے قطرے غائب ہو گئے تھے ۔ پانی اب دھاریوں کی صورت نیچے اتر رہا تھا۔ کچھ دیر دونوں طرف خاموشی رہی۔

" کیا رونے سے مسئلے حل ہو جاتے ہیں ؟ " وہ پوچھ رہا تھا۔

" کیا رونے سے بھی کبھی کوئی مسئلہ حل ہوا ہے ؟" الف نے الٹا سوال کیا۔

" تو پھر تم کیوں رو رہی ؟ " شیشے میں اس کے دھندلے عکس پر نظریں جمائے اس مرد نے پھر سوال کیا۔

" کیونکہ میں ہرٹ ہوں۔ میرے کسی اپنے نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے ۔ میں اس سے یہ امید نہیں رکھتی تھی ۔ "

ان کے درمیان پھر خاموشی کی فصیلیں جگہ بنانے لگیں تھیں ۔

" تمھیں کیا پسند ہے ؟"

کچھ دیر بعد اس آدمی کی آواز دوبارہ آئی۔ الف نے آنکھیں کھولی۔ نظریں چھت سے لٹکتے تکون کی شکل کے فریم میں سنہری روشنی والے بلب پر پڑی۔

" مجھے ؟ "

" ہاں یعنی کس چیز میں تم اچھی ہو ؟ جو تمھیں کرنے میں مزہ آتا ہے ؟ "

وہ دوبارہ رخ سامنے کو کیے بیٹھ گیا تھا۔ اس لڑکی کی طرف پشت کر کے ۔ اس کے دھندلے عکس سے نظریں ہٹا کر۔ اب گلاس وال کے باہر دور وسیع پارکنگ تک نظر نہیں جاتی تھی ۔ اب صرف اندر کا منظر واضح تھا۔

" کوڈنگ۔" وہ جھجکی ۔" ہیکینگ ۔۔"

" اوو۔۔ ہیکر ہو تم۔۔" مرد کی حیرت سے بھرپور آواز ابھری ۔

" ہاں۔ "

"کیا کیا ہیک کر لیتی ہو ؟ "مرد نے دلچسپی سے سوال کیا۔

" سب کچھ جو آپ چاہیں ۔" اس نے کچھ اترا کر کہا۔

" ہوں۔ تو جینیئس گرل۔ کس کٹاگیری میں آتی ہیں ؟"

" آمم۔ آپ مجھے گرے ہیٹ ہیکر کہہ سکتے ہیں ۔" الف سیدھی ہو کر بیٹھی۔

" کیا آپ کو بھی ہیکینگ آتی ہے ؟ " الف نے پر جوش ہو کر سوال کیا۔

" نہیں ۔ برنس مین ہوں میں۔ "

" اوو۔ بورنگ ۔۔" اسے جیسے افسوس ہوا تھا اس کے بزنس مین ہونے کا سن کر۔

" ہاہ۔۔ بھلا بورنگ کیوں؟ " مرد کی آواز میں حیرت اور دلچسپی دونوں تھے۔

" پتہ نہیں ۔۔" الف نے کندھے اچکائے۔

" بس سوٹڈ بوٹڈ بزنس مینز مجھے روبوٹس لگتے ہیں ، اتنے سنجیدہ۔ بس کام اور کام۔ مجھے ان کی زندگیوں میں کوئی تھرل نہیں لگتا۔ اور اوپر سے اتنے تیز چلتے ہیں کہ بندے کو ان کو ساتھ چلنے کے لیے پاؤں کے نیچے ٹائر لگوانے پڑیں ۔"

مرد قہقہ لگا کر ہنسا۔

" تمھارا تجزیہ دلچسپ ہے مگر میں اسے رد کرتا ہوں لڑکی ۔ اب ایسی بھی بات نہیں ہوتی ۔ "

" واٹ ایور ۔۔" الف نے ہاتھ جھلایا۔

بارش اب بھی برس رہی تھی ۔ وہ یہ جانتے تھے مگر وہ اس سے انجان تھے۔

" ویسے اگر مجھے کبھی مجھے ہیکینگ جیسی خدمات چاہیے ہوں تو کیا میں تمھارے پاس آسکتا ہوں؟" وہ شاید مسلسل مسکرا رہا تھا۔ یہ تاثر اس کی آواز دے رہی تھی ۔

" بالکل ۔ آپ آسکتے ہیں ۔پیڈ ہیکینگ کے لیے ۔ " الف پیڈ پر زور دیتی مسکرائی ۔ وہ بھی مدھم سا ہنسا اور پھر فون کی روشن سکرین کو دیکھا ۔

" تم پھر سے تو نہیں روؤ گی ؟" ٹیبل کر سطح پر حرکت کرتا الف کا ہاتھ لمحے بھر کے لیے تھما۔ کیا وہ اجنبی اس کی فکر کر رہا تھا ؟

" میں رونے والوں میں سے نہیں رلانے والوں میں سے ہوں ۔ "

" تو پھر تھوڑی دیر پہلے کیا کر رہی تھی ؟؟ "

" انسان ہوں اتنا تو مارجن دیں کہ کبھی کبھی جذبات میں آکر آنسو بہا سکوں اور میرے رونے سے زیادہ تو یہ آپ کے شہر کا دیا گیا تحفہ ہے ۔" الف کا اشارہ اپنی بھاری ہوئی زکام زدہ آواز کی طرف تھا۔

" اچھا۔۔۔یہ میرا شہر ہے تو تمھارا شہر کون سا ہے ؟" اس سے باتیں کرنا دلچسپ تھا۔ وہ خود حیران تھا وہ ایک اجنبی سے اتنی باتیں کیوں کر رہا تھا؟ کیا ہمدردی میں ؟

" میں تو شہزادی کے شہر سے ہوں۔"

" شہزادی کا شہر؟؟" اس نے سوالیہ اوبرو اچکائی ۔

" ہاں ۔ وہ شہر جس کے سات دروازے ہیں ۔ "

" کیا تم سیدھی بات نہیں کرتی ؟ "

"میں تو سیدھی ہی کرتی ہوں لوگوں کو پتہ نہیں کیوں سمجھ نہیں آتی ۔ "

اس نے کندھے اچکائے ۔

" واقعی ۔ ساری دنیا کو تمھاری جیسی سیدھی باتیں کرنی چاہیے ۔" وہ طنز نہیں کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ سادہ تھا۔

"ہیں نا۔ مجھے بھی یہی لگتا ہے اور میرا شہر آپ کے لیے ایک پہیلی ہے۔ اسے سلجھائیں مجھے جان جائیں گے۔ "

"میں کوشش کروں کا سلجھانے کی۔ "

کوئی عہد نہیں تھا۔ کوئی یقین نہیں دلایا گیا تھا۔ ایک سادہ سی بات تھی بس۔

مرد فون ہاتھ میں لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ الف اس کی طرف نہیں مڑی تھی مگر اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ایک دراز قد آدمی ہے۔

"جذبات سر چڑھ جائیں تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر دیتے ہیں۔ یہ انسان کو زمین بوس کرنے میں وقت نہیں لگاتے۔ اب تم ریلیکس ہو۔ اب سوچو کہ کنویں اور کھائی میں کسی کو گرانے کے بجائے سامنے کی دیوار میں خود کے لیے راستہ کیسے بنانا ہے۔"

الف ساکت ہوئی ۔ وہ پرسکون ہو چکی تھی ۔ وہ واقعی پر سکون ہو چکی تھی۔ اس نے تیزی سے گردن پیچھے موڑی مگر وہ جا چکا تھا۔ صرف اس کا کافی سے بھرا مگ اب بھی ٹیبل پر تھا۔ وہ واپس آگے مڑ گئی۔ وہ اسے ریلکس کر گیا تھا۔ اس نے بیگ کھولا اور ایک گلابی سٹکی نوٹ نکالا۔ اس پر کچھ الفاظ گھسیٹے اور اٹھ کر وہ نوٹ اس مگ پر چپکا دیا۔ وہ جانتی تھی یہ نوٹ اس اجنبی کو کبھی نہیں ملے گا ۔ شاید تھوڑی دیر بعد وہ اس کیفے کی ڈسٹ بین کا حصہ ہو گا مگر پھر بھی وہ اسے شکریہ کہنا چاہتی تھی۔

شیشے کی دیوار میں بننے والے دونوں عکس اب وہاں موجود نہیں تھے ۔ منظر خالی ہو گیا تھا مگر یاد باقی رہ گئی تھی ۔

وہ وہاں سے باہر نکل آئی اور ہاسٹل کی طرف چل دی۔ وہ سوچتی رہی۔ سب کچھ ملاتی رہی۔ عابد علوی رمزے کو الف کے خلاف استعمال کر رہا تھا۔ اور

رمزے وہ الف کا ویک پوائنٹ جانتی تھی اور وہ یقیناً اپنے شوہر کے کہنے پر اسے الف پر پریشر ڈالنے کے لیے استعمال کر رہی رہے۔ اس کی بہن اس کے ٹراما کو اس کے خلاف استعمال کر رہی ہے ۔ ایک تلخ مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی ۔ اگر سب اپنا سوچ رہے ہیں تو اسے بھی اپنا سوچنا چاہیے ۔ کافی دیر وہ سوچتی رہی۔ وہ حل نکالتی رہی اور آخر کار اس نے ایک حل نکال دیا تھا جس سے اس کی آنکھوں کی چمک واپس لوٹ آئی تھی ۔

وہ عابد علوی کا کام کرے گی مگر صرف دکھانے کی حد تک۔اس نے کہا تھا کہ آپ مجھ سے کبھی وہ کام نہیں کروا سکیں گے جو آپ چاہتے ہیں۔ وہ اپنے لفظوں کی پکی تھی ۔ بس زرا سا نظر کا دھوکا ہی تو دینا تھا۔ بھلا اس بڈھے کو کیا پتہ الف کیا کر رہی ہے ۔ وہ اس سے پیسہ لے گی اور یہ پیسہ الف کو مجبور کرنے کی قیمت ہو گا۔ پھر وہ سکون سے زندگی گزارے گی۔

شام ہونے پر وہ ہاسٹل آئی اور سو گئی ۔ اسے کل ایک نئے دن کا آغاز کرنا تھا

۔

اگلے دن وہ عابد کے آفس میں موجود تھی ۔ پر سکون سی ۔اس نے عابد کے چہرے پر فتح کی خوشی دیکھی تھی مگر اسے کہاں معلوم تھا اب تو الف کا پلان شروع ہونا تھا اور اس چیز نے الف کو محظوظ کیا تھا۔ اسے اب یہ ایک ایڈونچر لگ رہا تھا۔ اور وہ اس کے لیے ایکسٹائیٹڈ تھی ۔

الف نے پلان کے مطابق ایک ہفتہ یوں ہی گزرا اور پھر کہہ دیا کہ لیپ ٹاپ میں کچھ نہیں ۔ اب الف کے فرشتوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی کہ آیا وہ معلومات لیپ ٹاپ میں ہے بھی کہ نہیں۔ مگر یہاں جہاں الف کے مطابق اب سب ختم ہو رہا تھا وہاں سے آگے ایک اور کہانی شروع ہو گئی تھی ۔

NOVEL HUT

اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عابد اسے اس فائل کا ڈیٹا چرانے کو کہے گا وہ بھی فاطق کے گھر سے ۔ پہلے تو اسے غصہ آیا مگر پھر اس نے سوچا جو پہلے کر رہی تھی وہی اب بھی کر لیتی ہوں ۔ اس میں فائدہ تو اس کا اپنا ہونا تھا نا اور پھر الف چار سال بعد دمشق آئی فاطق حجاج کے لیے ۔

عابد علوی کے مطابق یہ سب اس کا پلان تھا مگر اب سب الف کے مطابق ہو رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا اب وہ واپس کبھی پاکستان نہیں جائے گی اور نہ ہی دمشق میں رہے گی ۔ اسے ایک دوسرے ملک جانا تھا۔ ایک نئی زندگی شروع کرنے کے لیے ۔ اور اس دوسرے ملک میں رہائش اور ہر چیز کے انتظام تک اسے یہ کھیل کھیلنا تھا۔ وہ شاید یہ کھیل بہت پہلے ختم کر چکی ہوتی مگر فاطق حجاج کو یونہی چھوڑ دینا اتنا آسان نہیں تھا۔ وہ نہ خود اسے نقصان پہنچائے گی اور نہ کسی اور کو یہ کرنے کی اجازت دے گی۔ اس لیے اس نے وہ

تمام ڈیٹا اس وقت سمیع کے حوالے کرنے کا سوچا جب ان کے پاس فاطق کو نقصان پہنچانے کا وقت نہ بچے۔ اس نے اپنی طرف سے فاطق کو بچانے کے لیے جو کرنا تھا کر دیا۔ اب اگر عابد نے اس کی پیٹھ پیچھے کچھ اور کیا ہو تو اس کا وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

آج سمیع نے اسے فون کیا تھا۔

" تمھارے پاس زیادہ سے زیادہ پانچ دن ہیں۔ وہ ڈیلکیشن اسی ہفتے آ رہی ہے ۔ باس نے کہا ہے جلد از جلد کام کو ختم کرو۔ "

" ٹھیک ہے ۔میں تم تک آج کل میں وہ فائل پہنچا دوں گی ۔ " اس نے فون بند کر دیا۔

اسے بھی اب یہ ڈراما ختم کرنا تھا۔ وہ فاطق کی طرف چلی آئی ۔ باہر کا دروازہ کھلا تھا ۔ وہ آہستہ سے اندر آئی ۔ پھر کچن کی طرف قدم بڑھائے ۔ وہ

دروازے کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔ الف نے کچھ سوچ کر سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے ۔ فاطق کے کمرے میں آکر الماری کے پٹ وا کیے۔ سامنے لاکر تھا۔ اس نے جینز کی جیب سے گلابی نوٹس نکالے۔ سٹڈی ٹیبل سے قلم اٹھاتے کچھ الفاظ گھسیٹے اور نوٹ لاکر پر چپکا دیا۔ وہ جانے لگی کہ رکی۔ لاکر میں ایک کوڈ ڈالا۔ فاطق کا فون کوڈ۔ زیرو تھری سکس نائن۔(0369) لاکر کھل گیا۔ اگر فاطق کو کبھی اس سب کھیل کا پتہ چلا تو وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ہر چیز تک رسائی ہونے کے باجود اس نے فاطق کو نقصان نہیں پہنچانا تھا۔ اس نے فاطق کو چنا تھا۔ وہ لاکر ویسے ہی چھوڑ کر واپس نیچے آئی اور لاؤنج میں کھڑے ہو کر فاطق کو آواز دی۔یہ فاطق حجاج سے اس کی آخری ملاقات تھی ۔

فلائٹ سے ایک روز پہلے الف نے سمیع کو ایک بریف کیس دینے کے لیے بلایا تھا۔ وہ جانتی تھی عابد نے اس پر نظر رکھوائی ہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے جانے سے پہلے کسی کو کچھ پتہ چلے۔ اس لیے اس نے وہ فائل سمیع کے حوالے کرتے یہ تاثر دیا کہ اس نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ اب جب اس کے اکاؤنٹ میں بقیہ تمام رقم ٹرانسفر ہو گی تب وہ بریف کیس کا پاسورڈ دے گی۔ وہ جانتی تھی اس کے بعد اس پر نگرانی ختم ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔

اوریہاں سمیع ظاہر نے اپنی زندگی کی دوسری بڑی غلطی کی تھی۔ اس نے الف پر بھروسہ کیا تھا۔ الف نے کہا تھا مارکس کو اس پتھر کی منحوسیت کھا گئی ہے۔ سمیع بھی بہت جلد جاننے والا تھا کہ الف نے یہ کہانی اسے کیوں سنائی ہے۔ اسے بھی ایک منحوسیت کھا جانے والی تھی۔

الف کی منحوسیت۔

اور فاطق ۔۔۔ اس روز سبز چھتری کے نیچے اس مرد کے ساتھ کھڑے وہ جان گئی تھی کہ اس مرد کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی دیکھنا الف صُلافہ کی زندگی کا سب سے دردناک المیہ ہو گا۔

اس سے جتنی بھی محبت ہو الف نے اسے چھوڑ کر جانا ہی تھا کیونکہ ۔۔

ان کے ساتھ ساتھ ہونے کا فیصلہ الف نے نہیں کسی اور نے لینا تھا۔

یہ فیصلہ فاطق حجاج نے لینا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عابد نے میز پر رکھا مگ اُٹھایا اور پوری قوت سے سامنے دیوار پر دے مارا۔ مگ کے ٹکڑے ہوا میں اچھل کر دور تک گرے۔ زمین پر ایک سیاہ بریف کیس الٹا پڑا تھا اور ساتھ ایک کاغذ بھی جس پر کچھ الفاظ لکھے تھے۔

"تم مر کر بھی مجھ سے وہ کام نہیں کروا سکتے جو میں نہ کرنا چاہوں۔"

ساتھ ایک ہستا ہوا چہرہ۔

وہ لڑکی عابد علوی سے بہت سا پیسہ لے کر دنیا کے کسی کونے میں گم ہو چکی تھی ۔ سفید کاغذ پر نیلی روشنائی سے لکھے وہ لفظ عابد کو تمسخر اڑاتے محسوس ہو رہے تھے ۔ وہ لڑکی اس کا مذاق اڑا رہی تھی کہ وہ کتنا بے وقوف ہے ۔

عابد نے آگے بڑھ کر سمیع کا کالر دبوچا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی سمیع ؟" اس نے ہر لفظ کو چباتے ہوئے ادا کیا ۔ غصے سے عابد کا چہرہ سرخ پڑھ رہا تھا۔

" خدا کی قسم سر میں نہیں جانتا۔ وہ اس روز کے بعد کسی سے نہیں ملی ۔ "

سمیع بامشکل اپنی بات پوری کر سکا۔ عابد نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے دیوار سے لگا ۔ اتنی زور سے کہ درد کی ایک لہر کمر میں اٹھتی محسوس ہوئی ۔

" اس نے مجھے ، عابد علوی کو دھوکا دیا ہے ۔ وہ اس کی قیمت چکائے گی ۔ اور جانتے ہو کیا ۔" عابد نے دوبارہ اسے کالر سے دبوچتے دیوار سے پٹخا۔

" اس نے مجھ سے کتنی رقم لی ہے ؟ اتنی کہ تمھاری سات نسلیں بھی وہ قیمت نہیں چکا سکتی۔ "

عابد پر کوئی جنون سا سوار تھا۔ وہ لڑکی اسے بری شکست سے دوچار کر گئی تھی ۔

"مجھے وہ لڑکی اور میرا پیسہ دونوں واپس چاہیے ورنہ یاد رکھا میں وہ رقم تمھارے حلق سے نکالوں گا۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اب اور میرے سامنے تب آنا جب وہ لڑکی تمھارے ساتھ ہو۔ "

اس نے دھاڑ کر کہا۔

سمیع جلدی سے باہر کے جانب لپکا۔ عابد نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ غصے سے دماغ کی نسیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھی۔

"مجھے دھوکا دینے کی قیمت تمہاری موت ہوگی الف صُلافہ۔"

عابد نے الٹے پڑے بریف کیس کو لات مارتے سرگوشی کی تھی۔

☆☆☆

سمیع تھکے قدموں کے ساتھ گھر میں داخل ہوا اور صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موند لیں۔

کچن کے دروازے سے باہر نکلتی رمزے اس کے پاس آکر بیٹھی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"سمیع۔۔۔۔"

اس نے سرخ آنکھیں کھول کر پاس بیٹھی رمزے کو دیکھا۔

" تمھاری بہن نے ہمیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی رمزے ۔ "

" کیا کیا ہے الف نے ؟" زمرے کا دل بری طرح دھڑکا۔ آخر ملاقات میں الف کی چمکدار مسکراہٹ یاد آئی۔

" تمھاری بہن نے ہمیں دھوکا دیا ہے ۔ وہ عابد علوی سے ڈھیر سارا پیسہ لے کر غائب ہو چکی ہے اور اب وہ آدمی میرے حلق کو آرہا ہے ۔ " رمزے کی آنکھیں پھیلیں۔

آخرکار الف اپنی مان مانی کر چکی تھی ۔ اس نے کہا تھا وہ فاطق کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس نے وہ اپنی کہی بات پوری کی تھی ۔ وہ لڑکی کئی لوگوں کے ساتھ کھیل گئی تھی ۔

"میں نے آپ سے پہلے کہا تھا الف کو مت گھسیٹیں اس سب میں۔" رمزے نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو تم؟" سمیع سیدھا ہوتا تیز لہجے میں بولا۔

"یہ کہ اس سب میں میری غلطی ہے تمھاری اس بہن کی نہیں۔ انسانوں کی طرح بات مان لیتی تو آج یہ سب نہ ہو رہا ہوتا۔ مگر نہیں وہ تو شہزادی ہے جس کے لیے اس کے اصول سب کچھ ہیں۔"

سمیع نے غصے سے اس کا ہاتھ پرے جھٹکا۔

"تم۔۔ تم جانتی ہو نا تمھاری بہن کہاں ہے؟" سمیع نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نہیں جانتی سمیع۔"

"وہ آخری بار تم سے ملی تھی۔"

"ہاں مگر اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ "

" رمزے، عابد تمھاری بہن کو ڈھونڈ رہا ہے ۔ اس پاگل بڈھے کو وہ نہ ملی تو ہم سب کو وہ مار دے گا۔ خدا کا واسطہ ہے اگر جانتی ہو تو بتا دو۔ اپنی ، اپنے بیٹے کی زندگی بچاؤ ۔باڑ میں بھیجو اس دھوکے باز کو۔ "

" میں سچ کہہ رہی ہوں ۔ میں نہیں جانتی ۔ اس نے مجھے نہیں بتایا۔ " رمزے نے یقین دلانا چاہا۔

سمیع کچھ دیر خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا ۔ پھر اٹھا اور تن فن کرتا کمرے میں چلا گیا ۔ ٹھاہ سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی ۔

رمزے نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ کس مصیبت میں الف پھنسا گئی تھی اسے ۔ ایک طرف شوہر تھا تو دوسری طرف بہن ۔ اسے الف کی فکر ہو رہی تھی ۔ عابد اس تک پہنچ گیا تو کیا ہوگا۔ الف نے جو کیا سو کیا مگر وہ اس

کے ساتھ کچھ برا ہوتا نہیں دیکھ سکتی ۔ اب صرف ایک انسان تھا جو الف کی حفاظت کر سکتا تھا۔

رمزے نے فون اٹھایا اور نمبر ڈائل کرتے کان سے لگایا ۔ کچھ بلز کے بعد فون اٹھا لیا گیا اور ایک بھاری آواز گونجی ۔

" ہیلو ۔۔"

" میں رمزے بول رہی ہوں فاطق صاحب ۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بارش کے بعد ایک خوبصورت روشن صبح نے اسلام آباد کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ سورج کی نرم گرم کرنیں سکون کا باعث تھیں مگر اپنے کمرے میں کھڑکی کے سامنے کھڑے عابد علوی کی بے چینی ، غصہ ، نفرت حد سے سوا تھی اور یہ سب چیزیں الف صُلافہ کی مرہون منت تھیں ۔

دروازے پر دستک ہوئی تو عابد نے پلٹے بغیر اندر آنے کی اجازت دی۔

"سر فاطق صاحب آئے ہیں آپ سے ملنے ۔"

ملازم نے اندر داخل ہوتے ہی اطلاع دی ۔

"ہوں ۔ آتا ہوں ۔" عابد کے کہتے ہی ملازم واپس پلٹ گیا۔

سیڑھیاں اترتے ہی سامنے انہیں لاؤنج میں فاطق بیٹھا نظر آیا ۔ سیاہ رنگ کے تھری پیس میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ پوری شان سے بیٹھا۔ اس کے سامنے بیٹھی ماہین اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اسے دیکھتے ان کے اندر نفرت اور غصہ کچھ اور بڑھا۔

وہ لاؤنج کا دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے مگر آج کچھ بدل گیا تھا۔ وہ سفید سنہرا لاؤنج ویسا ہی تھا بس وہاں بیٹھا وہ مرد بدل گیا تھا۔ اس میں کچھ بدل گیا

NOVEL HUT

تھا۔ فاطق انہیں دیکھ کر بھی کھڑا نہیں ہوا۔ وہ ماہین کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئے ۔ نظریں گہرائی سے سامنے بیٹھے مرد کو جانچ رہی تھی ۔

" کیسے ہو فاطق ؟ "

" ٹھیک ہوں میں چچا۔ آپ بتائیں ۔ آپ کیسے ہیں ؟ آپ کے کام کیسے چل رہے ہیں ؟"

اس نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔ اس کا لہجہ سادہ تھا مگر انہیں لگا وہ طنز کر رہا ہے ۔

" میرے تو ٹھیک ہیں مگر لگتا ہے تم تمیز دمشق ہی بھول آئے ہو۔ کیا کسی کی صحبت کا اثر ہو گیا ہے؟ " عابد کے لہجے میں دبا دبا سا غصہ اور طنز تھا۔

فاطق چہرہ جھکا کر مسکرایا۔ گالوں میں ڈمپل واضح ہوئے ۔ واپس چہرہ اٹھایا تو مسکراہٹ مفقود تھی۔

"کیا اسے آپ ہی نے میری زندگی میں شامل نہیں کیا؟"

وہ سراپا سوال تھا۔

" اوو ۔۔ تو وہ دھوکے باز بدتمیز لڑکی تمھیں بتا گئی ہے سب کچھ۔ "

" انہوں ۔۔۔ " اس نے نفی میں سر ہلایا۔" اس نے کچھ نہیں بتایا۔ "

ماہین ان کے درمیان بیٹھی تحیر سے انہیں دیکھ رہی تھی ۔ وہ ایسے تو بات نہیں کرتے تھے ۔

"آپ لوگ کس بارے میں بات کر رہے ہیں ؟"

اس نے بیچ میں سوال کیا مگر کسی نے بھی اس کی طرف دھیان نہ دیا۔ وہ یہاں عدم تھی ۔

" اس نے صرف اتنا بتایا کہ آپ مجھ سے کتنی نفرت کرتے ہیں ۔"

یہ کہتے فاطق کے نظروں کے سامنے ایک منظر آیا ۔

کچھ لفظ ۔ ایک حقیقت ۔

(دروازے پر ملنے والے لفافے اور اس کے اندر کے پیغام نے فاطق کو الجھن میں ڈال دیا تھا ۔ کوئی رمزے رمیز تھی جو اس سے ملنا چاہتی تھی ۔ اس سے الف کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی ۔

وہ کافی دیر اس بارے میں سوچتا رہا ۔ پھر سر جھٹک کر لیپ ٹاپ اٹھایا ۔ اس نے لڈ کھولی تو وہاں پر بھی ایک گلابی سٹکی نوٹ تھا ۔ یقیناً یہ بھی الف نے ہی رکھا تھا ۔

NOVEL HUT

اس پر ایک سطر لکھی تھی ۔

(Your guardian is not your guardian

تب فاطق سمجھ نہیں پایا تھامگر اب وہ سمجھ گیا تھا کہ کیوں الف نے یہ کہا۔

عابد استہزائیہ ہنسے۔

فاطق نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور زرا آگے کو ہو کر بیٹھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بالکل سنجیدہ تھے۔

"آپ نے مجھ پر بہت احسانات کیے ہیں ۔مجھے تب سہارا دیا جب میرے پاس کوئی نہیں تھا۔مجھے اپنے گھر میں رکھا۔مجھے پڑھایا لکھایا ۔ انہی سب احسانات کے باعث میں ہمیشہ آپ کے سامنے جھکا رہا ۔ آپ کی عزت کی۔ آپ کی ہر بات مانی یہ سوچ کر کہ آپ میری بھلائی چاہتے ہیں مگر آپ تو مجھے برباد کر رہے تھے ۔ کیوں ؟ میں نے کیا کیا تھا؟"

وہ حساب منگنے نہیں آیا تھا۔ وہ صرف جواب چاہتا تھا۔

" تمھاری غلطی صرف یہ ہے کہ تم حجاج علوی کے بیٹے ہو اور مجھے حجاج سے نفرت ہے ۔ " ان کے چہرے پر حقارت اور لہجے میں نفرت فاطق پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں تکلیف دہ تاثر ابھرا۔

" آپ ایک بار کہہ دیتے میں آپ کی زندگی سے چلا جاتا۔ اس سب کی ضرورت نہ رہتی ۔ آپ میرے لیے بہت محترم تھے۔ "

کوئی ملال سا تھا جو اسے ان کی بات سن کر ہوا تھا۔

" میں تمھیں اپنی زندگی سے نکالنا نہیں چاہتا تھا ورنہ تمھیں جھکا کر مجھے سکون کیسے ملتا۔ "

عابد کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی ۔ فاطق کو ان پر کسی پاگل کا گمان ہوا۔ وہ اسے جھکا کر خوش ہو رہے تھے ۔

"آپ نے سب خراب کر دیا۔ہمارا رشتہ سب کچھ۔"

"ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم میرے غلام ہو ۔"

"تھا۔۔ کبھی کسی وقت میں۔ اور وہ غلامی نہیں آپ کی عزت تھی۔"

فاطق نے ایک گہرا سانس لیا۔

"بہرحال آپ نے جو کیا میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا مگر۔۔" وہ رکا۔ آنکھوں کے تاثرات سرد ہوئے۔ کچھ تھا جو یکدم اس کے چہرے پر بدلا تھا۔ وہ زخمی پن وہ ملال کہیں مفقود ہوا تھا۔

"الف کے معاملے میں کچھ برداشت نہیں کروں گا۔"

وہ اٹھا۔ کوٹ کا سامنے والا بٹن بند کیا۔

"الف کے پیچھے مت جائیے گا اور اسے نقصان پہنچانے کا تو سوچیے کا بھی مت ورنہ آپ کو برباد کرنے سے پہلے ایک سیکنڈ بھی نہیں سوچوں گا۔ "

" تم مجھے برباد کرو گے ؟ مجھے ؟ " عابد نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔ چہرے پر کوئی شاک سا ابھرا تھا۔

" کہا نا الف کے پیچھے مت جائیے گا۔ اس لڑکی کا محفوظ رہنا آپ کی سلامتی کی ضمانت ہے اور یہ صرف خالی دھمکی نہیں ہے آئی رئیلی مین ایٹ۔ "

عابد خاموشی سے اس کا یہ نیا انداز دیکھ رہے تھے ۔ فاطق ماہین کی طرف متوجہ ہوا۔

NOVEL HUT

" اور۔۔"

اس نے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی سے انگھوٹھی اتار کر میز پر رکھی۔

"تم یہ رنگ ۔۔ " اشارہ ماہین کے ہاتھ کی طرف کیا۔۔" اب ایز آگفٹ رکھ سکتی ہو ۔"

وہ کہہ کر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بابا یہ فاطق کیا کہہ کر گیا ہے ؟" ماہین نے بے یقینی سے عابد کی طرف مڑتے پوچھا مگر عابد ابھی بھی داخلی دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ گیا تھا۔

"The man is in love"

ان کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ وہ بمشکل خود سن پائے ہوں ۔ ماہین اٹھی اور تیزی سے فاطق کے پیچھے گئی ۔ وہ پورچ میں تھا۔

" فاطق ۔ "

فاطق رک کر پلٹا۔ کرنیں پوری آب و تاب سے اس کے چہرے کو روشن کیے ہوئے تھیں۔

" تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ " ماہین تیز قدموں سے اس کے سامنے آرکی۔ چہرے پر اب تک بے یقینی تھی ۔

" کیا کیا ہے میں نے ؟" پینٹس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایسی لاعلمی سے اس نے کہا کہ بندے کو شبہ ہو جائے کہ کیا ابھی اندر یہی فاطق تھا؟

" تم اندر ہماری منگنی توڑ کر آرہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے ؟ "

" منگنی ہی تو تھی ٹوٹ گئی ۔" فاطق نے پر سکون سے کندھے اچکائے ۔ ماہین غور سے اسے دیکھتی رہی ۔ یہ فاطق کون تھا؟ ماہین کے ذہن میں کسی اور کا خاکہ بھی ابھرا تھا۔ ایک دور جاتی ہوئی سفید جرسی والی لڑکی کا۔

" تم یہ سب اس لڑکی کی وجہ سے کر رہے ہو نا؟"

فاطق کے سامنے دو سنہری سی چمکدار آنکھیں لہرائی تھی۔ اسے سوچنا نہیں پڑا تھا کہ ماہین کس لڑکی کی بات کر رہی ہے۔

" نہیں ۔یہ سب میں اپنی وجہ سے کر رہا ہوں۔مجھے تم سے شادی نہیں کرنی تھی ماہین ۔تم لوگ میری فیملی تھے۔ میں اپنی فیملی کھونا نہیں چاہتا تھا۔ چچا کا مان رکھنے کے لیے میں نے ہاں کی تھی ۔مگر میرا فیملی کا برم اس قدر بری طرح ٹوٹا ہے کہ اب کوئی مان رکھنے کو دل نہیں چاہ رہا۔ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی بس بات ختم۔"

" کیا ہمارا رشتہ تمھارے سامنے اتنا حقیر تھا ؟ "

" بات یہاں ہمارا رشتے کی نہیں میری ہے ۔ کسی نے مجھے کہا کہ مجھے اپنے لیے جینا چاہیے۔ میں نے ہمیشہ اپنے دل کے بجائے دوسروں کی سنی ہے ۔ میں اب دل کی سننا چاہتا ہوں ۔ میں لکھنا چاہتا ہوں۔ میں جینا چاہتا ہوں۔ جو

پیچھے گزر گیا میں وہ بدل نہیں سکتا ۔ جو ابھی ہے ، جو آگے آرہا ہے وہ میری مرضی کا ہوگا۔ اور میری مرضی تمھارے ساتھ شادی کرنے میں نہیں ہے ۔ میں یوں خوش نہیں رہوں گا۔ "

ماہین کے چہرے پر بے یقینی کا اثر زائل کرتا کوئی ملال اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

" کیا میں تمھیں اتنی ناپسند ہوں؟ "

" ناپسند نہیں ہو تم۔ مگر خود غرض ضرور ہو۔ تم آج صرف اس لیے میری طرف آئی ہو کہ فاطق حجاج ایک نام ہے ورنہ تمھیں مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی نہ پہلے نہ اب۔ "

" اور وہ لڑکی وہ کون تھی؟ کیا تمھیں لگتا ہے کہ وہ تمھارا پیسہ ، سٹیٹس دیکھ کر تمھاری طرف نہیں آئی ؟ " وہ تیز لہجے میں طنزیہ بولی۔

" کیا میں تمھیں جوابدہ ہوں ؟"

فاطق نے دونوں اوبرو اٹھائے ۔ ماہین لب بھینچے کھڑی رہی۔ وہ پلٹا ۔ پھر ایک پل کے لیے رکا۔ زرا سی گردن ترچھی کی۔ اب سورج کی کرنیں اس کے داہنے رخ چہرے پر گر رہی تھی۔ آنکھوں کے سرمئی رنگ میں موجود سیاہ پتلی نرمی سے کچھ اپنے حجم سے بڑی ہوئی تھی ۔

" وہ لڑکی ۔۔۔۔ محبت ہے ۔ " وہ مدھم آواز میں کہتا آگے بڑھ گیا۔

ماہین اسے جاتا دیکھتی رہی۔

وہ جان گئی تھی وہ اب کبھی نہیں پلٹے گا۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکلتا گال پہ پھسلتا چلا گیا تھا۔ وہ ایک اچھا دوست تھا۔ اور اس نے آج ایک دوست کھو دیا تھا۔

فاطق باہر نکلا اور گاڑی کی طرف آیا ۔اس کی سیاہ مرسڈیز کے ساتھ ہی زکی کھڑا تھا جس نے اس کے آتے ہی دروازہ کھولا۔ فاطق اندر بیٹھ گیا۔ زکی بھی گھوم کر دوسری جانب بیٹھا ۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

زکی فاطق کو آج کی میٹنگز کے بارے میں بتا رہا تھا جو وہ بے دلی سے سن رہا تھا۔ زکی نے ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑ رکھا تھا۔

"سر آج صبح کسی کرم نواز کی طرف سے ایک میل ریسیو ہوئی ہے ۔اس میں کوئی ایڈریس ہے اور آپ کے لیے ایک پیغام بھی ۔"

فاطق جھٹکے سے اس کی طرف مڑا۔ اس کے ہاتھ سے آئی پیڈ لیا اور خود میل دیکھی۔

وہ کرم کی طرف سے ہی تھی جس میں اس کا وقت برباد کرنے پر معذرت کے ساتھ ساتھ ایک ایڈریس بھی تھا۔ اور کرم کے مطابق یہی ایڈریس اس کی منزل تھا۔

فاطق نے کتنی دفعہ اس ایڈریس کو پڑھا۔ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ آواز کانوں تک پہنچ رہی تھی ۔ پھر اس نے آئی پیڈ زکی کی طرف بڑھایا۔

" میری دمشق کی فلائٹ بک کرواؤ زکی۔ "یہ طے تھا کہ وہ یہ چانس لے گا۔ وہ سب یونہی نہیں جانے دے سکتا۔

"مگر سر۔۔۔"

"زکی جو کہا ہے وہ کرو۔ "

اس نے کہتے ساتھ کھڑکی کی طرف چہرہ موڑ دیا۔

اسے ایک بار پھر اس جگہ جانا تھا جہاں وہ ہوا کرتی تھی ۔

NOVEL HUT

اسے ایک بار پھر شہزادی کے دمشق جانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دمشق:

ملاقاتی کمرے میں اس کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بے چینی سے سیاہ صوفے پر بیٹھا پاؤں ہلا رہا تھا۔ دفعتاً دروازے پر ہلچل ہوئی اور کوئی اندر داخل ہوا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ سانس روکے آنے والے کو دیکھا۔

آزیہ ویل چیئر گھسیٹتی زرا آگے آئی اور اپنے سامنے کھڑے اس سرمئی آنکھوں والے مرد کو دیکھا۔ اس کے چہرے کے نقوش کسی بہت اپنے سے مل رہے تھے۔ آزیہ نے ان آنکھوں کو دیکھا اور یہاں آزیہ تھم گئی تھیں۔

وہ آنکھیں۔۔۔

وہ آنکھیں آزیہ کی اپنی تھیں ۔

وہ آنکھیں آزیہ کی ماں کی تھیں ۔

کتنی دیر وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ۔

سانس روکے ۔

بنا پلکیں جھپکائے۔

فاطق نے اس جمود کو توڑا اور قدم آگے لیے ۔ وہ آزیہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

" میں ۔۔۔میں فاطق ہوں۔ سائرہ علوی کا بیٹا ۔ آپ ۔۔ آپ آزیہ ہیں نا ۔۔ جمیل اسلام کی بیٹی؟"

وہ تصدیق چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بتائے کہ وہ کوئی دھوکا نہیں ہے ۔ وہ کسی کو سراب کے پیچھے بھاگتا نہیں رہا ۔ فاطق نے اسے دھونڈ لیا ہے ۔

آزیہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ان کے گال بھگونے لگے۔ سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے مرد کا عکس دھندلانے لگا تھا۔

پانچ سال کی تھی وہ جب ماں دوسری شادی کر کے چلی گئی ۔ اس سے دور ۔ اس سے بہت دور۔ وہ جس ماں کا انتظار وہ ہر روز کیا کرتی تھی ، وہ جو ہر آہٹ میں اپنی ماں کی آہٹ ڈھونڈتی تھی ، جس کے لیے ہر روز آنسو بہتے تھے ۔ وہ ماں نہیں آئی تھی ۔وہ بچی اب بڑی ہو گئی تھی ۔ انتظار ختم ہو گیا تھا ۔ آنسو تھم گئے تھے ۔ دل سنبھل گیا تھا۔ مگر آج ۔۔۔

آج اس ماں کا بیٹا آگیا تھا ۔

اس کے سامنے بیٹھا اس کی پہچان پوچھ رہا تھا۔ وہ بے چین تھا۔

"بولیے نا۔۔۔ "بے چین آواز آنکھوں میں نمی لیے وہ اسے بولنے کو کہہ رہا تھا۔

اتنے سالوں بعد اسنے ماں کی خوشبو محسوس کی تھی ۔ اسے فاطق سے اپنی ماں کی خوشبو آرہی تھی ۔

آزیہ نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا۔

" فاطق ۔۔۔۔" ان کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی ۔ فاطق رو دیا تھا۔ آزیہ کے گھٹنوں پر سر رکھے وہ رو رہا تھا۔ اونچی آواز میں ۔ اس کے آنسو آزیہ کے کپڑے بھگو رہے تھے ۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح رو رہا تھا جو کہیں کھو گیا ہو اور پھر ایک عرصے بعد اسے اچانک گھر مل جائے۔

" میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا ۔۔ بہت ۔۔۔ میں اکیلا تھا ۔ بلکل اکیلا ۔" وہ روتے ہوئے کہتا جا رہا تھا۔ ایک عرصہ اس نے خاندان کے بغیر گزارا تھا ۔ ایک فوسٹر ہاؤس میں ۔ اور اب اچانک کسی اپنے کا مل جانا اس کے لیے نعمت تھا۔

" آپ کے بارے میں جان کر مجھے لگا آپ مل گئیں تو گھر مل جائے گا مجھے۔"

فاطق نے سر اٹھایا ۔ بھیگی سرخ آنکھوں سے آزیہ کو دیکھا ۔ وہ بھی رو رہیں تھیں مگر بے آواز ۔

"آپ میرے ساتھ چلیں گی نا اپنے گھر ؟ "

وہ بہت امید اور کچھ ڈر سے ان سے پوچھ رہا تھا کہ کہیں وہ منع نہ کر دیں ۔ اپنا گھر ۔ آزیہ اس لفظ پر رک گئی تھیں ۔ وہ تین سال سے اس شلٹر ہوم میں لاوارث سی رہ رہیں تھیں ۔ آج ایک مرد، ان کی ماں کا بیٹا ، ان کا سوتیلا بھائی آکر انھیں ایک گھر دے رہا تھا۔ انھیں ایک رشتہ دے رہا تھا۔ ایک پہچان دے رہا تھا۔ وہ انھیں عزت ، مان ، محبت ، تحفظ سب دے رہا تھا۔ وہ انھیں ایک گھر دے رہا تھا۔ یہ نعمت تھی ۔ ان کے لیے ایک عظیم نعمت ۔ اور اس کا شکر آزیہ پہ واجب تھا۔

" امی۔۔۔" آزیہ صرف یہی کہہ سکیں۔

" میں دس سال کا تھا جب بابا، ممی اور میرا بھائی ایک ایکسڈنٹ میں مارے گئے تھے۔ میں تب سے اکیلا ہوں۔ "

درد کی ایک لہر آزیہ نے اپنے دل میں محسوس کی۔

" میں آپ کے بارے میں بھی نہیں جانتا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے ہی مجھے پتہ چلا۔"

چھ ماہ پہلے:

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا وہ صوفے پر بیٹھا۔ پاس کھڑے ملازم سے پانی کا کلاس لیا اور چند گھونٹ بھرے۔ کچھ دیر وہیں بیٹھے رہنے کے بعد وہ اپنا کوٹ بازو پر ڈالتا کمرے کی طرف بڑھا۔

" سر۔۔۔"

وہ پیچھے مڑا۔ ملازم کچھ کاغذات ہاتھوں میں لیے کھڑا تھا۔

"سر یہ کچھ کاغذات سٹور روم کی صفائی پر ملے ہیں آپ دیکھ لیں ورنہ انہیں باہر پھنکوا دوں۔"

"پھیک دو انہیں ۔"

فاطق نے دیکھے بنا ہی انہیں پھیکنے کا کہا۔ وہ مڑنے ہی والا تھا کہ رکا ۔ ملازم کو آواز دی اور وہ کاغذات لیے ۔ ان کاغذات کے ساتھ چند تصویریں تھیں ۔ وہ ایک بچی کی تصویریں تھیں ۔ فاطق اسے نہیں جانتا تھا مگر وہ آنکھیں بالکل اس کی آنکھوں جیسی تھیں ۔ اس نے تصویروں کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ ایک تصویر کے پیچھے آزیہ جمیل اسلام لکھا تھا۔

NOVEL HUT

فاطق نے وہ تصویریں عابد سے پوچھنے کی عرض سے اپنے پاس رکھ لی۔

"یہ تمھاری سوتیلی بہن ہے۔"

فاطق ساکن ہوا تھا۔

" تمھاری ماں کی اس سے پہلے ایک شادی ہو چکی ہے ۔ یہ تمھاری ماں کے پہلے شوہر کی بیٹی ہے۔"

اس دن فاطق کو لگا تھا کہ اسے ایک بار پھر اپنا خاندان مل سکتا ہے ۔ اسے بہن مل سکتی ہے اور تب اس نے آزیہ کو ڈھونڈنے کا فیصلہ کیا۔

موجودہ وقت:

فاطق صوفے پر اور آزیہ اس کے سامنے بیٹھی تھیں ۔ آزیہ بغور فاطق کے ہر نقش کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ سب ۔۔۔" فاطق نے بات ادھوری چھوڑ دی ۔ اس کا اشارہ آزیہ کی ویل چیئر کی طرف تھا۔

" ایک ایکسڈنٹ میں یہ ہوا اور پھر میں کبھی چل نہیں سکی۔ "

ان کے درمیان خاموشی چھا گئی ۔

"آپ میرے ساتھ رہیں گی نا؟"

جس وقت سے وہ آیا تھا کتنی ہی دفعہ فاطق یہ بات پوچھ چکا تھا۔ وہ آزیہ کو دوبارہ کھونا نہیں چاہتا تھا۔

آزیہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور اپنے ہاتھ میں موجود فاطق کے ہاتھ کو تھپتھپایا۔ سکون کی ایک لہر نے فاطق حجاج کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آخر آج اسے اس کی بہن مل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تین سال بعد:

لاؤنج کے گلاس وال کے سامنے کے دبیز پردے سمٹے تھے۔ شام کی مدھم دھوپ گلاس وال کے ساتھ رکھے ایل شیپ سفید صوفوں پر چھن کر گرتی۔ کافی اور سگار کی ملی جلی مہک وہاں کسی انسان کی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔

NOVEL HUT

آرام دہ انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے گھٹنوں پر لیپٹ ٹاپ رکھے فاطق کام میں منہمک تھا۔ ایک ہاتھ میں سگار تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہاں آزیہ چلی آئیں ۔ ویل چیئر کی آواز پر فاطق نے گردن اٹھا کر دیکھا ۔ ہلکی سی مسکراہٹ دیتے وہ دوبارہ سر جھکا گیا۔

کافی دیر بعد اس نے دوبارہ خود پر نظریں محسوس کرتے سر اٹھایا ۔ آزیہ اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔

" آپ کو کچھ کہنا ہے ؟ "

"میں نے تم سے کچھ کہا تھا فاطق۔ " آزیہ کے لہجے میں کچھ خفگی تھی۔ فاطق گہری سانس لیتے نظریں دوبارہ لیپ ٹاپ پر مرکوز کر گیا۔

" اور میں نے سن لیا تھا۔ "

" وہ ماننا بھی تھا۔ "

"میں آپ کو بتا چکا ہوں میں نے ابھی شادی نہیں کرنی ۔ "

اس کے لہجے میں جھنجلاہٹ واضح تھی۔

"تو پھر کب کرنی ہے ۔ پچھلے ایک سال سے تم مجھے ٹالے جا رہے ہو لیکن اب بس میں تمھاری کوئی بات نہیں سن رہی۔ "

فاطق نے بیچاری نظروں سے انہیں دیکھا۔

"مجھے عائشہ پسند ہے مسز اکبر کی بیٹی ۔"

"مجھے وہ پسند نہیں ۔ نقلی ہے وہ ۔ "

"میں آج رات انہیں ڈنر پر بلا رہی ہوں۔" آزیہ نے اس کی بات کا اثر لیے بغیر کہا۔

"میں آج رات ڈنر پر نہیں آ رہا ۔ "

" مت آؤ میں تمھاری بغیر ہی تمھارا رشتہ طے کر لوں گی ۔ " آزیہ نے مسکراہٹ دبا کر کندھے اچکائے۔ وہ جانتی تھی فاطق زچ ہو رہا ہے ۔

" آزیہ ۔۔۔" اس نے ماتھے پر بل ڈالے احتجاج کیا ۔

" فون دو مجھے اپنا ۔ مجھے کال کرنی ہے انہیں ۔" آزیہ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

" میں نہیں دے رہا۔ "

" فاطق ۔۔۔۔"

"اچھا لیں۔ جس کو بلانا ہے بلائیں مگر میں اس پلاسٹک سے شادی ہرگز نہیں کروں گا۔"

NOVEL HUT

فاطق نے اپنا فون ان کے ہاتھ میں دیتے کہا۔ اس کا اندازہ قطعی تھا۔

" دیکھیں گے۔ پن کیا ہے ؟" آزیہ نے فون سامنے کرتے کہا۔

"زیرو تھری سکس نائن۔"

آزیہ نے پن ڈالا اور فون ان لاک کیا۔ سکرین پر نظر پڑتے آزیہ ساکت ہوئی ۔ سامنے ایک تصویر کھلی تھی ۔ جامنی پھولوں کے نیچے کھڑی سفید لباس میں چمکدار آنکھوں والی ایک لڑکی کی۔

انھوں نے فاطق کو دیکھا۔ اس کی توجہ لیپ ٹاپ پر تھی ۔

"فاطق۔۔۔"

"ہوں۔۔۔۔"

"تم الف کو کیسے جانتے ہو؟ " لیپ ٹاپ پر چلتی فاطق کی انگلیاں تھمی ۔سر اٹھا کر حیرت سے آزیہ کو دیکھا۔

"آپ جانتی ہیں اسے؟ " اس نے الٹا سوال کیا۔

"ہاں ۔ پرانے شہر میں ہم پڑوسی تھے۔ " اور فاطق کو یاد تھا کہ پرانے شہر میں جب وہ آزیہ کو ڈھونڈنے گیا تھا تب اسے رمزے ملی تھی ۔ یعنی وہ الف کا گھر تھا اور اس دن وہ صحیح ایڈریس پر گیا تھا۔

" اس نے کہا تھا اس کی دوست شلٹر ہوم میں رہتی ہے ۔ وہ آپ سے ملنے جاتی تھی ؟"

"ہاں وہ مجھ سے ملنے آتی تھی ۔"

فاطق نے پھر ساری بات مختصراً انہیں بتائی ۔ دونوں کے بیچ خاموشی چھا گئی ۔ فاطق کی نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر تھیں اور آزیہ کی اس پر۔ کچھ ساعتیں گزری اور آزیہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ انھوں نے پہلے یہ کیوں نہیں سوچا کہ الف کا فاطق اور ان کا بھائی فاطق ایک ہی انسان ہو سکتے ہیں ۔

"تو وہ تم تھے جس کے بارے میں الف بات کرتی تھی ؟"

" الف میرے بارے میں آپ سے بات کرتی تھی ؟ " اس کے لہجے میں کچھ حیرانگی تھی ۔

" ہاں ۔جب سے تم ملے تھے الف کے پاس تمھارے سوا کچھ تھا ہی نہیں ۔ "

فاطق آسودہ سا مسکرایا ۔ وہ لڑکی شدت سے یاد آئی تھی ۔

" وہ بہت بولتی تھی ۔ "

" وہ صرف اپنے پسندیدہ لوگوں کے ساتھ بہت بولتی ہے ۔"

پھر کچھ ساعتیں گزری ۔ کچھ لمحے سرکے ۔ کچھ یادوں نے چپکے سے دستک دی ۔ کسی کے واپس آنے کی امید بندھی ۔

" تم محبت کرتے ہو اس سے ؟ "

یہ غیر متوقع بات تھی ۔ فاطق نے گہرا سانس بھرا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا ۔

"پتہ نہیں محبت ہے کہ کیا۔ مگر وہ ساتھ تھی تو زندگی اچھی لگ رہی تھی ۔ کچھ الگ کچھ بامعنی سی۔ میں تب بھی چاہتا تھا وہ کہیں نہ جائے اور آج بھی چاہتا ہوں کہ وہ واپس آجائے اور پھر میں اسے کہیں نہ جانے دوں۔ "

"تو تم اسے روک لیتے ۔ "

"کیا وہ رک جاتی ؟ " فاطق نے نظریں آزیہ کی جانب پھیری۔

"ہاں۔۔۔ "

شام کی دھوپ ختم ہو گئی تھی ۔ گلاس وال کے باہر مغرب کا جامنی پن پھیل رہا تھا۔ آسمان پر مختلف رنگ بکھرے پڑے تھے ۔ کسی ملازم نے لاؤنج کی روشنیاں جلا دی تھیں مگر وہ دونوں متوجہ نہیں تھے۔

" اسے تم سے بہت محبت تھی فاطق۔ تمھارے ذکر پر اس کی آنکھوں کی چمک میں اور اضافہ ہو جاتا اور میں صرف یہ سوچ کر رہ جاتی کہ کیسے کسی کے نام پر

آپ کی آنکھیں چمک سکتی ہیں ۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ محبت کی چمک ہے۔ اس محبت کی جو الف تم سے کرتی ہے۔ "

" اور پھر بھی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ۔ " وہ شکوہ کر رہا تھا۔

"تو تم نہ جانے دیتے۔"

" میں اسے تب روک نہیں پایا۔" فاطق نے نظریں چرائی اور گلاس وال کے باہر دیکھا۔

"مجھے اس کا انتظار ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ کبھی واپس آجائے گی اور اس کے واپس آجانے تک مجھے اس کا انتظار کرنا ہے۔ وہ میرے دل کی آخری خواہش ہے۔"

" اور اگر وہ نہ آئی تو ؟" آزیہ نے کسی خدشے کا اظہار کیا تھا۔

"پتہ نہیں میں نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ اس نے کہا تھا کہ ہم ملیں گے اور مجھے یقین ہے کہ ہم ملیں گے ۔ "

وہ دونوں خاموش ہو گئے ۔ ان دونوں کی زندگی سے کوئی ایسا گیا تھا جس سے انہیں بے پناہ محبت تھی ۔

"کیا اس نے واقعی تمھیں نہیں بتایا کہ وہ کہاں جا رہی ہے ؟ "

فاطق نے چونک کر انہیں دیکھا۔

" وہ سیدھی بات نہیں کرتی فاطق ۔ اگر اس نے کہا ہے کہ تم لوگ ملو گے ہو سکتا ہے کبھی اس نے تمھیں کچھ بتایا ہو۔ کسی جگہ کے بارے میں۔ "

یہاں فاطق ٹھہرا تھا ۔

الف کے جانے کا دن ۔ دو گلابی سٹکی نوٹس اور پھر تیسرا۔

ہاں الف نے ایک تیسرا نوٹ بھی رکھا تھا اس کے لیے ۔ اس کے سگار جار پر۔

فاطق کو یاد آیا اس پر شہزادی کے تین سوال لکھے تھے ۔ وہی سوال جو الف نے اس رات اس کہانی میں بتائے تھے ۔

" جانے سے پہلے اس نے دمشق کی شہزادی کے تین سوال دیے تھے مجھے ۔ مجھے ان کی سمجھ نہیں آئی تھی۔"

فاطق بولا تو آزیہ ہنس دی ۔

" الف بھی نا۔ وہ کہتی ہے کہ شہزادیاں صرف انہیں ملتی ہیں جو ان کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں ۔ تو تم بھی سوالوں کے جواب ڈھونڈو شہزادی مل جائے گی ۔ "

فاطق اٹھا اور لاؤنج سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چار گلابی سٹکی نوٹ تھے۔

اس نے آزیہ کو پکڑایا۔

" کیا جواب ہیں ان کے ؟ " اس کے انداز میں بے چینی تھی ۔

" میں مر چکا ہوں مگر زندہ ہوں۔ مجھے لگاتار کھایا جاتا ہے مگر نگلا نہیں جاتا۔ میں کیا ہوں؟"

آزیہ نے پہیلی پڑھی۔

" اس کا جواب نمک ہے ۔ یعنی جس طرح کھانے میں نمک ضروری ہوتا ہے اس طرح کسی چیز کا بہت ضروری اہمیت کا حامل ہونا۔ "

فاطق الجھا ۔

" اس سے بھلا کیا معلوم ہو سکتا ہے ۔"

" اچھا دوسرا سوال دیکھو ۔ وہ کیا ہے جو کبھی نہیں آتا مگر ہے اور کبھی نہیں آئے گا؟

یعنی آج ۔یہ اس وقت اس مومنٹ کی بات ہو رہی ہے ۔ جو بھی ہوتا ہے وہ اسی ایک لمحے میں ہوتا ہے ۔یہ لمحہ گزر جائے تو ماضی بن جاتا ہے اور پھر کبھی نہیں آتا۔ "

فاطق کو اس کی بھی سمجھ نہیں آئی تھی ۔

آزیہ نے تیسرا سوال پڑھا۔

" وہ کیا ہے جسے محسوس کیا جا سکتا ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا اور اسے کبھی بھی ایک جیسا محسوس نہیں کیا جا سکتا ؟ "

" محبت ۔ "جواب فاطق نے دیا تھا۔

"ہاں محبت ۔"

فاطق کے ماتھے پر بل پڑے۔

" اس سب سے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے ؟ "

" اب یہ تم جانو اور الف۔ پہیلی تمھارے لیے ہے تم ہی ڈھونڈو جواب ۔"

آزیہ نے لاؤنج سے باہر کی طرف ویل چیئر موڑی ۔ دروازے کے پاس رک کر واپس فاطق کو مخاطب کیا۔

" الف کو کہانیاں بہت پسند ہیں ۔ وہ ہر کہانی میں اپنے مطلب کا نتیجہ اخذ کرتی ہے ۔ اگر اسے ڈھونڈنا چاہتے ہو تو الف کی طرح سوچنا۔ وہ مل جائے گی تمھیں ۔"

NOVEL HUT

فاطق نے اپنے ہاتھ میں دبے ان گلابی نوٹس کو دیکھا۔ پھر سب سے نچلا نوٹ سامنے کیا۔ اس پر دو لفظ لکھے تھے ۔

" شکریہ اجنبی ۔ "

اس روز وہ ریستوران واپس آیا تھا۔ وہ گاڑی کی چابی صوفے پر بھول گیا تھا۔ وہ اندر آیا تو وہ جا چکی تھی ۔ مگر اس کے کافی کے مگ پر ایک گلابی نوٹ تھا ۔ فاطق نے وہ نوٹ اتارا ۔ وہ مسکرایا اور نوٹ اپنے والٹ میں رکھ دیا۔

"تم نے کہا تھا تمھارے شہر کو جانوں تو تمھیں جان جاؤں گا۔ میں نے جان لیا ہے تمھارے شہر کو اور تمھیں بھی۔ پلیز واپس آجاؤ اب ۔"

اس نے خود کلامی کرتے صوفے کی پشت پر سر ٹکایا۔

"کہاں ہو تم؟"

چھت پر نظریں جمائے وہ یونہی بیٹھا رہا۔ چھت پر لٹکتا فانوس اس کی روشنیاں سب کہیں پس منظر میں جا رہا تھا۔ وہاں اب کوئی اور منظر ابھرا تھا اور شہزادہ اس منظر میں قید ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(مختلف رنگوں کی روشنیوں سے سجی دکانوں پر اس وقت گاہکوں کا رش کم تھا۔ دونوں اطراف سے آتی روشنیاں بیچ میں سڑک کو بھی روشن کیے ہوئے تھیں ۔ وہ سڑک کے بیچ وبیچ چلتی جا رہی تھی ۔ قدم آہستہ مگر آنکھیں محتاط تھیں ۔)

آفس میں اپنی پاور چئیر پر بیٹھا فاطق حجاج میز پر رکھی فائل پر جھکا تھا۔ سفید شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں ۔ اس نے دستخط کر کے فائل زکی کی طرف بڑھائی ۔

" اینی تھنگ الس؟" اس نے زکی کو دیکھتے سوال کیا۔ فاطق کے دائیں طرف کھڑکی سے آتی روشنی زکی کی پشت سے ٹکرا رہی تھی ۔

" نو سر۔ " زکی جانے کے لیے مڑنے لگا کہ رکا۔

" سر آپ کے لیے ایک انویٹشن آیا ہے ۔ ترکی سے مسز سیلمان ۔۔۔۔۔۔ "

زکی کچھ کہہ رہا تھا مگر فاطق، وہ رک گیا تھا۔ کہیں اٹک گیا تھا۔ کسی لفظ پر۔ کسی یاد پر۔ ایک منظر، شام کی باسی ہوئی دھوپ، سامنے بیٹھی وہ، اس کے کچھ لفظ۔

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی ۔

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی۔

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی۔

ایک جملہ۔۔ فاطق کے اندر کئی بار یہ ایک جملہ گونجا۔

(اس کا جواب نمک ہے ۔ یعنی جس طرح کھانے میں نمک ضروری ہوتا ہے اس طرح کسی چیز کا بہت ضروری اہمیت کا حامل ہونا۔)

آزیہ کی لفظ بھی گونجے ۔

(الف کو کہانیاں بہت پسند ہیں۔)

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی۔

"زکی۔۔۔" زکی بات کرتے کرتے رکا۔

"جی سر۔۔"

"ترکی میں کیا چیز بہت اہمیت کی حامل ہے؟ یعنی کوئی جگہ، کوئی چیز؟؟"

"استنبول۔۔۔ مطلب ترکی جاؤ تو استنبول جگہ کے لحاظ سے سب سے ضروری ہے۔ ٹورسٹ ایٹرکشن یونو۔ چیز کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں سر؟"

"استنبول۔۔" فاطق نے زیر لب دہرایا۔

شہزادی کے پہلے سوال کا جواب مل گیا تھا۔

(وہ آگے آئی اور ایک جگہ رکی۔ یہ انگریزی حرف یو(U) کی شکل میں سڑک تھی ۔یہاں سے موڑ مڑتے سامنے پھر لمبی سڑک شروع ہو جاتی ۔ دونوں سڑکوں کے درمیان دکانیں تھیں اور ان دکانوں کے آغاز میں ایک ریستوران ۔ وہ موڑ موڑنے کے بجائے وہیں رستوران کے باہر لگی کرسیوں پر بیٹھ گئی۔ ریستوران کے گلاس وال کے اندر لگی سنہری روشنی باہر گر رہی تھی ۔

وہ خاموشی سے بیٹھی رہی۔ پھر احساس ہوا کوئی اس کے پیچھے والی کرسی پر آ بیٹھا ہے ۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔)

" اور استنبول میں محبت کے لحاظ سے کون سی جگہ مشہور ہے ؟ "فاطق نے پھر سوال کیا۔

(" وہ کیا ہے جسے محسوس کیا جا سکتا ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا اور اسے کبھی بھی ایک جیسا محسوس نہیں کیا جا سکتا ؟ "

" محبت ۔ " جواب فاطق نے دیا تھا۔)

"آممم۔ ایک منٹ سر۔" زکی نے کہتے ہاتھ میں پکڑا آئی پیڈ کھولا اور اس پر سرچ کیا۔ سامنے ایک نام جھگمگا رہا تھا۔

" گلاطہ ٹاور سر۔ "

(وہ ہر کہانی میں اپنے مطلب کا نتیجہ اخذ کرتی ہے ۔)

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی ۔

فاطق نے سنا اور پھر زکی کو جانے کو کہا۔ زکی سامنے سے ہٹا تو روشنی کا ایک ریلا سا فاطق تک پہنچا تھا۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کیں ۔

دوسرا سوال بھی اپنا جواب پا چکا تھا۔

(تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور موڑ مڑ کر لمبی سیدھی سڑک پر چلنے لگی۔ اسے لگا کوئی اس کے پیچھے چل رہا ہے مگر اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس بار اس کے قدموں میں تیزی اور آنکھوں میں مسکراہٹ در آئی۔)

فاطق نے آنکھیں کھولی اور چئیر سے ٹیک لگائی۔ آنکھیں اس روشنی سے مانوس ہو گئیں تھیں۔

("کیا ہے جو کبھی نہیں آتا مگر ہے اور کبھی نہیں آئے گا؟"

"یعنی آج۔ یہ اس وقت اس مومنٹ کی بات ہو رہی ہے۔ جو بھی ہوتا ہے وہ اسی ایک لمحے میں ہوتا ہے۔ ورنہ کل کبھی نہیں آتا۔")

"آج یعنی وہ دن جب مجھے یہ پہیلی ملی تھی، جب تم مجھے سے آخری بار ملی تھی۔"

فاطق نے خود کلامی کی۔

" ہفتہ ۔۔ ہفتے کا دن تھا۔ "

(اگر اسے ڈھونڈنا چاہتے ہو تو الف کی طرح سوچنا۔ وہ مل جائے گی تمھیں ۔)

میں ترکی میں ایک گھر لوں گی ۔

شہزادی کا تیسرا سوال بھی بوجھ لیا گیا تھا۔

(وہ تیزی سے ایک گلی میں مڑی اور تاریکی کا حصہ بن گئی ۔ تعاقب کار نے گلی کے دہانے پر رک کر دیکھا اور پھر مایوس ہو کر لوٹ گیا۔ گلی کے اندھیرے میں فون روشن ہوا اور پھر ایک آواز ابھری۔

" آپ کا کام ہو گیا ہے اوزان بے ۔")

فاطق اٹھا اور کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر بلائنڈرز گرا دیے۔ روشنی کا راستہ بند ہو گیا۔

" تم مجھے استنبول میں ملو گی ۔ گلاطہ کے پاس۔ ہفتے کے دن۔ "

شہزادیاں صرف انہی کو ملتی ہیں جو ان کے سوالوں کے جواب دے دیتے ہیں

۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

حصہ سوم: شہر الحب

اگر تم اپنی جدوجہد میں حاصل کر لو

وہ سب کچھ جو تم چاہتے تھے،

اور دنیا تمہیں ایک دن کے لیے بادشاہ بنا دے،

تو آئینے کے سامنے جاؤ

اور خود کو غور سے دیکھو،

اور سنو کہ آئینے والا شخص تم سے کیا کہتا ہے۔

یہ تمہاری ماں، باپ یا بیوی نہیں

جن کی رائے پر تمہیں پورا اترنا ہے،

بلکہ صرف وہی فیصلہ اہم ہے

جو آئینے سے تمہیں واپس ملتا ہے۔

یہی وہ شخص ہے جسے تمھیں خوش کرنا ہے،

NOVEL HUT

باقی سب کو بھول جاؤ، کیونکہ آخر تک

یہی تمہارے ساتھ کھڑا رہے گا۔

اگر تم نے اپنی سب سے بڑی اور مشکل آزمائش میں کامیابی حاصل کر لی،

اور آئینے والا شخص تمہارا دوست بن گیا،

تو تم دنیا کو دھوکہ دے سکتے ہو،

اور زندگی کے ہر راستے پر تعریفیں سمیٹ سکتے ہو۔

مگر آخری انعام ٹوٹا دل اور آنسو ہوں گے

اگر تم نے آئینے والے شخص کو دھوکہ دیا۔

(The man in the glass by Peter Dale Wimbrow)

استنبول، ترکی:

ایک روشن خوبصورت دن استنبول پر اترا تھا۔ فضا میں ایک خوش کن سی خوشبو پھیلی تھی مگر استنبول والوں کے لیے یہ ایک عام دن ہی تھا۔ وہی روزمرہ کے معمولات سے بھرا۔

سفید شرٹ اور بیج رنگ کے ٹراوزر میں ملبوس عمارت کی دوسری منزل کی ایک روشن راہداری میں اس کی ہیل کی آواز گونج رہی تھی۔ گلے میں ننھا سا سفید موتی لٹک رہا تھا اور بال ڈھیلے سے جوڑے میں بندھے تھے۔آنکھوں پر سیاہ گاگلز چڑھائے وہ سر کے خم سے آس پاس چلتے لوگوں کے سلام کا جواب دیتی ۔ اس عمارت میں اس کا آنا شاذونادر ہی ہوتا مگر پھر بھی سب اسے پسند کرتے تھے۔

راہداری کے آخری سرے پر موجود دروازے کے سامنے وہ رکی اور پھر بنا دستک دیے اندر داخل ہو گئی۔

اندر موجود شخص نے سٹپٹا کر سر اٹھایا۔ پھر سامنے الف کو دیکھ کر چہرے کے تاثرات ڈھیلے ہوئے۔

" اوو الف تم ہو۔ آؤ آؤ۔۔۔"

الف نے ایک نظر سامنے ٹیبل کو دیکھا جس پر اوزان فتح دین کی نیم پلیٹ پڑی تھی اور ایک نظر اسے۔پچاس کے قریب کا تھا وہ آدمی۔ اس کی سفید شرٹ کے بٹن بمشکل بند کیے گئے تھے جو کے ٹوٹنے کو بے تاب لگتے تھے۔ الف ٹیبل کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

" کیا لوگی الف ؟ چائے ؟ " اوازان نے مسکرا کر اسے دیکھتے کریڈل اٹھایا۔

الف نے گاگلز اتار کر ٹیبل پر رکھے۔

" اپنی پیمنٹ اوازن بے۔ "

اوزان کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔ سامنے الف تھی ۔یہ مسکراہٹ برقرار بھی کیسے رہ سکتی تھی۔

" دیکھو الف۔۔" اوزان نے دونوں ہاتھ باہم ملا کر سامنے میز پر رکھے۔

" میں نے افسوں کو بھی بتایا تھا اور میں تمھیں بھی بتا رہا ہوں کہ مجھے خود ابھی تک پیمنٹ نہیں ملی۔ میرا کلائنٹ پے ہی نہیں کر رہا۔ جو اس نے پہلے کی تھی وہ مجھ سے خرچ ہو گئی ہے اب میرے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ جب بھی میرے پاس پیسے ہوں گے میں تمھاری پیمنٹ کر دوں گا۔"

الف آنکھوں میں دلچسپی لیے اسے سن رہی تھی ۔

" اوزان بے ۔۔" ابھی وہ کچھ اور بھی کہتا کہ الف نے بات کاٹی ۔

" میں آپ جیسے وکیل کے ساتھ کام کر رہی ہوں جس کی ڈگری کے بارے میں مجھے پورا یقین ہے کہ نقلی ہے اور پھر بھی آپ میرے ساتھ یہ کر رہے ہیں ۔ چچ چچ ۔۔۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے آپ کو۔ آپ کو تو کوئی قدر ہی نہیں میری ۔ "

الف نے لہجے میں ساری دنیا کا افسوس سمیٹتے کہا۔

" الف میں تمھیں حالات بتا چکا ہوں ۔ جب میرے پاس پیسے ہوں گے کر دوں گا پیمنٹ اس لیے اب تم جاؤ یہاں سے ۔ "

اوزان نے لہجے کو کچھ سخت کیا۔ وہ بس الف کو ٹالنا چاہتا تھا۔ مگر وہ الف تھی ۔ اور پر سکون بھی۔ اور جب وہ پر سکون ہو تو لوگوں کا بے سکون ہونا بنتا ہے ۔

" کل کا آپ کا لنچ کیسا گیا اوازن بے؟ "

اب کی بار اوازان کے واقعی سارے لفظ ختم ہوئے تھے ۔ الف کے چہرے پر محظوظ سا تاثر پھیلا۔

" وہ سرخ لباس والی عورت کافی خوبصورت تھی اور جو انگھوٹھی آپ نے اسے دی تھی وہ بھی ۔ اوو میں تو آپ کو ایک بات بتانا بھول ہی گئی۔ کچھ دن پہلے مسز اوزان مجھے ملی تھی ۔ کافی ملنسار عورت ہیں ۔ مجھے گھر آنے کی دعوت بھی دی۔ سوچ رہی ہوں قبول کر لوں ۔ کیا کہتے ہیں آپ ؟"

الف نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپاتے انہیں دیکھا ۔

اوزان کے گلے میں کانٹے سے چبھے۔ وہ الف کی دھمکی سمجھ گیا تھا۔

" ہیکر ہوں میں ۔ سکرینز کے پیچھے ضرور رہتی ہوں مگر نظریں میری سب پر ہوتی ہیں ۔ "

" تم ایسا نہیں کرو گی الف۔" وہ بمشکل کہہ پایا۔

"میں ایسا ہی کروں گی کیونکہ میں افسوں نہیں ہوں میں الف ہوں ۔ وہ لحاظ میں خاموش ہو سکتی ہیں ، میں نہیں۔ سوچیں زرا جب مسز اوزان فتح دین مسٹر اوزان یعنی آپ کو سامان سمیت گھر سے باہر نکال پھینکیں گی تو کیا منظر ہو گا۔ اور ہاں ۔۔" وہ جیسے کچھ یاد آتے بولی۔

" اگر کل کی خوبصورت یادیں آپ کے پاس کہیں قید نہیں ہیں تو مجھ سے رابطہ کیجیے گا میں آپ کو سب فراہم کروں گی ۔چاہیں تو گھر پار سل کروا دوں گی۔ " وہ مسکرائی۔ محظوظ زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ۔

اوزان نے غصے سے مٹھیاں بھینچی۔ زور سے سائیڈ دراز کھولا ۔ ایک چیک بک نکالی۔ اس پر کچھ لفظ گھسیٹے اور چیک پھاڑتے الف کے سامنے رکھ دیا۔

" دفع ہو جاؤ یہاں سے اور اب اپنی شکل نہ دکھانا مجھے ۔ تمھارے ساتھ اب مجھے کوئی کام نہیں کرنا۔" وہ سرخ چہرے کے ساتھ غرا کر بولا۔

الف اٹھی ۔ چیک ہاتھ میں لیا۔ پھر ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھکی۔

" آپ شاید بھول رہے ہیں آپ نے میرے اور افسوں کے ساتھ ایک کنٹریکٹ کیا ہے جس کے مطابق ہم پانچ سال ساتھ کام کریں گے ۔ جو بھی اس معاہدے کو توڑے گا وہ ایک خطیر رقم سے اس معاہدے کو توڑنے کی بھرپائی بھی کرے گا۔ "

" تم ایک نہایت ۔۔"

" انہوں ۔ گالی نہیں ۔ ورنہ میں بہت اچھی لڑکی نہیں ہوں۔ "

وہ سیدھی کھڑی ہوئی ۔ میز پر سے گاگلز اٹھا کر آنکھوں پر چڑھائے ۔

" میں ایک ہیکر ہوں ۔ آپ کو مجھ سے ڈرنا چاہیے ۔ "

وہ دروازے کی طرف بڑھی ۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔

" اس چڑیل سے اللہ کی پناہ۔" اوزان کی اونچی بڑبڑاہٹ ابھری ۔

ہینڈل پر اس کا ہاتھ تھما ۔ وہ رک گئی ۔ یہ اوزان کے لفظ نہیں تھے جس نے اسے روکا تھا۔ یہ کسی اور کے لفظ تھے۔ کسی اور کی یاد۔ ایک منظر، شام کی باسی ہوئی دھوپ، سامنے بیٹھا وہ، اس کی مسکراہٹ ، اس کے کچھ لفظ۔

"تم سے اللہ کی پناہ لڑکی۔ "

الف نے ایک گہرا سانس لیا اور باہر نکل گئی ۔ اس کی یاد آج تین سال بعد بھی ویسی ہی تھی۔ آتی تھی اور ہر شے پر چھا جاتی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

پولیس سٹیشن میں معلوم کی گہما گہمی تھی ۔ سفید شرٹ اور سیاہ جینز میں فون کان سے لگائے وہ اپنے کمرے سے باہر آیا ۔

"ہم لنچ ساتھ کر رہے ہیں اور میں اب کچھ نہیں سننا چاہتا۔ میں نکل رہا ہوں تم بھی جلدی نکلو۔ دیر سے آئی تو بل تم پے کرو گی۔ "

اس نے فون پر کہتے ساتھ ڈسک کے ساتھ کھڑے کانسٹیبل کی طرف کچھ اشارہ کیا۔ اس نے اوکے کا سائن دیا۔ وہ مطمئن ہوتا باہر نکل گیا۔ پیچھے کانسٹبل میز کی دوسری طرف بیٹھے ایک دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور معنی خیزی سے اوبرو اچکائے۔

"کیا کہتے ہو رازق ؟ "

"کہنا کیا ہے ۔ یقیناً مادام انویسٹیگیٹر ہوں گی۔ " رزاق نے میز پر انگلیاں بجائی ۔ تھی وہ ہیکر مگر افسوں رضا کے ساتھ کام کرتے سب اسے بھی انویسٹیگیٹر ہی سمجھ رہے تھے ۔

"مجھے تو لگتا ہے رہبر بے آج شادی کے لیے پوچھ ہی ڈالیں گے ۔" ڈسک کے پار کھڑے کانسٹبل نے کہا۔

" اب زرا سوچو تو مادام کا رد عمل کیا ہو گا؟ "

" سوچنا کیا ہے مادام پورا کا پورا ٹیبل ہمارے صاحب کے اوپر الٹ دیں گی اور کیا۔ "

زاراق بولا تو وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسے ۔

" مادام تو لے ڈوبی انسپکٹر صاحب کو۔ "

ابھی جو ان کی مادام یہاں ہوتی تو ان دونوں پر بھی انھوں نے ٹیبل ہی الٹنا تھا۔ پاس کھڑی ایک لیڈی آفیسر نے ناگواری سے ان دونوں کو دیکھا۔

" منہ بند رکھو تم دونوں اپنے ۔ " اس لیڈی آفیسر نے جھڑکا۔۔نظریں اب بھی دور جاتے رہبر کی پشت پر جمی تھی ۔

" اللہ کرے وہ لڑکی تم سے کبھی راضی نہ ہو رہبر حاکم۔"

اس لڑکی کے دل سے شدت سے دعا نکلی تھی۔

رہبر ریستوران کے باہر کھڑا تھا جب سامنے سے اسے وہ آتی ہوئی نظر آئی۔ وہ صبح والے لباس میں ہی تھی۔ وہ پاس آرکی۔ سورج رہبر کے پیچھے سے اس پر پڑ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے رہبر کو دیکھا۔ہلکی شیو اور آنکھوں پر سن گلاسز کے ساتھ وہ اچھا لگ رہا تھا۔

"تم پورے دس منٹ لیٹ ہو۔" رہبر نے گھڑی والا ہاتھ آگے کیا۔

"مگر بل پھر بھی تمھی پے کرو گے۔"

وہ اس کی سائیڈ سے ہوتی اندرونی عمارت کی طرف بڑھی۔

"بے مروت عورت۔ ساتھ آنے کا ہی کہہ دو۔" وہ اس کے پیچھے آیا۔

"میں نہ بھی کہوں تم نے تب بھی آنا ہی ہے رہبر۔"

سیاہ ٹائلز پر آگے پیچھے چلتے وہ ایک ٹیبل پر آئے ۔ لکڑی کے ٹیبل کے گرد بھوری ہی لکڑی اور سفید گدیوں والی کرسیاں لگی تھیں ۔ بائیں طرف کی دیوار اور چھت مکمل شیشے کے تھے اور اس شیشے سے باہر سمندر اور اس کے پار پھیلا شہر نظر آرہا تھا۔ منظر خوبصورت تھا۔ موسیقی کی نرم سی دھن سارے میں پھیلی تھی ۔رہبر نے کرسی کھینچنی چاہی مگر الف خود کھینچ کر بیٹھ گئی ۔

" تم مجھے کبھی فارمیلیٹیز نہ نبھانے دینا ۔" رہبر نے سامنے بیٹھتے ساتھ کہا۔

" یہ ان تین منٹ میں تمھارا تیسرا شکوہ ہے رہبر۔ " الف نے مسکراہٹ دبائی ۔

" تمھارے ساتھ رہتے میرے پاس صرف شکووں کا ڈھیر جما ہوا گیا ہے ۔ "

" اچھا ہے نا ۔پیسے تو تم ویسے بھی لوگوں سے رشوت لے کر جمع کرتے رہتے ہو۔ "

NOVEL HUT

"نہایت بدتمیز ہو تم۔" رہبر نے خفگی سے کہا۔

ویٹر آیا اور مینیو کارڈ ان کے سامنے رکھتے ایک طرف کو کھڑا ہو گیا۔

" اور تم سے یہ بدتمیزی کرنا میرا پسندیدہ کام ہے میرے پیارے رہبر۔" الف ہنسی ۔ رہبر کو تنگ کرنے کا مزہ ہی الگ تھا۔

" ایسے نہ کہا کرو میرا دل پگھلنے لگتا ہے۔" رہبر نے کہنیاں میز پر ٹکاتے اس پر نظریں جمائے دلچسپی سے کہا۔

"دل نہ ہو گیا کوئی موم بتی ہو گئی ۔ پگھلنے لگتا ہے ۔" الف نے بات ہوا میں اڑائی ۔

NOVEL HUT

" آڈر کرو۔مجھے بھوک لگ رہی ہے ۔" رہبر کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ الف نے ٹوکا ۔ آڈر کرنے کے بعد وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

" ازمیر کب جا رہی ہو ؟ "

" اگلے ہفتے۔ "

"کام ہوا ؟ "

"ہاں۔۔"

" تم جانتی ہو تم نے مجھے اپنے کام کے لیے استعمال کیا ہے۔ "

" جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تم بھی یہ بات اچھے سے جانتے تھے۔ "

" تم ہمیشہ یہ کرتی ہو۔" اس نے چہرے پر مصنوعی دکھ طاری کیا۔

" تم ہمیشہ مجھے جان بوجھ کر یہ کرنے دیتے ہو اس لیے میرے سامنے یہ ڈرامہ بند کرو۔"

NOVEL HUT

الف نے میز پر کہنی ٹکاتے ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھا اور نظریں تین میزوں کے فاصلے پر شیشے کی دیوار سے باہر نظر آتے سمندری بگلوں پر جمائی۔

" تمھیں کسی بات کا انکار تھوڑی کر سکتا ہوں ۔"

" میرے ساتھ فلرٹ مت کرو۔"

جواب ترکی بہ ترکی آیا تھا۔رہبر نے ایک سرد آہ بھری ۔

" تم پر یہ محبت جیسے جذبات اثر نہیں رکھتے کیا ؟"

" کیسے اثر رکھیں ؟ کیا صحراؤں میں جا کر خاک چھانوں یا جنگلوں میں جا کر درختوں سے سر پٹخوں یا سمندر میں کود جاؤں تو پتہ چلے گا کہ اثر ہوا ہے کہ نہیں ۔"

رہبر کا دل کیا ابھی رو دے۔ آس پاس لوگ نہ ہوتے تو وہ یہی کرتا ۔ سامنے بیٹھی لڑکی ایسے جذبات سے واقعی بے بہرہ تھی ۔

"یہ جذبات وغیرہ سب دل کے لیے ہیں ۔ سر چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔" رہبر نے افسوس بھری نگاہوں سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

"کہاں دل پھسا لیا میں نے۔" رہبر کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضروری تھی کہ الف سن لیتی مگر اس نے نظر انداز کیا۔

کھانا سرو ہوا تو وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے کھانے لگے جب بیچ میں رہبر نے ہاتھ روک کر اسے پکارا۔

"الف۔۔۔" الف نے نظریں اٹھائی۔ دل زور سے دھڑکا۔ وہ رہبر کی آنکھوں کا ہر تاثر پڑھ سکتی تھی۔

"مجھ سے شادی کرو گی؟"

آہ رہبر۔ الف کا دل کرلایا۔

"رہبر۔۔۔"

"پلیز الف۔۔۔ تین سال ہو گئے ہیں ہمیں ایک دوسرے کو جانتے اور دو سال ہو گئے ہیں میں تمھاری ہاں کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم میرے بارے میں سب جانتی ہو۔ پھر بھی اگر تم کچھ اور جاننا چاہتی ہو تو پوچھ سکتی ہو۔ "

رہبر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اسے ان آنکھوں میں کوئی الجھن نظر آتی تھی ۔ ابھی بھی نظر آئی تھی ۔ سمندری بگلے اڑ اڑ کر شیشے کے پاس آتے اور وہاں سے واپس پلٹ جاتے۔

"تمھارا پتہ نہیں لیکن میں تمھارے ساتھ ایک بہترین زندگی گزار سکتا ہوں۔ صرف تمھارے ساتھ ہی گزار سکتا ہوں۔ دنیا کی کسی بھی عورت کے ساتھ میں رہ تو لوں مگر وہ الف نہیں ہو گی اور الف کا نہ ہونا میری زندگی میں ایک خلا جیسا ہے جسے پُر نہیں کیا جا سکتا۔ میں خلاؤں کا مسافر نہیں بننا چاہتا۔"

الف نے کانٹا پلیٹ میں چھوڑا اور پیچھے کو ہوئی ۔ موسیقی کی دھن پس منظر میں اب بھی بج رہی تھی مگر آواز اب صرف رہبر کی آرہی تھی ۔

"تو کیا عزیزہ خانم آپ رہبر حاکم کو اپنی زندگی میں قبول کریں گی ؟ "

" رہبر تم میری زندگی میں پہلے سے ہو اور بہت ضروری ہو۔" الف نے اسے اس کی جگہ بتائی تھی ۔ اس کی اہمیت بتائی تھی ۔

"کیا شادی کرو گی مجھ سے ؟" اس نے سوال دہرایا ۔۔۔" اور یہ یاد رکھ کر جواب دینا کہ اگر تم نے اقرار کیا تو وہ بھی مقدم ہو گا اور اگر انکار کیا تو وہ بھی محترم ۔۔"

NOVEL HUT

ریستوران کی روشنیوں میں سامنے بیٹھا شخص اس کے جواب کا منتظر تھا۔ آس پاس کی ہر شے نے اس لڑکی کا جواب سننا چاہا تھا ۔ وہ دماغ سے کام لینے

والی لڑکی تھی ۔ دل خواری کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور دماغ کہتا تھا کہ رہبر کے لیے اقرار کے سوا اور کوئی جواب نہیں ہونا چاہیے ۔ وہ سامنے بیٹھے شخص کے منہ پر انکار نہیں مار سکتی تھی ۔ وہ سرمد نہیں تھا ۔ وہ رہبر تھا اور رہبر کو بھلا کوئی کیسے انکار کر سکتا ہے ۔

"کیا میں کچھ وقت لے سکتی ہوں ؟"

رہبر کی آنکھیں بہت شفاف تھیں ۔ سچے انسانوں جیسی ۔ ان میں ہمہ وقت ایک چمک رہتی تھی ۔ اس چمک کو کبھی نہیں کھونا چاہیے ۔ کسی کے لیے بھی نہیں ۔

NOVEL HUT

" میری ساری زندگی لے لو۔ بس شرط یہ ہے کہ آخر میں مجھے ہی چننا۔ "

رہبر ٹھیک کہتا تھا وہ اسے کسی بات کے لیے انکار نہیں کر سکتا۔

وہ کچھ پل اسے دیکھے گیا ۔ پھر شرارت سے اس کی طرف جھکا۔

"ویسے پولیس سٹیشن میں سب جانتے ہیں کہ ان کے صاحب نے جس لڑکی کے ساتھ دل پھنسایا ہے وہ ایک بے مروت ، سڑیل ، مفاد پرست عورت ہے جو کہ ان کے صاحب کو بالکل گھاس نہیں ڈالتی ۔"

"اس تعریف پر تمھارے پولیس سٹیشن والوں کا بینڈ بجانا مجھ پر فرض ہو جاتا ہے ۔"

الف نے دوبارہ کانٹا اٹھایا اور پاستہ اس میں پھنسانے لگی۔

" الگ سے بینڈ بجانے پر خرچہ زیادہ ہو گا۔ اپنی شادی کے بینڈ پر بلا لیں گے نا۔ "

NOVEL HUT

"افف رہبر کتنے غیر سنجیدہ ہو تم۔ تمھیں کس نے انسپکٹر بنا دیا۔ کیا ہو گیا ہے ترکی والوں کو؟ "

موضوع بدلنے کی ایک شعوری طور پر ایک غیر شعوری کوشش تھی ۔ اسے اس بارے میں سوچنا تھا مگر ابھی نہیں ۔

"یہ الزام ہے ۔ میں اس وقت مکمل طور پر سنجیدہ ہوں ۔ ورنہ صرف کیسز اور مجرموں کے معاملے میں ہی سنجیدہ ہوتا ہوں ۔ "

"تو پھر تم مجھے کوئی کیس سمجھ رہے ہو یا مجرم؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کیے ماتھے پر بل ڈالے ۔

رہبر نے مسکراہٹ دبائی ۔ ریستوران کا سب سے خوبصورت منظر تھا یہ ۔

"ویسے تو مجرموں سے کم نہیں ہو تم لیکن سمجھتا تمھیں میں صرف اپنی محبت ہوں ۔"

"مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آج تم کوئی نشہ کر کے آئے ہو ۔ "

"تم ہمیشہ غلط ہی سوچنا میرے بارے میں بے مروت عورت ۔۔۔ "

رہبر نے خفگی سے کہا اور کھانے پر جھک گیا ۔ الف کی آنکھوں تک میں مسکراہٹ پھیل گئی ۔ ہر ایک کی زندگی میں ایسا روٹھا روٹھا سا رہبر تو ہونا چاہیے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تین سال پہلے :

ائیرپورٹ کے احاطے میں کھڑے اس نے یہاں وہاں نظر دوڑائی۔ اسے جس چہرے کی تلاش تھی اس کے نہ ملنے پر فون نکالا اور کوئی نمبر ملانے لگی۔ بلز جاتی رہی مگر فون اٹھایا نہیں گیا۔ اس نے جھنجھلا کر دوبارہ فون ملایا مگر جواب ندارد ۔ وہ کچھ دیر صبر سے وہیں کھڑی رہی۔ پھر یہاں وہاں چکر کاٹے ۔ کچھ فاصلے پر کھڑا ایک آدمی گاہے بگاہے اس پر نظر ڈال دیتا۔ بلآخر اس کا صبر جواب دے گیا۔

"جہنم میں جاؤ تم ۔۔"

پیر پیٹختے لیگج لیا اور قدم باہر کی طرف بڑھائے ۔ وہ منہ میں اسے صلواتیں سنانا نہیں بھولی تھی ۔

باہر آکر استنبول کی ہوا میں ایک گہرا سانس لیا اور ٹیکسی کے لیے ایک نظر دوڑائی ۔ کچھ ہی دور ایک ٹیکسی کھڑی نظر آئی ۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بھی اسے دیکھ لیا تھا تبھی اس کی طرف قدم بڑھائے ۔ پانچ منٹ لگے تھے اسے مطلوبہ ایڈریس سمجھانے میں ۔ بلآخر مشکل سے اس کا سفر شروع ہوا۔ مگر افسوس کہ استنبول میں اس کی پہلی رات کچھ اچھی نہیں گزرنے والی تھی ۔

ٹیکسی خراب ہو چکی تھی اور وہ اب سڑک کنارے کھڑی ٹیکسی ڈرائیور کو گھور رہی تھی جیسے یہ اس کا قصور ہو۔ پانچ منٹ گزرے تھے کہ ایک گاڑی وہاں آ رکی۔ اس میں سے وہی آدمی نکلا جو ائیرپورٹ پر اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس

کے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔ اس نے مقامی زبان میں ڈرائیور سے کچھ کہا۔ الف کچھ کچھ باتیں ہی سمجھ پائی تھی ۔ پھر وہ الف کی طرف بڑھا۔

"رات کے اس وقت یہاں کھڑے رہنا ٹھیک نہیں ۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں ۔"

الف نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ وہ ایک خوش شکل نوجوان تھا۔

"جانا تو تمھارے ساتھ بھی ٹھیک نہیں ہے ۔"

"فارنر؟؟؟" الف کی ٹوٹی پھوٹی زبان پر اس نے سوالیہ ابرو اچکائی۔

الف نے اثبات میں سر ہلایا ۔

"پلیز خانم۔۔۔" وہ اسے ساتھ چلنے پر قائل کر رہا تھا۔ الف کچھ دیر سوچتی رہی پھر اثبات میں سر ہلاتی اس کے ساتھ آگئ ۔

NOVELHUT

وہ اور اس کا ساتھی راستے میں بولتے رہے ۔ وہ شاید کسی کیس کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی میں صرف الف اور وہ آدمی رہ گئے ۔

"نام کیا ہے تمھارا ؟" گاڑی میں اس کی آواز گونجی ۔

"عزیزہ فاروق ۔"

"کہاں سے آئی ہو؟"

"کویت ۔" الف شیشے سے باہر استنبول کی روشنیوں کو دیکھ رہی تھی ۔

"کرتی کیا ہو ؟؟" ایک اور سوال ۔

"جرنلسٹ۔"

"یہاں کیوں آئی ہو؟"

NOVEL HUT

الف نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر بنا کوئی جواب دیے واپس باہر دیکھنے لگی۔ اس آدمی نے بیک مرر میں اسے دیکھا۔ وہ ایسی ہو گئی تھی جیسے سنا ہی نہ ہو۔

عجیب ۔۔

اپنی مطلوبہ جگہ پہنچتے وہ گاڑی سے اتری ۔ اس آدمی نے سامان اتارنے میں مدد کی۔ سامنے تین چار منزلہ کئی عمارتیں ایک ساتھ کھڑی تھیں ۔ سیاہ ، سفید، نارنجی، جامنی اور سبز۔

الف اس کی طرف مڑی۔

" ویسے یوں کسی اجنبی سے لفٹ نہیں لینی چاہیے ۔" اس کا اشارہ اکیلے اس کے ساتھ آنے کی طرف تھا۔

" تمھیں لگتا ہے کہ میں یونہی کسی سے بھی لفٹ لے لوں گی ؟ "

NOVEL HUT

"کیا تم نے نہیں لی؟" سوال کے بدلے سوال آیا۔

"لی ہے مگر۔۔۔" الف نے فون اس کے سامنے لیا۔ سامنے پولیس نمبر لکھا تھا اور ساتھ میں اس کی آنکھوں کے سامنے پر سپرے لہرائی۔

"میں یونہی کسی سے لفٹ نہیں لیتی۔"

وہ زور سے ہنس دیا۔ اس نے یقیناً یہ سپرے ائیرپورٹ سے خریدی ہوگی۔

"یعنی تم مجھ سے بچنے کے لیے مجھے فون کرنے والی تھی۔"

الف نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ہائے۔۔ انسپکٹر رہبر حاکم۔۔" رہبر نے دائیاں ہاتھ آگے کیا۔ الف یونہی کھڑی رہی۔

"جھوٹا۔۔۔" پلٹ کر سامان اٹھایا اور جانے لگی۔

"کیا تمھیں میرا شکریہ ادا نہیں کرنا چاہیے ؟" وہ گاڑی کی دوسری طرف آئی ۔ رہبر اب بھی اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ سر اونچا کر کے گاڑی کی دوسری طرف اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

" سوشل ورک کا بخار تمھیں چڑھا تھا میں کیوں شکریہ کہوں ؟"

" تم عجیب ہو ۔"

"شکریہ۔۔۔"

رہبر پھر ہنس دیا۔ وہ واقع عجیب تھی ۔

وہ دور جا رہی تھی اور رہبر اس کی پشت دیکھ رہا تھا۔ رات کے اس پہر کے اندھیرے میں بھی وہ روشن تھی ۔ سب سے روشن ۔

" پھر ملتے ہیں ۔" گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھے اونچی آواز میں کہا گیا۔ ایک خواہش کا اظہار کیا گیا۔

"کبھی نہیں۔"

وہ بھی بنا پلٹے اونچی آواز میں کہتی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ خواہش رد ہو گئی۔ مگر خواہش کرنے والے نے برا نہیں منایا۔ وہ کچھ دیر پہلے ملی اس اجنبی لڑکی سے یہی امید رکھتا تھا۔ رہبر مسکراتے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ایک عجیب سے دن کا اختتام ایک عجیب سے انسان کے ساتھ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آئینے کے سامنے کھڑے اس نے خود پر پرفیوم چھڑکا اور فون اٹھاتے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ باہر سے آتی آوازوں پر اس نے آنکھیں گھمائی۔ دروازے پر لگا پردہ ایک طرف کرتے ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔ ایک چکور

میز پر سفید کپڑا بچھا تھا اور اس کے گرد چار کرسیاں لگی تھیں اور ان میں سے ایک کرسی پر اس کی ماں اور دوسری پر سرخ سے بالو والی آسو بیٹھی تھی۔

"کون سا کام آج مس میک اپ کو یہاں کھینچ لایا ہے؟" اس نے ٹیبل پر پڑی باسکٹ سے سیب اٹھایا۔

"ضروری تو نہیں میں کام کے سلسلے میں ہی آؤں۔" آسو نے ایک ادا سے بال جھٹکے۔

رہبر نے اوبرو اچکائی۔جیسے وہ تو جانتا ہی نہیں نا۔

"اچھا رہبر سنو نا۔" آسو اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"میں نے ایک جگہ جانا ہے چھوڑ دو نا۔" لہجہ منت کرتا ہوا تھا۔

"تو جاؤ میں نے کب پکڑ رکھا ہے۔" رہبر نے کندھے اچکاتے سیب میں دانت گاڑھے۔

آسو نے فریحہ (رہبر کی ماں) کی طرف دیکھا۔

"رہبر۔۔۔۔"

"آنے۔۔۔" رہبر نے اختجاج کیا جو کسی کام کا نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ان عمارتوں کے سامنے کھڑے تھے۔ سیاہ، سفید، نارنجی، جامنی اور سبز رنگ اس وقت واضح تھا۔ رات کے کسی پہر کے ملگجے اندھیرے میں کسی چہرے کی شبہ رہبر کی آنکھوں میں لہرائی تھی۔

"تمھیں واقعی یہیں آنا تھا؟" رہبر نے گردن موڑی اور ساتھ بیٹھی آسو کو دیکھا۔

NOVEL HUT

"ہاں۔۔" آسو نے سیٹ بلٹ کھولی۔

"کیوں؟"

" میری ایک جاننے والی آئی ہے ۔ رات کو اسے ائیرپورٹ لینے جانا تھا جا نہیں سکی اس لیے معذرت کرنے جا رہی ہوں۔ "

وہ دروازہ کھولتے باہر نکلی۔ رہبر بھی باہر آیا اور آسو کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ رک کر اس کی طرف مڑی۔

"تم کدھر ؟" آسو نے آبرو اچکائی۔

" تمھاری جاننے والی کو دیکھنا ہے ۔"

" رہبر ۔۔ " وہ کچھ کہتی کہ وہ ان سنا کر کے اس بلڈنگ کے اندر داخل ہو گیا جہاں سے رات کو اسے جاتے دیکھا تھا۔

تین چار دفعہ بل بجانے کے بعد بلآخر دروازہ کھلا۔ گلابی ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس لڑکی سامنے کھڑی تھی ۔ آنکھوں میں نیند کا خمار اب بھی موجود تھا ۔

اس نے دونوں کو اندر آنے کا راستہ دیا۔ رہبر کو دیکھ اس کے چہرے پر کوئی شناسائی نہیں آئی تھی ۔

" الف ای ایم رئیلی رئیلی سوری میں کل تمھیں لینے نہیں آسکی ۔ میں ایک کام میں پھنس گئی تھی دراصل ۔۔۔"

" اٹس اوکے ۔ " اس نے آسو کے چہرے پر شرمندگی دیکھتے کہا۔

وہ تینوں اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ کے بیچ وبیچ کھڑے تھے ۔ نہ وہ بیٹھے تھے اور نہ الف نے بیٹھنے کو کہا تھا۔

رہبر نے اس کے عزیزہ فاروق کو الف پکارے جانے پر حیرت سے آنکھیں وا کیے دونوں لڑکیوں کو دیکھا اور ساتھ میں ہی عزیزہ فاروق کو لقب سے بھی نوازا۔

جھوٹی عورت۔

"تم اندر کیسے داخل ہوئی ؟ "آسو نے ایک نظر سارے اپارٹمنٹ میں دوڑاتے الف سے سوال کیا۔

" اسی چابی سے جو تم میرے لیے یہاں چھوڑ گئی تھی ۔" اس نے طنز کیا مگر لہجہ سادہ ہی تھا ۔ آسو دوبارہ شرمندہ ہو گئی ۔رہبر نے مسکراہٹ دبائی ۔ وہ معاف کر کے بھی معاف نہیں کر رہی تھی ۔

" ای ایم سوری ۔"

" اٹس اوکے ۔"

"یہ رہبر حاکم ہے میرا کزن۔" بلآخر آسو کو رہبر یاد آیا۔ الف نے آسو کے ساتھ کھڑے پولیس یونیفارم میں ملبوس انتیس تیس سالہ ہینڈسم سے نوجوان کی طرف نظریں پھریں ۔

"یہ جانتی ہے ۔" رہبر نے کہا۔

"میں نہیں جانتی ۔" الف نے تردید کر دی۔

آسو نے پہلے رہبر کو دیکھا پھر الف کو۔

"تمھیں بھولنے کی بیماری ہے کیا عزیزہ فاروق ؟"

ظنزیہ انداز میں عزیزہ فاروق کہا گیا ۔

"آپ کو بلاوجہ شناسائی قائم کرنے کی عادت ہے کیا؟"

رہبر تو عش عش کر اٹھا۔ رات کو تم تھا اور ابھی آپ ۔ رات میں لفٹ لے لی تھی اور ابھی پہچاننے سے بھی انکاری تھی ۔

"تم عجیب اور جھوٹی ہونے کے ساتھ ساتھ ساتھ پاگل بھی ہو۔"

"تمھارے کزن کو سائیکیٹرسٹ کی ضرورت ہے آسو ۔"

"رہبر کو کوئی غلط فہمی ہو گئ ہو گئی الف مائیڈ مت کرنا۔ اب ہم چلتے ہیں پھر ملیں گے اور تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا۔"

آسو جلدی سے اس سے ملتی دروازے کی طرف بڑھی اور رہبر کو تادیبی آنکھیں دکھاتی ساتھ آنے کا اشارہ کیا جو کھڑا اسے گھورنے میں مصروف تھا۔

ان کے جانے کے بعد الف دروازہ بند کرتی کہ رہبر دوبارہ سامنے آیا۔

"پھر ملیں گے عزیزہ اور تم مجھے جانتی ہو۔" انداز اپنی بات پر زور دیتا ہوا تھا۔

"ہم نہیں ملیں گے اور میں تمھیں نہیں جانتی۔" دروازہ رہبر کے منہ پر بند کر دیا گیا۔

"بد لحاظ عورت۔" وہ منہ میں بڑبڑاتا سیڑھیاں اترنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

بشکتاش میں ایک چوڑی سڑک کے کنارے دائیں طرف سبز رنگ کی دکان تھی۔ سبز رنگ پر سنہری الفاظ میں احمت چیچک لکھا تھا۔ سبز فریم میں سامنے کی پوری دیوار شیشے کی تھی اور بیچ میں دروازہ۔ دائیں طرف شیشے کے سامنے ایک گلابی سائیکل کھڑی تھی جس کے اگلے اور پچھلے حصے پر پودے رکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی دکان اندر اور باہر سبز پودوں اور بکیز سے بھری پڑی تھی۔

دکان کے اندر سنہری روشنی میں کھڑی وہ پھولوں پر پانی چھڑک رہی تھی۔ اسے استنبول میں تین ماہ ہو گئے تھے اور یہاں کام کرتے ایک ماہ سے زیادہ۔ وہ دکان سے باہر آئی اور سائیکل پر رکھے پودوں میں پانی ڈالا۔ اس کی نظر سامنے ایک کیفے کے باہر رکھی کرسیوں پر پڑی۔ نیلی کرسیوں پر ایک آدمی بیٹھا تھا۔

اس نے کہاں دیکھا تھا اس آدمی کو؟ اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ تیزی سے واپس اندر آئی فون اٹھایا اور ایک نمبر ملایا۔

"ہیلو آسو ۔۔۔"

"ہاں الف کیسی ہو؟"

"اپنے کزن کا نمبر دو۔"

"کزن ؟ کس کزن کا ؟"

"یار وہی پولیس والا۔" وہ فون کان سے لگائے دوبارہ باہر آئی ۔ انداز عجلت بھرا تھا۔

"رہبر۔ ۔۔ رہبر کی بات کر رہی ہوں۔"

NOVEL HUT

"ہاں ہاں ۔۔ جلدی بھیجو۔۔۔" الف نے فون بند کر دیا اور وہیں ٹہلنے لگی۔ گاہے بگاہے اس آدمی پر نظر ڈالتی۔ فون کی ٹون بجی۔ رہبر کا نمبر سامنے تھا۔ الف نے جلدی سے نمبر ملایا۔

" انسپکٹر رہبر حاکم سپیکنگ۔۔" اس کی مصروف سی آواز آئی۔

" سنو پولیس والے ۔۔" رہبر کو کچھ وقت لگا آواز پہچاننے میں ۔ وہ کرسی پر یکدم سیدھا ہوا۔

" مس عجیب ۔۔؟" لہجے میں حیرانگی اور تصدیق دونوں تھے۔

" سنو۔۔ وہ جس آدمی کی تصویر تم اس دن جب میں استنبول آئی تھی اپنے دوست کو دکھا رہے تھے وہ یہاں ہے بشکتاش میں ۔ "

کون آدمی ؟ وہ نا سمجھی سے گویا ہوا۔

" افففف۔۔ وہی جس کے کیس کے بارے میں تم اپنے دوست کو بتا رہے تھے ۔ " الف نے ساتھ ہی اسے ایڈریس بتایا۔

الف سن سکتی تھی وہ کسی کو جلدی سے بشکتاش نکلنے کا حکم دے رہا تھا۔

" تم اس پر نظر رکھنا ہم ابھی پہنچتے ہیں ۔" رہبر نے عجلت میں کہتے فون رکھا۔وہ وہیں کھڑی پودوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی رہی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ وہاں موجود تھا۔ آدمی پکڑا جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والی پُرسکون سی اس جگہ پر اب ہلچل مچی تھی ۔ الف نے اسے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ غیر سنجیدہ سا رہبر اپنے پیشے میں کس قدر سنجیدہ تھا۔ وہ دکان کے اندر آئی اور کاؤنٹر پر بیٹھتی لیپ ٹاپ کھولا اور مصروف ہو گئی ۔ اسے کسی کا انسٹاگرام اکاؤنٹ ہیک کرنا تھا۔ ڈین کی بیوی ایلمی کا۔ ڈین کو اس پر شک تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک لوکل کمپنی کے سسٹم میں گھسنا تھا۔ کبھی کسی کمپنی کے سسٹم اور

کبھی ویب سائٹ پر وہ چھیڑ چھاڑ کر لیتی تھی ۔ سسٹم کو انویڈ کرنا اور پھر کمپنی کو پیسے کے بدلے بگ بتانا جہاں سے ان کا سسٹم انویڈ ہوا ہے اس کے نئے کاموں میں شامل تھا۔ اسے مزا آتا تھا یہ کرتے۔

آدھے گھنٹے بعد کسی نے کاؤنٹر بجاتے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس نے نظریں اٹھائی ۔ سامنے وہ کھڑا تھا۔ الف واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی ۔

اس نے دوبارہ کاؤنٹر بجایا۔

"کیا تمھارا مجرم پکڑا جا چکا ہے ؟" الف نے نظریں نہیں اٹھائی ۔

"ہاں۔ " رہبر نے دونوں کہنیاں کاؤنٹر پر رکھی۔ وہ پولیس یونیفارم میں تھا۔

"تو پھر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"تمھارا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں ۔"

الف نے دوبارہ نظریں اٹھائی ۔ وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" کرو اور جاؤ ۔ "

رہبر کی آنکھوں میں خفگی سمٹ آئی ۔ پودوں نے یہ منظر بڑی دلچسپی سے دیکھا ۔

" تم میرے ساتھ ایسے کیوں بی ہیو کرتی ہو ؟"

" کیسے؟ " الف نے سینے پر بازوں لپیٹتے پیچھے کو ٹیک لگائی ۔

" ایسے جیسے ۔۔۔ جیسے میں نے تمھاری جائیداد پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہو۔ "

" میں نے تمھارا شکریہ سن لیا ہے۔ اب جاؤ ۔"

" کیا تم صبح ناشتے میں کیکٹس کھا کر آئی تھی ؟" وہ بھنا کر بولا۔

" نہیں زہر پیا تھا۔" جواب بھی اسے ویسا ہی ملا تھا۔

" افف میرے اللہ ۔ جتنا ہینڈسم میں ہوں مجھے دیکھ کر تو لڑکیوں کی تو مسکراہٹ ہی چہرے سے جدا نہیں ہوتی اور ایک تم ہو۔ " اسے جیسے الف پر افسوس ہوا تھا۔ شدید افسوس ۔

الف نے بڑے غور سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

" تمھیں اس خوش فہمی میں کس نے مبتلا کیا ہے کہ تم ہینڈسم ہو؟"

" پورے استنبول میں کسی سے بھی پوچھ لو سب سے ہینڈسم انسپکٹر ہوں میں ۔" رہبر نے فرضی کالر کھڑے کیے ۔

" میں یہ مان لوں گی کہ سارے استنبول کی آنکھیں خراب ہیں ۔ "

رہبر نے گہرا سانس بھرا اور ضبط کیا ۔ سامنے ایک مشکل ترین ، زبان دراز عورت تھی ۔

" اچھا وہ پھول کتنے کے دو گی؟ "

الف نے گردن موڑ کر دائیں طرف دیکھا۔ وہ سرخ گلابوں کے ایک بکے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"پندرہ سو لیرا۔ "

"پندرہ سو لیرا ؟" رہبر نے حیرت کی زیادتی سے دہرایا ۔ الف نے گردن اوپر نیچے ہلائی ۔

" اور وہ ؟ " اب کی بار اس کا اشارہ ایک چھوٹے سے کیکٹس کے پودے کی طرف تھا۔

" دو ہزار لیرا۔ "

" کیا میرے لیے یہاں کوئی سپیشل آفر چل رہی ہے ؟ "

" ہاں۔۔ لینا چاہو گے ؟ " الف نے آنکھیں ٹپٹپاتے پوچھا۔

NOVEL HUT

"بہت شکریہ مادام۔ جب آفر ختم ہو گی تب آجاؤں گا۔" اس نے جل کر کہا۔

"غریب آدمی کو لوٹنے کا اچھا پلان ہے۔" وہ بڑابڑاتا گلاس ڈور دکھیلتا باہر نکل گیا۔

وہ الف کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا ورنہ اس کی مسکراہٹ بھی ضروری دیکھ لیتا۔ اس آدمی کو زچ کرنے کا اپنا ہی مزہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناشتے کی میز پر رہبر بیٹھا چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتا فون پر جھکا تھا۔ فریحہ ساتھ بیٹھی گاہے بگاہے اس پر نظر دوڑاتی۔ فریحہ کھنگاری۔

"رہبر۔۔"

"ہوں۔۔"

"آسو کی منگنی کی چھوٹی سی تقریب ہے آج دن میں۔ تم نے چلنا ہے۔"

"آہ ۔۔ بے چارا ایمرے ۔۔ اس کی تو ساری کمائی ہی آسو کے میک اپ پر لگ جانی ہے ۔" وہ ابھی بھی فون پر جھکا تھا۔

" رہبر میں کیا کہہ رہی ہوں ۔ "

" کیا؟ " وہ انجان بن کر بولا۔

فریحہ نے دانت پیسے۔

" تم چل رہے ہو۔ "

" آنے مجھے کام ہے ۔ " اس نے ٹالنا چاہا۔ وہ جانتا تھا اس کی ماں اسے کیوں لے جانا چاہتی ہے۔

" آج تمھاری چھٹی ہے ۔ "

" مجھے ایک دوست سے ملنے جانا ہے ۔ "

NOVEL HUT

جس دوست کا خاکہ اس کے ذہن میں آیا تھا وہ سن لیتی تو رہبر کے منہ پر ہی اس نے اس دوستی کے دعوے کو خاک میں ملا دینا تھا۔ ۔خاک میں کیا ملانا اس نے تو پہچاننے سے ہی انکار کر دینا تھا ۔

" کون دوست ہے یہ ؟ "

فریحہ نے پر جوش ہو کر پوچھا۔ شاید ان کے بیٹے کی زندگی میں کوئی آگیا ہو۔

" ہے ایک دوست ۔ آپ نہیں جانتی اسے ۔ کچھ دن پہلے ہی کویت سے آیا ہے ۔ "

" اچھا۔۔ " فریحہ کو مایوسی ہوئی ۔ وہ اپنے کھانے پر جھک گئی ۔ رہبر نے شکر کا سانس لیا۔

گہرے سبز رنگ کی آدھے آستین کی بٹن شرٹ اور گرے پینٹس میں وہ ایک بار پھر احمت چیچک کے باہر کھڑا تھا۔ اس نے لب کاٹے۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے ؟ عزیزہ نے اگر یہ پوچھ لیا تو؟

تو کیا کہہ دوں گا آسو کے لیے پھول لینے آیا ہوں۔ ہاں ۔۔ اس نے قدم آگے لیے۔ اگر اس نے غصے میں کوئی گملہ اٹھا کر سر میں مار دیا تو؟ رہبر نے جھرجھری لی۔ اچھا سوچو رہبر۔

وہ دکان میں اندر داخل ہوا۔ سامنے عزیزہ اور ایک بھاری جسامت کا ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ اس آدمی نے رہبر کو ایک منٹ انتظار کرنے کو کہا اور واپس رہبر کی عزیزہ کی طرف متوجہ ہوا۔

" تمھارا بہت شکریہ الف۔ تم نے دو ماہ میری دکان کو سنبھالا۔ میری بیماری میں تم میرے بہت کام آئی ہو۔ میں اور میرے پھول تمھیں بہت مس کریں

گے۔ " احمت اور ان کی بیوی الف کے پڑوسی تھی ۔ وہ برصہ کے رہنے والے تھے ۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی اور پچھلے چند سالوں سے استنبول میں رہ رہے تھے ۔ استنبول میں پہلے دن دروازہ کھولنے میں الف کی مدد بھی انھوں نے ہی کی تھی ۔

اوویہاں تو کوئی ایموشنل سین چل رہا تھا۔ رہبر نے سوچا اور وہیں دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

" میں آتی رہوں گی احمت بے۔ " الف نے مسکرا کر کہا۔

" واہ ۔۔یہ تو مسکراتی بھی ہے ۔" رہبر نے دل ہی دل میں کہا۔

" ہاں اور آج گھر آنا تمھاری آنٹی نے بڑے ہی مزے کے کپ کیکس بنائے ہیں ۔ "

" میں آؤں گی۔ "

الف نے مسکرا کر کہا اور رہبر کو دیکھے بغیر اس کے پاس سے گزرتی باہر آئی ۔
رہبر بھی ساتھ ہی مڑ گیا۔ پیچھے احمت صاحب اپنے گاہک کو ارے ارے کرتے رہ گئے ۔ اب گاہک جس کے لیے آیا تھا وہی نہیں تھی تو گاہک رک کر کیا کرتا۔
وہ باہر نکل کر خاموشی سے اسکے ساتھ چلنے لگا۔ کنکھیوں سے اسے دیکھا۔ سادہ سی پرپل میکسی پر سفید رنگ کا منی کوٹ اور بالوں میں سفید رومال۔ اچھی لگ رہی تھی وہ ۔

"کیا تمھیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے ؟"

رہبر سٹپٹایا۔

"آہ ۔۔ نہیں ۔۔ کیوں ؟"

"پھر کیوں ہر وقت یہاں بشکتاش میں نظر آتے ہو؟"

"ہر وقت ؟؟ میں دو ہفتوں بعد آیا ہوں آج ۔"

NOVEL HUT

ساتھ چلتے دو کٹری کی دو انگلیاں اس کے سامنے کیں۔ سڑک کنارے کھڑے ایک چھلی والے کے سٹال کے سامنے الف رکی تو وہ بھی رک گیا۔ سٹال پر تین طرف پلاسٹک شیٹس لگی تھی جو یقیناً صبح ہوئی بارش کی وجہ سے لگائی گئی تھیں ۔ سامنے کا حصہ کھلا تھا۔ الف نے چھلی والے کو ایک چھلی دینے کو کہا۔

" اور کیوں آئے ہو ؟ " الف اس کی طرف مڑی۔ مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

" میں نے سوچا پتہ کر لوں تمھیں کسی مدد کی ضرورت نہ ہو ۔" رہبر نے پینٹس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے کہا۔ لہجہ سرسری رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ۔

" اچھا استنبول میں آنے والے ہر ایک انسان کا ایسے ہی پتہ کرتے پھرتے ہو؟" لہجہ طنزیہ تھا۔

" نہیں بس اس کا جسے میں لفٹ دے دوں۔ "

"کافی لیم تھا یہ۔"

الف واپس چھلی فروش کی طرف مڑی اور کاغذ میں لپٹی اس کی بڑھائی ہوئی چھلی پکڑی۔ کر اس بیگ سے پیسے نکالے اور اسے پکڑاتے آگے بڑھ گئی۔

"تم نے نوکری کیوں چھوڑی؟"

وہ دائیں طرف مڑے اور نیچے کی جانب اترنے لگی۔ یہ رنگ برانگی عمارتوں کے درمیان اترائی میں بنی سرخ اینٹوں کی سڑک تھی۔

"میری مرضی۔۔" الف نے کندھے اچکائے۔

"استنبول میں رہنا ہے تو کمانا پڑے گا۔" الف رک کر اس کی طرف مڑی۔ رہبر کے پیروں کو بھی بریک لگی۔

"تمھیں لگتا ہے کہ مجھے اس نوکری کرنے کی ضرورت ہے؟"

رہبر نے لمحے کے توقف کے بغیر اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔۔ کیونکہ کسی امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تو تم لگتی نہیں ہو۔"

وہ بے تحاشہ سنجیدہ تھی مگر پھر بھی ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں ڈھل گئے ۔کیا چیز تھا یہ آدمی ۔

" اللہ ۔۔ یا اللہ اللہ ۔۔۔ عزیزہ خانم میری بات پر سر پھاڑنے کے بجائے مسکرا رہی ہیں ۔ اس دن کو تو استنبول کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھا جانا چاہیے ۔" وہ ہاتھ اٹھا کر اونچی آواز میں پرجوش لہجے میں بولا۔

وہ دھیرے سے ہنس دی۔

" نہایت بدتمیز ہو تم ۔۔۔ " وہ واپس چلنے لگی۔

" تم سے کم عزیزہ خانم۔ " وہ بھی ساتھ ہو لیا۔

" الف صُلافہ نام ہے ہے میرا۔ "

" اوو شکر تم نے بتا دیا ورنہ ساری عمر عزیزہ کے ساتھ گزارا کرنا پڑتا۔ "

"تم کتنا بولتے ہو رہبر۔۔۔"

رہبر کو یہ بات کہہ کون رہا تھا۔ یقیناً فاطق حجاج یہاں ہوتا تو اش اش کر اٹھتا۔

"اب بتاؤ کیوں آئے ہو یہاں ؟" اس نے چھلی کے کچھ دانے منہ میں ڈالے۔

"سوچا تمھیں استنبول دکھا دوں۔"

"میرے پاس آنکھیں ہیں خود دیکھ لوں گی ۔"

"یعنی میں تمھارے ساتھ چل سکتا ہوں ۔"

"نہیں ۔ مجھے اکیلے چلنا پسند ہے ۔"

وہ زچ ہو کر اس کی طرف مڑا۔ دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ آس پاس کھڑکی رنگ برنگی عمارتوں نے مسکراہٹ دبائے اسے دیکھا۔

"تم نے الٹا جواب دینے میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے کیا؟"

الف نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر ہنسی روکتے نفی میں سر ہلایا ۔ رہبر کو زچ کرنا کتنا آسان تھا۔

" مجھے یقین ہو چلا ہے کہ کویت والوں نے تمھاری اسی زبان درازی کی وجہ سے تمھیں دھکے دے کر اپنے ملک سے نکالا ہو گا۔ "

رہبر نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا اور پھر الف کے ہاتھ سے چھلی لے کر دائیں طرف مڑ گیا۔ وہ ان سرخ اینٹوں کو پیچھے چھوڑ اب سیدھی سڑک پر آ چکے تھے

۔

" وہ میری ہے ۔ "

الف اس کے پیچھے لپکی ۔

" خود کھائے جا رہی ہو دوسرں سے بھی پوچھنا چاہیے ۔ "

" اپنی لیتے نا۔" الف نے واپس چھلی اس کے ہاتھ سے لی۔

" توبہ کتنا چھوٹا دل ہے تمھارا۔" رہبر کو تو جیسے چھلی واپس لیے جانے کا صدمہ ہوا تھا۔

" ہے تو سہی۔۔" الف نے کندھے اچکائے۔ " اینڈ بائے دا وے میں دمشق سے ہوں کویت سے نہیں ۔ "

الف نے کچھ قدم آگے لیے جب اپنے ساتھ رہبر کی غیر موجودگی محسوس ہوئی ۔ وہ ایڑھیوں کے بل گھومی۔ وہ کچھ فاصلے پر شل سا کھڑا تھا۔

" کیا ہوا ؟ "

" میں نے اپنی زندگی میں تم سے زیادہ جھوٹی عورت نہیں دیکھی۔ "

وہ نفی میں سر ہلاتا اس تک آیا ۔

" تمھارے جھوٹ استنبول پر پتہ نہیں کون کون سی مصیبتیں لائیں گے ۔" وہ واپس چھلی اچکتے اس کے پاس سے ہو کر آگے بڑھ گیا۔

" شکل سے اتنے غیر سنجیدہ تو نہیں لگتے تم۔" اب کی بار الف واپس چھلی نہیں لی تھی۔

" شکل سے تو تم بھی اتنی جھوٹی نہیں لگتی۔ "

اب وہ بحث کرتے ایک کیفے میں داخل ہو رہے تھے۔ آوازیں معدوم رہی تھیں ۔ دوستی کا آغاز ہو گیا تھا اور یہ منظر ان گلیوں میں ہمیشہ کے لیے قید۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اٹلی کے شہر وینس میں آج اس کا دوسرا دن تھا۔یہ شہر بہت خوبصورت تھا۔ دیکھے جانے کے قابل۔

دونوں اطراف میں اونچی سفید عمارتیں اور ان کے بیچ کا نیلا سبز پانی ۔یہاں سیاحوں کا رش تھا۔

سفید اور گلابی پھول دار میکسی اور سر پر ہیٹ کے ساتھ وہ بائیں جانب کی عمارتوں کے سامنے چل رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر ایک پل تھا جو دونوں عمارتوں کو آپس میں جوڑتا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ گائیڈ نے سب کو پل پار کر دوسری طرف جانے کا کہا۔ وہاں سے وہ لوگ فیری میں بیٹھنے والے تھے۔

" تمھیں شاید یاد نہیں میرے یہاں آنے سے پہلے تم میرے افسوں رضا اور اوزان فتح دین کے ساتھ کام کرنے پر خفا تھے۔ "

وہ فون کان سے لگائے سب سے پیچھے تھی۔

"ہاں تو اب بھی ہوں۔ وہ انویسٹیگیٹر اور وہ وکیل ایک بھی پسند نہیں مجھے۔ چلو افسوں قابل برداشت ہے مگر وہ آدمی زہر ہے زہر۔ کیا ضرورت ہے اس

آدمی کے ساتھ کام کرنے کی۔ فری لانسنگ سے تم اچھا خاصا کما لیتی ہو جس سے تمھاری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ "

" رہبر میں نے اپنی صرف ضروریات پوری نہیں کرنی۔ میری کچھ خواہشات ہیں انھیں بھی پورا کرنا ہے۔ اور آج کے دور میں سنگل سورس آف انکم سے آپ کی صرف ضروریات پوری ہوتی ہیں خواہشات نہیں۔"

الف نے سو دفعہ سمجھائی جانے والی بات ایک بار پھر اسے تحمل سے سمجھانی چاہی۔

" تم مجھے بتاؤ میں تمھاری ساری خواہشات پوری کروں گا۔ "

" اور تم یہ کیوں کرو گے رہبر؟ تم صرف میرے دوست ہو ۔ ایک اچھے ساتھی ۔ اور مجھے اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے کسی مرد کی ضرورت نہیں ۔ میں یہ خود کر سکتی ہوں۔"

رہبر نے گہرا سانس کھینچا۔ وہ ایک ہائپر انڈیپینڈنٹ وومن تھی۔ اس کے ساتھ یہ سب باتیں کرنا فضول تھا۔

"میں صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اوزان کچھ خاص اچھا آدمی نہیں ہے۔"

"آدھی دنیا ایسی ہی ہے اور میں اپنا اچھا برا جانتی ہوں۔ دونٹ وری۔"

"تم نہایت روڈ، بے مروت اور سڑیل ہو۔"

"کیا تم نے یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے؟"

گائیڈ انھیں یہاں کے بارے میں کچھ بتا رہا تھا مگر یہاں رہبر حاکم کے مسئلے ختم ہوتے تو وہ کچھ سن پاتی۔ یہاں کی خوبصورتی کو دیکھ پاتی۔

"میں نے اس لیے فون کیا ہے کہ استنبول کے بگلے تمھارے جانے پر اداس ہیں۔"

"اچھا۔" وہ ہنسی۔

"بگلوں نے تمھارے جانے پر کھانا پینا چھوڑ دیا ہے ۔ "

وہ پل پر چڑھی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی ۔

" رہبر میں تمھاری ان بنا سر پیر والی باتوں کا کیا کروں ؟ "

"تاج بنا کر سر پر پہنو۔" اس کی تیز خفا آواز ابھری ۔

" تم سٹریس میں ہو۔ "

" زہر لگ رہی ہو تم مجھے ۔ "

" کیا ورک لوڈ زیادہ ہے ؟ "

وہ پل کے درمیان میں رکی۔ وہ جگہ اونچی تھی ۔ پانی پر کچھ فیریز تیر رہی تھی۔ وہ وہیں کمر سیاہ گرل سے ٹکائے کھڑی ہو گئی ۔ اس کے گروپ کے کچھ لوگ پل کے پاس والی دکان میں چلے گئے تھے اور گائیڈ ان کا انتظار کر رہا تھا۔

اس نے رہبر کو ایک گہرا سانس بھرتے سنا۔

" ایک سال پہلے مجھے ائیرپورٹ پر ایک لڑکی ملی۔ جھنجھلائی ہوئی خفا سی۔ یہاں سے وہاں چکر کاٹتی ہوئی ۔ وہ پریشان تھی مگر میں چاہتا تھا یہ منظر یہی رک جائے ۔ مجھے نہیں معلوم کیوں مگر میں چاہتا تھا۔ میں اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ بچپن سے جس شہر میں رہتا آیا ہوں اچانک اس شہر کی فضا میرے لیے بدل گئی تھی ۔ پھر وہ چلی گئی اور مجھے لگا سارا ائیرپورٹ سنسان ہو گیا ہے ۔ دل اچانک ویران ہو گیا۔ اسے دوبارہ نہ دیکھ پانے کا خیال مجھے برا لگنے لگا۔ مگر پھر ہم اتفاق سے مل گئے اور ملتے رہے یہاں تک کہ اتفاق کو پیچھے چھوڑ میں خود کو اس سے ملنے سے روک نہیں پایا۔ "

الف ششدر سی دم سادھے اسے سن رہی تھی ۔

NOVEL HUT

" وہ رہبر حاکم جس کے پاس کسی کے لیے وقت نہیں تھا اچانک سے پچھلے ایک سال سے وہ اس لڑکی کے لیے ہر دن وقت نکالتا ہے کہ شاید آج ملاقات کا دن ہو۔ میں اور وہ لڑکی ہفتوں نہیں ملتے۔ کبھی کبھی مہینہ ہو جاتا ہے۔ میں خواہش کے باوجود روز اس لڑکی سے نہیں ملتا کیونکہ یہ اس لڑکی کی حدود ہیں۔ اور مجھے ان کی عزت کرنی ہے۔ خیال رکھنا ہے۔ لیکن اس سے ملنے کا خیال ہی مجھے سرشار کر دیتا ہے۔ اور اب جب وہ دور ہے تو دل بے چین ہے اور قرار مجھے آنہیں رہا۔ وہ لڑکی میرے لیے بہت محترم ہے۔ بہت ضروری ۔ میں اسے ساری زندگی اپنے آس پاس دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے بغیر اب استنبول اچھا نہیں لگتا۔ تم بتاؤ میں کیا کروں ؟ "

وہ اس کے سارے لفظ چھین کر اس سے پوچھ کر تھا کہ بتاؤ کیا کروں؟ وہ کیا کہتی۔

رہبر حاکم استنبول کی سرزمین پر ملنے والا پہلا شخص ۔ وہ جس پر اس نے بھروسہ کیا تھا۔ وہ واقعی اس کی زندگی میں رہبر تھا۔ وہ اس کی زندگی کو آسان کر دیتا تھا۔ رہبر نے کہا تھا وہ ہمیشہ اس سے ایک فون کی دوری پر ہے ۔ وہ واقعی تھا۔ الف نے جب جب اسے بلایا تھا وہ آیا تھا۔ ہر چیز چھوڑ کر ۔

پل کی دوسری طرف کھڑا گائیڈ اسے پکار رہا تھا مگر سماعت میں ابھی بھی رہبر کے الفاظ گونج رہے تھے ۔ پل کے درمیان کھڑی ہیٹ والی لڑکی خالی نظروں سے گائیڈ کو دیکھ رہی تھی ۔ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ کیوں کہہ رہا تھا؟ وہ اسے کیوں بلا رہا تھا؟

NOVEL HUT

" ہم دوست ہیں رہبر۔ "

سنہری آنکھوں والی اس لڑکی نے خود کو کہتے سنا۔ وہ اس سب کے لیے ابھی تیار نہیں تھی۔ اسے وقت لگنا تھا۔ وہ تیار نہیں تھی۔

اس نے فون بند کردیا اور آگے بڑھ گئی ۔ وہ واقعی آگے بڑھ گئی تھی ان لفظوں سے ان جذبوں سے ۔ اور رہبر حاکم بھی ۔ اس کی واپسی پر ان دونوں کے درمیان اس متعلق کوئی بات نہیں ہوئی تھی ۔ وہ پہلے جیسے تھے ۔ یا شاید نہیں ۔ اب وہ جان کر انجان بنے گھوم رہے تھے ۔ اور اسی طرح تین سال گزر گئے ۔ مگر آج رہبر پھر سراپا سوال تھا۔ الف کو اب فیصلہ کرنا تھا اپنے لیے ، رہبر کے لیے ، ان دونوں کے لیے ۔ کیونکہ وہ اب تیار تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گلاطہ اپنی پوری شان کے ساتھ کھڑا تھا۔ سر اٹھا کر دیکھتا ہوا، خود کو عظیم گردانتا ہوا۔ لوگ اس کو سراہتے ، اسے محبت کی نشانی کہتے اور وہ اور مغرور ہو جاتا۔ کیا گلاطہ کسی کو اداس بھی کر سکتا تھا؟

ہاں۔ آج دو آمبر آنکھیں گلاطہ کو تکتی اداس ہو رہی تھی ۔ گلاطہ نے ان آنکھوں کو جب بھی دیکھا تھا اداس دیکھا تھا۔ وہ بھی حیران ہوتا۔ آخر کیونکر یہ آنکھیں اداس ہیں ؟ بھلا کوئی گلاطہ آئے اور اداس رہے ۔۔نا ممکن۔

الف یہاں کام سے آئی تھی مگر گلاطہ نے بہت پیچھے ، ماضی کی دھول میں دبی کسی پہیلی کی یاد دلا دی تھی ۔ وہ پہیلی جسے وہ فراموش کر چکی تھی ۔ بھول بیٹھی تھی ۔ اس نے ایک نظر گلاطہ کو دیکھا اور واپس مڑ گئی ۔ پچھلے تین سال میں وہ یہاں بہت کم آئی تھی۔ شاید تین دفعہ یا چار۔ اور ہر بار آنے پر وہ باہر سے ہی واپس چلی جاتی۔

آج بھی وہ اندر نہیں گئی تھی ۔ آج دل عجیب سا ہو گیا تھا۔ اندر ایک نامعلوم سی اداسی پھیلی تھی ۔ آج کوئی یاد آیا تھا۔ اس کے شہر میں دیارِ غیر کا ایک مکیں۔ دل سوچتا تھا کہ کیا کبھی اس مکیں نے اس لڑکی کو یاد کیا ہو گا ؟ کیا کبھی

کسی سے سوال کیا ہو گا کہ اس شہر میں ایک لڑکی رہا کرتی تھی وہ اب کہاں ہے ؟

گلابی ٹرنچ کوٹ والی لڑکی ایک بار مڑی تو پھر پلٹ کر گلاطہ کو نہ دیکھا۔ اور پھر کتنی ہی دیر وہ چلتی رہی ۔ استنبول کی گلیوں میں گھومتی ، وہاں کی خوشبو کو خود میں اتارتی ، خود کو پر سکون کرنے کی ایک کوشش کرتی رہی۔

وہ تھک گئی تھی ۔ پاؤں دھکنے لگے تھے ۔

شام کا وقت تھا۔ لمبے بال کندھوں پر بکھرے تھے۔ اور تکائے میں بنچ پر بیٹھے اس کی نظریں سامنے ٹھاٹھیں مارتے سمندر پر جمی تھیں۔ بائیں طرف بویوک مجیدیہ مسجد اور باسفورس کھڑے تھے ۔

تھوڑی دیر گزری کہ کوئی اس کے پاس بنچ پر بیٹھا۔ الف یونہی بیٹھی رہی۔

" استنبول کے اتنے اچھے موسم میں یہ اداسی اچھی نہیں لگتی ۔" الف نے گردن موڑ کر دیکھا۔

سفید وسٹرن مڈی ڈریس میں ملبوس وہ سنہرے بالوں اور سنہری آنکھوں والی خوبصورت سی عورت افسوں رضا تھی ۔ الف خاموش رہی۔

" کیا ہوا ہے الف؟" افسوں نے مکمل طور پر الف کی طرف گھومی۔ چہرے پر تشویش چھائی۔

" آپ میرا پیچھا کر رہی ہیں ؟ "

" بات مت بدلو ۔"

الف نے بھی رخ افسوں کی طرف موڑا۔ ہوا سے اس کے بال اڑتے دائیں گال پر پڑے جیسے اس نے ہاتھ اٹھا کر کان کے پیچھے اڑسا۔

" میں بات نہیں بدل رہی۔ دراصل کوئی بات ہے ہی نہیں ۔ "

NOVEL HUT

" رہبر سے لڑائی ہوئی ہے ؟ " انداز تفتیشی تھا۔ ایسا کہ اگر ہوئی ہو تو رہبر کی آج خیر نہیں ۔

" رہبر سے بھی کوئی لڑ سکتا ہے کیا؟ اور اس سے لڑائی ہو بھی تو سیریس نہیں ہوتی ۔" الف واپس سامنے دیکھنے لگی۔

" میں دو سال سے تمھیں جانتی ہوں اور تمھاری آنکھوں میں یہ وقتاً فوقتاً جو تاثر آتا ہے نا یہ مجھے سے کسی گہرے راز کی پیشنگوئی کرتا ہے ۔ "

الف ہنسی ۔

" اتنا مت سوچیں ۔ " افسوں کچھ دیر خاموش نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

" کیا کوئی چھوڑ گیا ہے؟" سوال ایسا تھا جس کی امید نہیں تھی ۔

الف نے آہستہ سے مڑ کر اسے دیکھا پھر گردن واپس سیدھی کر لی۔ سورج کی الوداعی سنہری کرنیں اس کے چہرے کو روشن کر رہی تھی ۔

" میں دمشق میں بہت کچھ چھوڑ آئی ہوں ۔ بلکہ۔۔۔ " وہ رکی۔

" ایسا چھوڑ دینے والا کچھ تھا ہی نہیں ۔ میرے پاس رکنے کا جواز نہیں تھا اور انھوں نے روکا بھی نہیں ۔ "

" تم خود رک سکتی تھی ۔"

" میں خود کیوں رکتی افسوں؟ میں نے ان کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھی تھی ۔مگر کیا وہ زبان سے ایک لفظ کہہ کر مجھے روک نہیں سکتے تھے؟" الف نے گردن موڑتے تیز لہجے میں کہا۔

"اس نے کچھ نہیں کہا تو تم بھی تو خاموشی سے آگئی۔ تم سوال کرتی اس سے ۔"

" میں کیوں سوال کرتی ؟ "

" محبت تھی تو یہ انا کیسی کہ کون پہل کر رہا ہے ۔"

" انا ؟ یہ انا نہیں ہے ۔ ہمارے بیچ کبھی انا نہیں رہی ۔ "

"یہ انا ہی ہے ۔ تم نے اپنی انا کو اوپر رکھا ہے الف ۔ یعنی تم نے خود اپنے لیے سیڈ اینڈنگ کو چنا ہے ۔ " افسوں اس کو اس کی کہانی کا ایک دوسرا آئینہ دکھا رہی تھی ۔

الف نے نفی میں سر ہلایا ۔

" انہوں ۔ یہ انا نہیں ۔ ہمارے بیچ کبھی انا نہیں رہی اور میں نے اپنے لیے ایک ہیپی بیگننگ

(happy beginning) کو چنا ہے ۔ میرے پاس میری زندگی کا پلان تھا ۔ فیصلے تھے ۔ میں خوش ہوں ۔ بس آج پتہ نہیں وہ کیسے اور کیوں عرصے بعد یاد آ رہے ہیں ۔" الف کی آواز میں نمی سی گھل گئی تھی ۔

"کیا تم اسے بھول گئی تھی جو وہ آج یاد آ رہا ہے؟"

" میں انھیں یاد نہیں کرتی ۔ میں اپنی زندگی میں مصروف ہوں ۔ خوش ہوں۔

"

" کیا تم اسے بھول گئی تھی ؟" اس نے دوبارہ سوال کیا۔

" میں نے خود کے لیے جو چنا ہے میں اس سے مطمئن ہوں ۔ مگر آج پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے ۔ "

" کیا تم اسے بھول گئی تھی ؟" سوال ایک بار پھر آیا ۔

" کوئی کسی کو نہیں بھلا سکتا۔" الف بے بسی سے بولی۔

" محبت کر ہی لی تھی تو رک جاتی ۔"

" میں نے کی نہیں تھی ہو گئی تھی ۔ میں نے پہلے بھی کسی سے کہا تھا اور آج پھر کہتی ہوں یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی فاطق کے ساتھ رہے اور اسے ان سے محبت نہ ہو۔"

" کیا وہ آگے بڑھ چکا ہے ؟ "

" پتہ نہیں ۔ مگر میں آگے بڑھ گئی ہوں۔ ایک زندگی شروع کر چکی ہوں۔ اور میں خوش ہوں۔ بہت خوش۔ "

" تم انتظار کر لیتی ۔ " افسوں نے افسوس سے کہا۔

" وہ کبھی نہ آتے تو ؟ انتظار آنکھوں کو بوڑھا کر دیتا ہے۔ دل کو تھکا دیتا ہے۔یہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ بہت جان لیوا۔ اور ان کا آنا خواب جیسا ہے اور میں ایسے خوبصورت خوابوں میں زندگی نہیں گزارتی۔ مجھے حقیقت میں ہی رہنا اچھا لگتا ہے۔ اور۔۔" وہ رکی۔۔۔

" اور شاید ہم ساتھ نہیں رہ سکتے تھے ۔ وہ زخمی تھے ۔ ان کے بچپن کے ٹرماز تھے جن کو انھوں نے ہیل کرنا تھا۔ میں خود کو جانتی ہوں۔ اپنی فکس کرنے کی عادت کو بھی ۔ ان کے ساتھ رہتی تو انھیں بھی فکس کرنے کی کوشش

کرتی۔ اور شادی ایک دوسرے کو فکس کرنے کا نام نہیں ہے نہیں ۔ آپ اپنے پاٹنر کا آپ ساتھ دے سکتے ہیں مگر آپ اسے فکس نہیں کر سکتے۔ اور میں جانتی ہوں میں فکس کرنے کی کوشش کرتی۔ شاید تب سب خراب ہو جاتا ۔بس اس لیے میں نے خود کو چنا ہے ۔اور میں نے ان سے کچھ چھپایا تھا۔ ان سے جھوٹ بھی بولتی رہی تھی ۔ میں انہیں سچ بتا سکتی تھی۔ مگر میں نے سچ اور اپنے بیچ خود کو چنا۔ اپنے پلان کو چنا۔ شاید وہ ناراض ہوں مجھے سے۔ شاید اب نفرت بھی کرتے ہوں۔ اور میری ان سے محبت میں شاید زیادہ ہاتھ میرے ٹراما کا بھی تھا۔ مجھے اپنے ٹراما سے نکلنا تھا اور نکل گئی ہوں ۔ "

"تم بہت خود غرض ہو الف۔"

" ہاں میں جانتی ہوں۔ "

NOVEL HUT

ایک اداس مسکراہٹ الف کے چہرے پر پھیل گئی تھی ۔ وہ خود غرض ہی تو تھی ۔ اس نے خود کو چننے کے بعد پیچھے مڑ کر کبھی نہیں دیکھا کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ کیا ہوا۔ کیا واقعی وہ خود غرض تھی ؟ اس نے اپنے علاوہ ایک اور انسان کو بھی تو چنا تھا۔ ایک سرمئی آنکھوں والے مرد کو۔

افسوں نے کچھ تاسف سے اسے دیکھا۔ پھر ایک گہرا سانس لیتے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

" تمھاری کہانی کی سیڈ اینڈنگ پر افسوس ہوا ہے مجھے ۔"

" ہیپی یا سیڈ اینڈنگ کچھ نہیں ہوتی ۔ہر کہانی کی بس اینڈنگ ہوتی ہے اور اینڈنگز(endings) ہمیشہ اداس ہوتی ہیں ۔"

افسوس اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہوئیں ۔ سنہری کرنوں اور اس لڑکی کے بیچ ایک دیوار آگئی تھی۔ الف نے گردن اٹھا کر افسوں کو دیکھا۔

"تم الف ہو اور میں جس الف کو جانتی ہوں وہ اپنے کسی بھی عمل کے لیے لمبی لمبی تاویلیں نہیں دیتی۔ صرف ایک ریزن ہوتا ہے اس کے ہر عمل کا اور وہ اسے سر اٹھا کر اوون کرتی ہے۔ خود سے اس معاملے میں بھی سچ بولو۔ اور چاہو تو مجھے بھی بتا دینا۔"

افسوں نرمی سے اس کے گال کو چھوتی الف کے بائیں طرف چل دی جہاں اس کا شوہر اونچے سٹول پر بیٹھا ہاتھ میں وائلن پکڑے اسے بجاتے ہوئے ویڈیو کی شوٹنگ میں مصروف تھا۔ اس کے پیچھے مسجد اور باسفورس کا خوبصورت منظر بھی قید ہو رہا تھا۔ اس نے ویڈیو شروع کی اور ایک خوبصورت نرم سی دھن فضا میں پھیل گئی۔

الف کچھ دیر گردن موڑے اسے دیکھتی رہی پھر احساس ہوا کسی نے اس کے پاس بنچ پر کچھ رکھا ہے۔ اس نے اس آدمی سے نظریں ہٹا کر اپنے پاس

بنچ پر دیکھا تو وہاں سفید اور گلابی لیلز کا ایک بکے رکھا تھا۔ الف نے نیم رخ پر مڑتے اپنے پیچھے دیکھا ۔ وہ ساکت ہوئی ۔ دل منجمند ہوا۔ نظر ٹھہر گئی ۔

دونوں کہنیاں بنچ کی پشت پر ٹکائے وہ جھکا اسے دیکھا رہا تھا ۔وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی ۔

ڈوبتے سورج کی سنہری کرنیں آسمان پر پھیلتے سرمئی بادلوں سے ٹکرائی۔ آج کتنے عرصے بعد یہ ٹکراؤ ہوا تھا۔

وقت نے اپنے سارے حساب کھو دیے تھے ۔

بس آج تھا۔

ابھی تھا۔

وہ تھا۔

اور بس۔۔سب تحلیل تھا۔

NOVEL HUT

وہ روشن پیشانی والا مہربان چہرہ آج سالوں بعد ایک بار پھر اس کے سامنے تھا۔ یقین اور بے یقینی کے بیچ ڈھولتے اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اس کو یوں دیکھ سکے گی ۔ وہ یوں اس کے سامنے ہو گا۔ وہ یوں آجائے گا ۔ ایسے اچانک سے ۔ اسے دیکھنا کیسا تھا ؟ جیسے مجسمہ ساز اپنے محبوب مجسمے کو دیکھتا ہے ۔ شاید ایسے ۔

شہر دمشق کا مکیں شہزادی کی تلاش میں اس کے محبوب شہر استنبول چلا آیا تھا۔

بارش کی ایک بوند اس کے چہرے پر گری تو وہ چونک کر آگے مڑی۔ آسمان کو دیکھا۔

سرمئی بادل کب چھائے تھے ؟ بارش کی ٹھنڈی پھوار برسنا کب شروع ہوئی تھی ؟ باسفورس کی ساری بتیاں کب روشن ہوئی تھی ؟

ہاں ۔۔تبھی جب وہ آیا تھا۔ آسمان کو آج ، خاص آج کے لیے سرمئی اور سنہری رنگ کا کینوس بنا دیا گیا تھا۔

" تمھیں تو بارش میں بھیگنے کی عادت ہے مگر میں بیمار ہو جاتا ہوں ۔ " وہ ویسے ہی جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ آہ ۔یہ بھاری آواز نرم لہجہ ۔الف نے آنکھیں بند کر کے کھولی۔

برستی بارش میں ایک لڑکی سفید دروازے کے سامنے کھڑی تھی ۔ سامنے سرمئی آنکھوں والا مرد دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

وہ اٹھی، پاس رکھا بکے اٹھایا اور پھر اس کی طرف مڑی۔ سیاہ ٹرٹل نک سوئیٹر پر سیاہ لمبا کوٹ اور سیاہ پینٹس۔ بال پیچھے کو جمے تھے۔ چہرے پر آج بھی ہلکی شیو تھی۔ وہ اچھا لگ رہا تھا یا الف کو وہ ہمیشہ اچھا لگتا تھا۔ الف نے اس

سے نظریں ہٹائی اور آگے بڑھی۔ وہ بھی اس کے پہلو میں چلنے لگا۔ خاموشی سے اس کا ساتھ دیتا ہوا۔

بے یقینی تھی جس کا سد باب ہونے کو نہیں آ رہا تھا۔ یقین تھا کہ آکہ بھی ڈگمگا رہا تھا۔

شام کی باسی ہوئی دھوپ میں لکڑی کی کرسیوں پر وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ لڑکی آگے کو ہو کر کچھ کہے جا رہی تھی اور مرد مسکرا کر سن رہا تھا۔

وہ پاس میں ہی ایک ریستوران میں داخل ہوئے۔ سنہری روشنی اور مچھلی کی مہک ہر طرف پھیلی تھی۔ الف گلاس وال کے پاس والی میز کی طرف بڑھی۔ بکے میز پر رکھا اور بیٹھ گئی۔ چہرہ باہر پھیلی روشنیوں کی طرف موڑ دیا۔ فاطق بھی اس کے سامنے بیٹھا۔ دونوں کے درمیان خاموشی برقرار رہی۔ الف کی

نظریں باہر جمی تھی اور فاطق کی اس پہ۔ وہ ویسی ہی تھی۔ ہاں اس کے بال اب لمبے ہو گئے تھی اور اچھے لگ رہے تھے ۔

جامنی پھولوں کے نیچے کھڑی لڑکی نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔ مرد کو اپنا اپنا سارا غصہ ہوا ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

" کیسی ہو ؟ " خاموشی کا قفل ٹوٹا۔

الف نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا۔

" ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں ؟ "

" ٹھیک ۔"

بارش تیز ہو رہی تھی ۔ قطرے گلاس وال پر پڑتے باہر نظر آتے مسجد اور باسفورس کے منظر کو دھندلا رہے تھے مگر اندر کا ہر منظر اب صاف ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

وہ دونوں بارش میں کھڑے تھے ۔ مرد نے سبز چھتری اس پر تان رکھی تھی ۔ لڑکی کی آنکھوں میں کچھ تھا۔ کوئی عجیب سا احساس۔

وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اسے مس کرتا رہا ہے ۔

مگر ان کے درمیان تین سال آ گئے تھے ۔ کیا واقعی تین سال آ گئے تھے ؟

" آپ نے مجھے کیسے ڈھونڈا؟ "

" تم بتا کر تو آئی تھی کہ کہاں ہو ۔ بس میں نے جاننے میں دیر کر دی ۔ پچھلے دو ہفتوں سے گلاطہ کے پاس تمھارا انتظار کر رہا تھا اور آج تم مل گئی۔ "

وہ سڑک کنارے چل رہے تھے ۔ لڑکی کی آنکھوں شرارت تھی ۔ مرد کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں لڑکی کی ہیلز تھیں ۔

الف کے چہرے پر حیرت و بے یقینی کے تاثرات چھائے۔ سنہری آنکھیں اپنے حجم سے پھیل کر کچھ بڑی ہوئیں۔

"آپ میرا انتظار کر رہے تھے ؟"

"ہاں ۔۔"

"کیوں ؟؟؟"

فاطق میز پر جھکا ۔ اس کے آنکھوں میں دیکھا۔

"کیونکہ تین سال پہلے الف صُلافہ میری زندگی کا سب سے اہم شخص بن گئی تھی ۔"

سورج کی کرنوں سے لڑکی کی آنکھیں چندھیائی تھی ۔ مرد نے ایک قدم آگے لیتے اس تک آنے والی روشنی کو روکا۔ وہ اس کی چھاؤں تھا۔

اس کے دل کی دھڑکن رکی۔

فاطق واپس پیچھے ہوا۔

" تم واپس پاکستان کیوں نہیں آئی ؟ تمھاری ڈگری ابھی نامکمل تھی ۔ "

وہ لمحے میں سنبھلی اور کندھے اچکائے ۔ " ایسے ہی ۔ "

" کیا چچا کی وجہ ۔۔۔۔"

" کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں اپنا کوئی بھی فیصلہ کسی دوسرے انسان کی وجہ سے لوں گی ؟" الف نے اس کی بات کاٹی ۔

فاطق نے نفی میں سر ہلایا ۔

" نہیں ۔ جانتا ہوں الف کے لیے سب سے ضروری الف ہے ۔ " کچھ پل پھر خاموشی سے سرکے ۔

" رمزے نے مجھے سب ۔۔۔"

" جانتی ہوں ۔ اس نے میل کی تھی کہ وہ آپ کو سب بتا چکی ہے ۔ "

ایک بیرا پاس آیا تو فاطق رکا ۔ اسے آڈر لکھوایا اور دوبارہ الف کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کے درمیان پڑے سفید اور گلابی لیلز نے مرد کا اگلا سوال سننا چاہا۔

" کیا تم جانتی تھی کہ ہم دمشق میں ملنے سے پہلے بھی مل چکے ہیں ؟"

" پہلے نہیں جانتی تھی مگر پھر جان گئی تھی۔"

" کیسے ؟"

" آپ کی آواز سے ، آپ کے کافی کے بھرے مگ سے ۔ کیا آپ جانتے تھے ؟" وہ اردگرد کی ہر شے سے بے نیاز آج سب جان لینا چاہتے تھے ۔

" نہیں ۔ اس اجنبی کو تو نہیں جان پایا مگر تمھیں کسی اور حوالے سے ضرور پہچان گیا تھا ۔"

" کسی اور حوالے سے ؟ " الف کے چہرے پر نا فہم سے تاثرات تھے ۔

"ہاں۔ کچھ سال پہلے تمھیں یونیورسٹی کے سیمنار ہال میں دیکھا تھا۔ تب سے تم یاد تھی مجھے ۔ " الف حیرت زدہ تھی۔ جب وہ ملے تھے وہ اس سے دو سال پہلے کی بات تھی شاید۔ تب فاطق نے اسے دیکھا تھا اور یاد بھی رکھا تھا۔

" جب آپ کو معلوم تھا کہ میری دمشق میں نہیں پڑھتی تو آپ نے کچھ کہا کیوں نہیں ؟ مجھ سے کوئی سوال کیوں نہیں کیا ؟ " وہ حیرت زدہ ششدر تھی ۔

" میں نے زکی سے تمھاری انفارمیشن نکلوائی تھی۔ تب معلوم ہوا تم دمشق سے ہی ہو اور اپنا لاسٹ سمسٹر فریز کرو کر واپس دمشق آگئی ہو۔ میں پوچھنا چاہتا تھا مگر تمھاری موجودگی اتنی اچھی لگنے لگی کہ میں پوچھ نہیں پایا۔ میں خود کو تاویلیں دیتا رہا کہ تم نے یہاں نئے سبجکٹ میں ایڈمیشن لیا ہے تبھی میری مدد لے رہی ہو۔ "

آج فاطق حجاج اسے حیران کر رہا تھا۔ وہ جان بوجھ کر الف سے دھوکا کھاتا رہا۔

" ای ایم سوری ہر چیز کے لیے ۔ " وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

" کیسی گزر رہی ہے زندگی استنبول میں؟ تمھارے وارلڈ ٹور کا کیا ہوا؟" وہ بات بدل گیا تھا۔ اسے سامنے بیٹھی لڑکی سے معذرت نہیں چاہیے تھی ۔ وہ لڑکی ان چیزوں کے لیے نہیں تھی ۔

" اچھی ۔ بہت اچھی۔ ابھی اٹلی اور سپین گئی ہوں اور اس مہینے کے آخر میں پیرس جانے والی ہوں۔ "

ماضی کے کسی عمل کی وضاحت نہیں مانگی گئی تھی۔ وہ ماضی کو بیچ نہیں لانا چاہتے تھے ۔وہ صرف اپنے حال کی بات کر رہے تھے ۔

"مجھے خوشی ہوئی آپ نے اپنی بک پبلش کروائی ۔" وہ جب اٹلی میں تھی تب فاطق کی بک پبلش ہوئی تھی ۔

"مجھے اس کا کرڈیٹ تمھیں دینا چاہیے ۔ "

" انہوں ۔ اس کی ضرورت نہیں ۔ وہ آپ کی محنت ہے ۔"

ان کے درمیان پھر کچھ خاموشی کے پل حائل ہوئے۔

" کیا میں تمھارے وارلڈ ٹوڑ کو سپانسر کروں ؟ "

بیرا ان کے سامنے کافی رکھنے لگا۔

" نہیں ۔ اس کی ضرورت نہیں ۔ میں خود کر لوں گی۔"

" پھر بھی ۔ میں چاہتا ہوں کہ تمھارے وا لڈ ٹور کو میں سپانسر کروں۔" وہ جیسے بضد تھا ۔

" اور آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں ؟" الف نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکاتے آبرو اچکا کر سوال کیا۔

" کیونکہ یہ تمھاری خوشی ہے ۔"

" یعنی آپ مجھے صرف خوش دیکھنا چاہتے ہیں ؟ "

فاطق نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور پھر الف کے ہی انداز میں آگے ہوا۔ دلچسپی سے نظریں اس کے چہرے پر ٹکائیں۔ باسفورس کی ساری روشنیاں یکدم ہی کچھ تیز ہو گئی تھیں ۔

" نہیں ۔۔۔ میں تمھیں اپنے ساتھ اپنی زندگی میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں ۔ "

بنا چاند کی سیاہ رات میں وہ سنہری روشنی میں گھرے کھڑے تھے ۔مرد اسے اپنا کمفرٹ زون کہہ رہا تھا۔ لڑکی مسکرائی تھی ۔

الف تھم گئی تھی۔ دل پوری قوت سے سکڑ کر پھیلا تھا۔ فاطق حجاج بدل گیا تھا۔ اس میں کچھ بدل گیا تھا۔ مگر اب دیر ہو گئی تھی ۔ تین سال پہلے اس کی سماعتیں ان الفاظ کے لیے حریصِ تھیں ۔ مگر آج نہیں ۔ الف نے کہنیاں میز سے ہٹائی اور پیچھے کو ہوئی ۔ گود میں رکھی مٹھیاں زور سے بھینچی۔ آنکھوں میں سرخی ابھرنے لگی۔ سانس رکنے کا سا احساس تھا۔

"I am grateful for this moment" وہ ایک ایسے لمحے کے لیے شکر گزار تھا جو کسی اور کی سانسیں روک رہا تھا۔

"فاطق۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی ۔ فاطق کو لگا وہ الفاظ تلاش کر رہی ہے ۔

اس کا فون بجا۔ اس نے دیکھا رہبر کا فون تھا۔

"ہیلو۔۔"

NOVEL HUT

"کہاں ہیں خانم ؟" اس کی ہمیشہ والی گرم جوش سی آواز سنائی دی ۔

"میں ۔۔۔"

کیا اسے رہبر کو بتانا چاہیے؟ ہاں ۔۔ وہ رہبر اور اپنے رشتے میں کبھی جھوٹ نہیں لائے گی۔ اسے فون بند کیے آدھا منٹ گزرا تھا کہ وہ اندر آتا دکھائی دیا۔ الف کی تلاش میں نظریں دوڑائی ۔ وہ ایک میز پر اسے نظر آگئی ۔ قدم اس کی طرف بڑھے۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ رہبر نے الف کے ساتھ ان سنہری روشنیوں میں ایک اور انسان کو کھڑے ہوتے دیکھا تھا ۔

رہبر اس کے پاس آرکا۔ الف اور رہبر ایک ساتھ کھڑے تھے اور ان کے سامنے فاطق حجاج ۔

"رہبر یہ فاطق حجاج ہیں ۔"

الف نے ہاتھ سے اشارہ کرتے رہبر کو تعارف کروایا۔ رہبر نے الف سے نظریں ہٹا کر سامنے کھڑے فاطق کو دیکھا۔ یہ نام اس کے لیے انجان نہیں تھا۔

"ہائے رہبر حاکم۔" رہبر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے فاطق نے تھام لیا۔ "الف کا شوہر۔"

برستی بارش میں وہ لڑکی اس سے دور جا رہی تھی ۔ وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔ مگر وہ روک نہیں پایا تھا۔ وہ چلی گئی تھی ۔ ہر منظر کو خالی کر کے ۔ اس کے دل کو ویران کر کے ۔

NOVEL HUT

فاطق کا پیچھے جاتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ سارے سنہری روشنیاں کسی نے بجا دیں۔ سارے منظر دھندلانے لگے ۔ باسفورس یکدم ہی بے رونق ہو

گیا۔ استنبول کے سارے اداس گیتوں کو ایک زمزمے میں پرو دیا گیا۔ محبوب ہمیشہ ظالم ہوتا ہے ۔

بعض اوقات شہزادیاں سوالوں کے جواب دے دینے پر مل تو جاتی ہیں مگر دوبارہ کھو جانے کے لیے ۔

فاطق کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی ۔ اسے سینے میں گھٹن کا احساس ہوا ۔ سرمئی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں ابھری تھی ۔

" میں نے الف سے آپ کے بارے میں سنا تھا۔ میری بیوی بہت پسند کرتی ہے آپ کو۔ "

لمحے میں سنبھلتے فاطق بامشکل مسکرایا۔ وہ دوبارہ آمنے سامنے بیٹھ گئے ۔ مگر اب تھوڑی دیر پہلے کا سرشار سا احساس کہیں نہیں تھا۔ اب وہاں حبس تھی ، گھٹن تھی، بے یقینی تھی اور بے پناہ تکلیف ۔

NOVEL HUT

"کب ہوئی شادی ؟" اس کے مخاطب وہ دونوں تھے ۔

"دو سال مجھے خوار کرنے کے بعد بلآخر چار ماہ پہلے خانم مانی ہیں۔اور تین ماہ ہوئے ہیں ہماری شادی کو۔"

" مبارک ہو۔ "فاطق نے مسکرا کر مبارک باد پیش کی۔

رہبر مسکراتے اس سے اور بھی کچھ کہہ رہا تھا اور فاطق کے لیے مسکرانا مشکل ہوگیا تھا۔ الف کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھی ۔ وہ اس چہرے کو پڑھنا جانتی تھی۔ وہ تکلیف میں تھا اور اس کی تکلیف الف کو دکھ دے رہی تھی ۔ کچھ دیر وہاں رہنے کے بعد وہ ضروری کام کا کہتا باہر آگیا ۔ وہ وہیں اس بنچ پر آبیٹھا جہاں الف آج اسے ملی تھی ۔ سامنے پھیلے وسیع سمندر کی ایک پر جوش لہر اپنی حدود کو توڑتی اس کی قدموں تک آتی اسے بھگو گئی تھی ۔ استنبول سرد تھا۔ مگر یہ سفاک بھی تھا یہ اسے آج معلوم ہو رہا تھا ۔

انتظار راحت تھا اور اس کا مل جانا عذاب۔

(اسلام آباد میں ریستوران کے گلاس وال میں بننے والے وہ دو اجنبی سائے اب وہاں نہیں تھے۔ منظر خالی ہو گیا تھا۔ اور کوئی یاد باقی نہیں رہی تھی۔)

بارش اب بھی پورے زور سے برس رہی تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔
شکستگی کا احساس ہر چیز پر غالب آ رہا تھا۔ قلق، رنج، خزن ہر چیز اس کے دل پر آوادر ہوئی تھی۔ آنکھیں دھندلا رہی تھی اپنے نقصان پر، اسے کھو دینے پر، اپنے دیر سے آنے پر۔ دل چاہتا تھا کہ وہ پھٹ پڑے تاکہ سارے استنبول کو معلوم ہو جائے کہ فاطق حجاج تہی دامن رہ گیا تھا۔ وہ اس لڑکی کو ہمیشہ کے لیے کھو چکا ہے۔ اس کا فون لگاتار بج رہا ہے۔ اس نے فون نکال کر دھندلی آنکھوں سے روشن سکرین کو دیکھا۔ کچھ سمجھ نہ آسکا۔ دماغ ماؤف تھا۔ وہ

NOVEL HUT

کال بند ہو گئی ۔ وہ یونہی خالی سکرین کو دیکھتا رہا۔ فون ایک بار پھر بج اٹھا۔ اس نے انگھوٹے سے سکرین سلایڈ کرتے فون کان سے لگایا۔

" فاطق ۔۔ فاطق ۔۔ تم ٹھیک ہو۔ میں کب سے فون کر رہی ہوں تمھیں ۔"

فون کی دوسری طرف اس کی بہن تھی ۔ آزیہ ۔ وہ پریشان تھیں ۔

" میں نے اسے اپنے دل کی خواہش بنایا تھا مگر میں بھول گیا تھا کہ میرے دل کی خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتی ۔"

اس نے آزیہ کے بار بار پکارنے ، اس کی خیریت پوچھنے کے جواب میں بس اتنا کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

دل ٹوٹا تھا اور بری طرح ٹوٹا تھا۔ وہ اس کا حاصل تھی اور اس نے اپنا حاصل کھو دیا تھا۔ وہ جانتا تھا اب واپسی کی کوئی سبیل نہیں ۔ اس نے الف کے ساتھ کھڑے اس مرد کی آنکھوں میں محبت دیکھی تھی اور اس لڑکی

کے چہرے پر ساتھ کھڑے مرد کے ساتھ پر اطمینان ۔ اس سب میں اگر کوئی خالی ہاتھ تھا تو وہ فاطق حجاج ۔

کاش وہ دیر سے نہ آتا ۔ کاش وہ انتظار کر لیتی۔

وقت گزر جاتا ہے اور کاش رہ جاتے ہیں ۔ اس کے پاس بھی بہت سارے کاش رہ گئے تھے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چار ماہ پہلے:

اس نے گہرا سانس لیا اور پولیس سٹیشن کے اندر داخل ہوئی ۔ سامنے کھڑے کانسٹبل سے رہبر کا پوچھا اور اس کے کمرے میں داخل ہو گئی ۔

رہبر نے اسے آتے دیکھا تو کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے ملنا تھا تو مجھے بلا لیتی۔" وہ آگے آیا اور اس کے لیے ٹیبل کے سامنے والی کرسی کھینچی۔ الف بیٹھی تو وہ بھی واپس اپنی جگہ پر آگیا۔

"تمھارے پروپوزل کا جواب دینے آئی ہوں۔"

"یہاں؟" اس نے آفس کی طرف انگلی گھمائی۔

"ہاں۔۔"

"تمھاری جگہ کی چوائس ہمیشہ بری رہی ہے۔" اسے جیسے افسوس ہوا۔

"تم اگر مجھ سے کسی رومانٹک جگہ پر بلا کر ہاں کی توقع کر رہے تھے تو تم غلط کر رہے تھے رہبر حاکم۔"

"کیا تم مجھے ہاں کر رہی ہو؟" وہ بے یقین سا ٹیبل پر آگے کو جھکا۔ آنکھیں اپنے حجم سے پھیل کر بڑی ہوئیں تھیں۔

الف نے اثبات میں سر ہلایا۔

NOVEL HUT

" اللہ ۔۔۔ یا اللہ اللہ ۔" وہ کرسی سے اٹھ کر آفس کے وسط میں آیا ۔ چہرے پر بے یقینی کے ساتھ خوشی جھلک رہی تھی ۔

" تم واقعی مجھے ہاں کر رہی ہو؟ "

" کیا اب لکھ کر دوں؟ "

وہ بھی اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی ۔

" نہیں ۔ افف الف ۔۔ تم نہیں جانتی میں کتنا خوش ہوں ۔ "

وہ واقعی بہت خوش تھا ۔ اور یہ بات اس کا خوشی سے سرخ ہوتا چہرہ بتا رہا تھا ۔

" رہبر میں چاہوں گی کہ ہمارا رشتہ عزت پر بنے ۔ میں تمھاری عزت کروں گی تم میری کرنا ۔ میں تمھاری وفادار رہوں گی تم میرے رہنا ۔ میرا بھروسہ کبھی مت توڑنا رہبر ۔ کیونکہ مجھے معاف کرنا نہیں آتا ۔"

NOVEL HUT

"میں تمھارا بھروسہ کبھی نہیں توڑوں گا۔"

میں ایسی نہیں تھی رہبر۔ میں بھروسہ نہیں کرتی تھی۔ میرا ایک ماضی ہے۔

"

رہبر نے نفی میں سر ہلاتے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے تمھارے ماضی سے کچھ لینا دینا نہیں۔ مجھ بس تم اپنے حال اور مستقبل میں چاہیے ہو۔"

"رہبر میں کہنا چاہتی ہوں۔"

"ہم باہر چلتے ہیں۔"

آج وہ پہلی بار اپنے بارے میں اسے کچھ بتا رہی تھی اور رہبر نے اسے سننا تھا۔

NOVEL HUB

تھوڑی دیر بعد وہ گلاطہ پورٹ پر بیٹھے تھے ۔دو منزلہ لمبی عمارت کے سامنے گھاس کے چھوٹے چھوٹے چکور قطعوں پر وقفے وقفے سے درخت لگے تھے ۔آگے چوڑا ٹریک تھا جس پر کچھ کچھ فاصلے پر سیاہ پولز کھڑے تھے اور اس کے سامنے دور تک پھیلا سمندر کا نیلا شفاف پانی۔ وہ گھاس کے آگے بنی چوڑی جگہ پر بیٹھے تھے ۔ وہ سامنے سمندر کو دیکھ رہی تھی اور رہبر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اسے ۔

" میں اپنے ماں باپ کی شادی کی وجہ سے انسکیور تھی ۔ میں کسی مرد پر بھروسہ نہیں کرتی تھی ۔ مگر پھر میری زندگی میں ایک ایسا شخص آیا جس کی وجہ سے سب کچھ بدلنے لگا۔ بلکہ میں ان کی زندگی میں زبردستی شامل ہوئی تھی" ۔

وہ ہنسی۔ماضی کے کچھ لمحات یاد آئے ۔ برستی بارش ، زبردستی کی شاگردہ بنتی ایک لڑکی ۔ مسکراتا ہوا ایک مرد ۔

"فاطق صاحب میری زندگی میں آنے والے ہر ایک انسان سے مختلف تھے۔ وہ ایک مہربان انسان تھے۔ ان کی موجودگی میں دنیا رہنے کے لیے ایک بہترین جگہ لگنے لگتی تھی۔ آج اگر میں کسی پر بھی بھروسہ کروں گی تو یہ بھروسہ فاطق حجاج کا دیا گیا ہے۔ انھوں نے مجھے بھروسہ کرنا سیکھایا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ میں ہر ایک کو ایک ہی فریم میں دیکھنا بند کروں۔ وہ میری زندگی کے اہم شخص ہیں۔وہ میرے سب سے اچھے دوست ہیں۔"

رہبر اس کے چہرے کے تاثرات ،اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ رہا تھا۔ الف نے اب کے نظریں رہبر کی جانب پھریں۔

"تمھارے ساتھ اگر میں آج کوئی انسکیورٹیز سے پاک رشتہ قائم کروں کی تو صرف فاطق صاحب کی وجہ سے۔ ورنہ میں شاید کبھی تم پر بھی بھروسہ نہ

کرتی۔ میں نے یہ بہت مشکل سے حاصل کیا ہے رہبر۔ اس بھروسے کو کبھی مت توڑنا۔"

"تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو الف۔ میں کبھی تمھیں مایوس نہیں کروں گا۔ دنیا کی ہر خوشی تمھیں دینے کی کوشش کروں گا۔ تمھاری تمام خواہشات پوری کرنا اب میری ذمہ داری ہے۔"

الف نے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں رہبر۔ میری خواہشات کو اپنی ذمہ داری مت بناؤ۔ تم میرے لیے اگر کچھ کرو گے تو یہ ہماری شادی کے لیے ایفرٹ ہوگا اور اس سے یقیناً مجھے خوشی ہوگی۔ شادی خواہشات یا خوشی کے لیے نہیں کی جاتی۔ یہ کامپینین شپ (companionship) کے لیے کی جاتی ہے۔ ساتھ کے لیے۔ ہر خوشی ہر دکھ میں ہم ساتھ رہیں گے۔ ہر اچھے برے وقت میں بھی۔ ورنہ اگر میں اپنی

خواہش یا خوشی کے لیے شادی کروں اور وہ مجھے نہ ملے تو یہ ہماری شادی کو خراب کرے گا۔میں کسی بھی اِن کانوینینس کی صورت میں اپنی شادی کو خراب کر بیٹھوں گی کیونکہ میرا مائینڈ سیٹ صرف اپنی خوشی ہو گا تمھارے کسی بھی غم میں شریک ہونا نہیں ۔ اسی طرح تم اگر اس لیے مجھ سے شادی کرو کہ میری خواہشات کو پورا کرو اور اگر نہ کر سکو تو یہ تمھیں گلٹ میں مبتلا کرے گا اور یہ بھی ہماری شادی پر ایفکٹ کرے گا۔ اس لیے میری خواہشات کے بجائے میرے ساتھ ،ہمارے ساتھ کے لیے شادی کرو رہبر۔ اور رہی بات میری خواہشات کی تو وہ ہم مل کر پورا کریں گے ۔ ایک ساتھ۔

"

"تم بہت پریکٹیکل ہو ۔" یہ اس پر تبصرہ تھا۔

NOVEL HUT

"ہاں ۔میں ہوں۔ کیونکہ میں رنگین بلبلوں میں زندگی نہیں گزارتی۔ میں حقیقت میں رہتے ہوئے اپنے مطابق زندگی گزارتی ہوں۔ "

رہبر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ۔ ہاتھ آگے بڑھائے تاکہ اس لڑکی کے ہاتھ تھام لے مگر خود ہی رک گیا اور ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔یہ اس لڑکی کی حد تھی ۔ وہ اسے عبور نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ابھی یہ ہاتھ تھامنے کا حق نہیں رکھتا تھا۔

"میں نہیں جانتا میرے کون سے الفاظ تمھیں مطمئن کریں گے لیکن یقین کرو کہ رہبر حاکم کے لیے ہمیشہ ساری دنیا ایک طرف ہو گی اور الف ایک طرف۔ میں کبھی اپنی ورک لائف یا کسی کا بھی غصہ تم پر نہیں اتاروں گا۔ تم ہر چیز میں مجھے اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔ مجھ پر یقین کرنا۔"

اور الف جانتی تھی کہ رہبر کا ہر ایک لفظ سچا ہے۔ پچھلے تین سالوں نے اسے یہ بات بتائی تھی۔ رہبر حاکم ساری دنیا کے لیے ایک الگ انسان تھا اور الف کے لیے الگ۔ کئی لوگوں نے اسے یہ بتایا تھا کہ رہبر حاکم ایک ریزورڈ اور کچھ حد تک روڈ قسم کا آدمی ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں تھا یا وہ الف کے لیے ایسا نہیں تھا۔

"میں تم پر یقین کرتی ہوں رہبر اس لیے ہاں کی ہے۔ ہم اپنا ایک گھر بنائیں گے۔"

" ہم اپنی ایک دنیا بنائیں گے۔"

رہبر مسکرایا۔ آنکھوں میں تشکر کے احساس کے ساتھ۔ اس عورت کا زندگی میں ہونا اس کا سب سے بڑا اطمینان تھا۔

NOVEL HUT

" شکر اللہ ۔ میں اب پولیس سٹیشن میں سب کے سامنے سرخرو ہو سکوں گا۔ ورنہ انہیں یقین تھا کہ میری لو سٹوری فلاپ ہونے والی ہے ۔" رہبر کی آنکھوں میں شرارت چمکی تھی ۔ وہ واپس اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

" زہر لگتے ہیں مجھے تمھارے پولیس سٹیشن والے لوگ۔ " الف اٹھ کھڑی ہوئی ۔

" یقین کرو وہاں تمھیں بھی کوئی شہد نہیں سمجھتا ۔ ہاں میرے علاوہ۔" الف کے دیکھنے پر اس نے مسکراہٹ دبا کر ٹکڑا لگایا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے تھے ۔

" اتنا ڈرتے ہو تم مجھے سے رہ لو گے میرے ساتھ ساری زندگی ؟" الف نے کنکھیوں سے اسے دیکھتے کہا۔

NOVEL HUT

" مجھے جنت کمانے کا شوق ہے ۔ اور اگر اسی اثناء میں میں کہیں مرور گیا تو یقین کر شہیدوں کی فہرست میں اپنا نام دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو گی ۔"

"ہاں ۔ ہاں میں تو جیسے لڑاکا طیارہ ہوں اور تم امن کی فاختہ ۔ "

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا ۔

" رہبر حاکم ۔۔ " الف کی آواز میں تنبیہہ تھی ۔ مگر وہ رہبر ہی کیا جو اسے سیریس لے لے۔

" آئی لو یو خانم ۔ "

" میں نہیں کر رہی تم سے شادی ۔ " وہ پیر پٹخ کر کہتی تیز قدموں سے آگے بڑھی تھی ۔ رہبر ہنسا تھا۔ استنبول کی ہر چیز انہیں دیکھ کر مسکرائی تھی۔

اس سب کو استنبول کو ، یہاں کے ہر رنگ کو ، رہبر اور اس کی عزیزہ کو یہاں چھوڑ کر ہم چلتے ہیں اس ایک منظر میں جو ہماری آنکھوں سے اوجھل رہا۔

چلتے ہیں اس ملک میں جو ہمارا اپنا ہے ۔

اس شہر میں جس میں ہم نے کئی لمحے ایک ساتھ گزارے ہیں ۔

وہ شہر جہاں ایک شہزادی ہوا کرتی تھی ۔

جو سوال پوچھتی تھی ۔

وہ شہر جہاں ایک دیار غیر کا مکیں آیا تھا۔

اور سوالوں کے جواب دے کر شہزادی کو جیت لیا تھا۔

ہم چلتے ہیں اپنے شہر

یعنی دمشق ۔

دمشق :

تشرین پارک :

NOVEL HUT

یہ ایک روشن دن تھا۔ آسمان بادلوں سے پاک تھا۔ سردیوں کی ٹھنڈی گرم دھوپ میں پارک کے لمبے ٹریک پر دور سے دو لوگ آتے دکھائی دے رہے تھے ۔ لیونڈر رنگ کی اوور سائز اونی سویٹر اور کھلی نیلی جینز میں موجود ہلکے گھنگریالے بالوں والی لڑکی اور سیاہ لمبے لوٹ والا مرد۔ پارک میں سیاحوں کا رش قدرے کم تھا۔ الف ایک جگہ رکی اور اس طرف متوجہ ہوئی جہاں بہت سے سیاح پہلے ہی کھڑے کچھ دیکھ رہے تھے۔ سامنے گول دائرے کی صورت دو فوارے بنے تھے ایک الف کے پاس سامنے اور دوسرا اسی کی سیدھ میں فاصلے پر۔ دونوں کے درمیان لمبا ٹریک انھیں جوڑ رہا تھا۔ فوارا ے سے نکلتا پانی اوپر دور تک جاتا اور واپس اپنے مرکز کو لوٹ جاتا۔ مگر یہ وہ چیز نہیں تھی جس پر لوگوں کی توجہ تھی بلکہ فاصلے پر بنے فوارے کے پاس ایک لڑکا گھٹنوں کے بل جھکا بیٹھا تھا۔ اس کی ہاتھ میں انگھوٹھی تھی جو اس کے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف بڑھائی ہوئی تھی ۔ وہ اسے پروپوز کر رہا تھا۔ لڑکی نے اثبات میں

گردن ہلاتے ہاتھ آگے کیا اور اس لڑکے نے انگھوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی۔ سیاحوں نے ہونٹنگ کے ساتھ تالیاں بجائیں ۔ الف نے پاس کھڑے فاطق کو دیکھا اور اسی پل اس نے بھی گردن موڑی ۔

" ہمیں آگے چلنا چاہیے ۔ " فاطق نے سر کو خم دیا قدم اس کے ساتھ آگے بڑھا دیے۔

" یہ سب شادی سے پہلے کے چونچلے ہیں ۔ شادی کے بعد تو اس لڑکے کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ بیوی کو ایک عدد پھول ہی دے دے۔" کافی دیر بعد الف کا تبصرہ آیا تھا ۔

" کتنی بدگمان ہو تم۔" فاطق نے کنکھیوں سے ساتھ چلتی لڑکی کو دیکھتے کہا۔

" چلیں ٹھیک ہے سال میں ایک پھول دے دے گا۔ ختم کر دی میں نے بد گمانی۔ "

" چلو وہاں چل کر بیٹھو۔ "

فاطق نے ٹریک سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ اونچے لمبے درختوں کے نیچے سیمنٹ سے بنے گول میز کے گرد چھوٹے چھوٹے سٹول سے تھے۔ دیکھنے پر ایسا لگتا لکڑی کے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر رکھے ہیں ۔وہ دونوں وہاں آمنے سامنے بیٹھ گئے ۔ الف نے کندھوں پر لٹکایا چھوٹا بیگ پیک اتارنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

" اب میری بات سنو۔ "

" کہیں ۔" انداز نروٹھا تھا ۔ اسے وہ اختلاف پسند نہیں آیا تھا ۔

" دنیا میں ہر انسان مختلف ہوتا ہے ۔یہ ضروری نہیں کہ جو ایک انسان نے کیا ہے وہیں دوسرے انسان بھی کریں گے ۔اگر ایک انسان نے دھوکا دیا ہے تو دوسرے سارے انسان بھی دھوکا بھی دیں گے ۔"

الف فاطق سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھنے لگی۔ سردی سے گھاس جل چکی تھی ۔ سبز رنگ کھو گیا تھا۔ سنہری رنگ واضح تھا۔

" ہم انسان بڑی غلطی کرتے ہیں سارے انسانوں کو ایک ہی تناظر سے دیکھ کر۔ اکثر والدین اپنے بچوں کے ساتھ بھی یہی کرتے ہیں ۔ فلاں کے بیٹے نے یہ کیا فلاں کی بیٹی ایسی ہے۔ہر انسان کا اپنا ٹیلنٹ ہوتا ہے ۔ ہمیں ہر ایک کو اس کے ٹیلنٹ کے لیے سراہنا آنا چاہیے نہ کہ دوسرے کے ٹیلنٹ کو اپنانے یا اس کے جیسا بننے کے لیے اسے مجبور کریں ۔ ایسے میں اکثر لوگ احساسِ کم تری کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ خود کو ٹوٹل فیلئر سمجھنے لگتے ہیں ۔ ہمیں یک رنگی عینک کو اتار کر ہر کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسا انسان ہے ۔ اس کی کیا ویلیوز ہیں ۔ اس کے کیا ٹیلنٹ ہیں۔ اس لیے الف تم بھی اپنی اس عینک کو اتارو اور

دیکھو کہ دنیا کتنی رنگ برنگی ہے ۔انسان کتنے مختلف ہیں ۔ انسانوں کو موقع دینے چاہیے الف ورنہ ہم اکیلے رہ جائیں گے ۔"

الف نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ درختوں کے سوکھے پتے جھڑنے لگے تھے ۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ہوا کے دوش پر تیر کر آتے سوکھے پتے کو مٹھی میں قید کر لیا۔ ایک آواز کے ساتھ وہ پتہ اس کے ہاتھ میں ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔

" سمجھی ہو یا نہیں ۔"

فاطق نے جھک کر مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ الف نے نظریں اٹھائیں۔

" ایسے سمجھائیں گے تو کچھ بھی سمجھ جاؤں گی۔"

" گڈ۔" وہ واپس پیچھے کو ہوا ۔

" اب میری باری ۔" الف پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی ۔

NOVEL HUT

" کیا ؟ " فاطق کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری تھی۔

" جتنا جھکیں گے دنیا اتنا جھکاتی جائے گی ۔ میں چاہتی ہوں آپ کھل کر جئیں ۔ جو آپ کا دل کہتا ہے وہ کریں ۔ جو چیز وہ نہیں چاہتا کسی دوسرے کے کہنے پر بھی وہ نہ کریں ۔"

فاطق اس کا اشارہ سمجھ رہا تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر الف پہلے ہی اس کی بات کاٹ گئی ۔

" آپ کو میری بات زہر لگے گی اور میں بری مگر وہ آپ کی فیملی نہیں ہیں فاطق صاحب ۔ خود کو اتنا مت جھکائیں ۔ مجھے اچھا نہیں لگتا ۔"

اس کی بات واقعی فاطق کو بری لگی تھی مگر وہ بری نہیں لگی ۔ وہ لگ نہیں سکتی تھی ۔ جنھیں دل پسند کرنے لگیں وہ کہاں برے لگتے ہیں ۔

" سمجھے ہیں یا نہیں ۔ " اب کی بار اسی کے انداز میں آگے ہو کر الف نے کہا تھا۔

" ایسے سمجھاؤ گی تو کچھ بھی سمجھ جاؤں گا۔"

اسی کے الفاظ واپس لوٹائے گے تھے۔ الف ہنس کر پیچھے ہوئی ۔

" کیا آپ کو یاد ہے جب پہلی بار میں آپ کے گھر آئی تھی کیسے آپ نے انکار کیا تھا اور کہا تھا معذرت مس صُلافہ آپ کافی لیں" ۔ بھاری آواز سے اس کی نقل اتارتی وہ ہنس پڑی تھی ۔ فاطق بھی اس کے انداز پر ہنس دیا۔ وہ کتنی اپنی اپنی سی لگتی تھی ۔

" حلانکہ تم کافی نہیں پیتی ۔ اس لیے دوسرے دن میں جوس لایا تھا۔ "

" میری کوششیں نہ ہوتی تو آپ اتنی اچھی کمپنی سے ہمیشہ محروم رہتے۔ "

NOVEL HUT

"میں معترف ہوں۔" سر جھکا کر اس نے قبول کیا تھا۔ وہ کتنی آسانی سے مان جایا کرتا تھا۔ بنا بحث کے۔ بن کسی حیل و حجت کے۔

"آپ سراپا آسانی ہیں۔"

وہ اسے آسانی کہہ رہی تھی اور فاطق کو آج بھی وہ الفاظ یاد تھے جس میں کسی نے اسے بوجھ کہا تھا مصیبت کہا تھا۔

"الف۔"

کسی کے پکارنے پر الف نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ لیلیٰ مشکوک نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"ارے میری پیاری بہن۔" الف اٹھ کر اس تک آئی اور بازو میں بازو ڈلا۔

"یہ میری بہن ہے فاطق صاحب لیلیٰ اور لیلیٰ یہ میرے بہت اچھے دوست فاطق حجاج ہیں۔" فاطق بھی کھڑا ہوا۔

NOVEL HUT

" کیسی ہو لیلیٰ ؟" فاطق نے مشکوک نظروں سے دیکھتی اس لڑکی سے پوچھا تھا۔

" ٹھیک ۔" یک لفظی جواب کافی تھا۔

" چلیں فاطق صاحب ہمیں اجازت دیں ۔ بائے ۔" الف ہاتھ ہلاتی لیلیٰ کے ساتھ مڑ گئی تھی ۔

" چلو آج دمشق کی سڑکوں کی خاک چھانیں۔ تم بھی کیا یاد کرو گی کیا کمپنی ملی ہے ۔"

یہ آخری بات تھی جو فاطق نے اس دور جاتی بیگ پیک والی لڑکی کی سنی تھی ۔ اس نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ لڑکی اس کی بات مان لے گی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ اسے یونہی دور جاتا دیکھتا رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس اندھیر کمرے میں روشنی کا واحد مسکن دیوار میں لگی کچھ سکرینز تھیں۔ سکرینز پر مختلف رنگوں کے ہندسے اوپر نیچے ہو رہے تھے۔ ان روشنیوں میں سبز رنگ سب سے نمایاں تھا جو کہ سامنے کرسی پر بیٹھی لڑکی کے چہرے کو روشن کر رہا تھا۔ دفعتاً ٹیبل پر پڑے موبائل کی سیاہ سکرین روشن ہوئی۔ کمرے میں وائبریشن پھیلی۔ الف کے کی بورڈ پر چلتے ہاتھ رکے۔ ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا اور کان سے لگایا۔ دوسری طرف افسوں تھیں۔

" الف میں ایک نمبر بھیج رہی ہوں۔ مجھے اس کی کال لوگ ڈیٹیلز چاہیے۔ جتنا جلدی ممکن ہو سکے تم یہ کام کر دو۔ اور ہاں کل۔۔۔" وہ رک گئی۔ دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

" الف کیا تم مجھے سن رہی ہو۔ "

"ہاں سن رہی ہوں ہوں۔ "

"کل ہم نے فاتح جانا ہے یاد ہے نا۔ "

"آپ ٹھیک کہہ رہی تھیں افسوں ۔" اس کی آواز بہت آہستہ تھی خود کلامی سی کرتی ہوئی ۔ افسوں کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہہ رہی ہے ۔

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"آپ ٹھیک کہہ رہیں تھیں افسوں۔ میرے ہر کام کے پیچھے صرف ایک ریزن ہوتا ہے ۔" چند پل لگے تھے افسوں کو سمجھنے میں کہ وہ کیا بات کر رہی ہے ۔فائل ہاتھ سے چھوڑتے افسوں پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئیں ۔

" فاطق حجاج استنبول آئے ہیں ۔ "

" تم ٹھیک ہو ؟ "افسوں پریشان ہوئیں تھیں ۔

" آپ جانتی ہیں وہ سامنے آئے تو کیا ہوا ؟ مجھے میرا جواب ملا۔ میری خود کو ، آپ کو دی جانے والی تمام وجوہات غلط نہیں تھیں مگر بہت ثانوی تھیں۔ ایسی کہ ان سے کوئی فرق نہ پڑے ۔ اور جانتی ہیں اس وقت مجھے کیا جواب ملا ؟ " افسوں دم سادھے الف کو سن رہی تھیں ۔

" بے یقینی ۔ افسوں میں بے یقین تھی کہ وہ کبھی آئیں گے ، وہ کبھی میرے لیے آئیں گے ۔ میں بے یقین تھی کہ کبھی کوئی مرد میرے لیے اتنی ایفرٹس کرے گا کہ وہ دوسرے ملک چلا آئے ۔ میرے جھوٹ نے مجھے بے یقین کر دیا تھا افسوں ۔ "

جھوٹ ایک ایسی اندھی کھائی ہے جس میں گرنے کے بعد انسان کو خود اپنے سچ پر بھی یقین نہ آئے ۔

NOVEL HUT

" کیا تم اب پچھتا رہی ہو الف ؟ اپنے اور رہبر کے رشتے کو لے کر ؟ " کچھ دیر کی خاموشی کے بعد افسوں نے سوال کیا تھا۔

' نہیں ۔ بالکل نہیں ۔ " اس کی آواز مستحکم تھی ۔ پر یقین ۔

" یہ میرا فیصلہ تھا ۔ میری چوائس ۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔ سامنے رہبر حاکم ہو تو میں ہزار بار آنکھیں بند کر کے بنا سوچے سمجھے پھر سے یہی فیصلہ لینے کو تیار ہوں۔ "

" پھر کیا بات ہے جس نے تمھیں پریشان کیا ہے ۔ "

" ساری دنیا میں وہ صرف ایک انسان کے سامنے جھکتے تھے مجھے وہ بھی پسند نہیں تھا کیونکہ فاطق حجاج ایک ایسے انسان ہیں جس کے لیے دنیا کو جھک جانا چاہیے ۔ وہ جتنے نرم اور مہربان خود ہیں دنیا کو چاہیے کو وہ بھی ان کے ساتھ

ویسی ہی رہے مگر دنیا ظالم ہے اور میں نا چاہتے ہوئے بھی اسی دنیا کی کسی صف میں کھڑی ہو گئی ہوں۔ میں انھیں تکلیف پہنچا چکی ہوں۔ "

" الف میری بات سنو۔ جو ہونا تھا ہو گیا ہے ۔ وہ آدمی خود کو سنبھال لے لگا۔ تم کسی گلٹ میں مت جانا۔ سمجھ رہی ہو نا۔"

" میں کسی گلٹ میں نہیں ۔مجھے صرف ان کی تکلیف پر برا لگا ہے ۔ کاش انھوں نے مجھے صرف دوست سمجھا ہوتا۔ "

الف نے فون بند کر دیا اور ایک گہرا سانس لیتے واپس کی بورڈ اپنے سامنے کر لیا ۔ سکرین اب بھی روشن تھی۔ اندھیرا اب بھی پھیلا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات اپنے پر پھیلائے بھیگے استنبول پر پھیلی تھی ۔ سردی جما دینے والی تھی ۔ منجمد کرتی ہوئی ۔ اعصابوں کو چٹخانے والی۔

ہوٹل سے باہر نکل کر فاطق نے اپنا سامان گاڑی میں رکھوایا۔ فون ہاتھ میں لیے کچھ دیر سوچتا رہا ۔ پھر چند بٹن دبا کر فون کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور گاڑی کا دروازہ کھولتا اندر بیٹھ گیا۔

(میرے اردگرد کئی دیواریں تھی۔ کچھ میری قائم کردہ اور کچھ لوگوں کی۔)

ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔

(میں نے کبھی ان قلعوں سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کی اور نہ کبھی کسی نے مجھے بتایا کہ مجھے ان سے نکلنا کیسے ہے۔ مگر پھر میری زندگی میں وہ آئی ۔ وہ اتنی آزاد تھی کہ اسے دیکھ کر کبھی کبھی مجھے خود پر قیدی ہونے کا گمان ہوتا۔ وہ صرف اپنے لیے جیتی تھی ۔ اس دُنیا ، یہاں کی تمام زنجیروں سے آزاد ہو کر۔

(

وہ شیشے سے باہر استنبول کی روشنیوں کو دیکھ رہا تھا جنھیں بارش کے ننھے شفاف قطروں نے دھندلا دیا تھا۔

(اس کے ساتھ میرے گرد موجود مضبوط قلعے کی دیواریں چٹخنے لگی تھی ۔ وہ مجھے اس فاطق سے آزاد کر رہی تھی جو میرے اندر قید تھا۔ جو انسکیور تھا۔ جو اپنے بچپن سے نہیں نکل پایا تھا۔ جو احسانوں تلے دبا تھا۔ اس نے مجھے آزاد ہونا سیکھایا ہے ۔ میں نے جانا کہ خود کو جھکا کر زمین بوس کر دینا احسان کا بدلہ نہیں۔ بلکہ احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں۔)

ائیرپورٹ کے باہر گاڑی رکی ۔ وہ اترا ۔ ساتھ ہی ٹیکسی ڈرائیور نے اتر کو اس کا سامان نکالا۔ سیاہ رنگ کا بیگ کاندھے پر ڈالے وہ ائیرپورٹ کے اندر آیا ۔

(وہ میری ہم روحان ہے اور مجھے اپنے ہم روحان سے محبت ہو گئی ہے ۔ مگر اس کا ساتھ میری قسمت میں نہیں ۔ وہ بہت دور ہو گئی ہے مجھ سے۔ اتنی

دور کہ اسے دیکھنے کی خواہش تک حق نہیں میرے پاس۔ وہ نہیں تھی تو کوئی احساس نہیں تھا۔ وہ تھی تو ہر چیز مکمل ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ میں، میری ذات بھی۔ اب وہ کھو گئی ہے مجھ سے تو ادھورا پن ہر شے میں در آیا ہے۔ ہر چیز بے رنگ ہے، ہر شخص بے کیف۔ بلکہ یہ ادھورا پن تو میری روح کا ہے کیونکہ وہ میری روح کا ساتھی ہونے سے زیادہ میری روح کا حصہ تھی۔ اور جب روحیں اپنا حصہ کھو دیں تو کیا وہ مر نہیں جاتی؟ اگر مرتی نہیں ہیں تو پھر وہ کیا کریں؟)

فلائٹ میں ابھی وقت تھا۔ وہ وہاں ایک آرام دہ جگہ پر بیٹھ گیا اور بیگ اپنے قدموں میں رکھتے سگار سلگایا۔

(اس کا جانا میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ اتنا کہ مجھے سانس بند ہو جانے کی سی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر۔۔۔ مگر میں اپنے دل کو ہیل کر لوں گا۔ اس سے

محبت کرنا چھوڑ نہیں سکتا ۔ شاید اس کی محبت وقت کے ساتھ اور بڑھتی جائے مگر میں خود کو ہیل کر کے آگے بڑھوں گا۔ مجھے آگے بڑھنا ہے کیونکہ میں بہت مشکل سے آزاد ہوا ہوں ۔ دوبارہ کسی قلعے میں قید نہیں ہونا چاہتا۔)

الف چابی سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی ۔ سارا گھر اندھیرے میں ڈھوبا تھا۔ رہبر ابھی آیا نہیں تھا۔ اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا ۔ لاؤنج روشن ہو گیا۔ سامنے کی دیوار پر کچھ تصویریں لگی تھی۔ الف اور رہبر کی۔ درمیان میں سب سے بڑی فوٹو ان کی شادی کی تھی۔ سفید سلک میکسی میں الف اور سیاہ پینٹ کوٹ میں رہبر۔اس نے ہاتھ میں پکڑا ٹرنچ کوٹ صوفے کے ہتھے پر اچھالا اور خود صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور گردن پیچھے گرائی۔ دائیں ہاتھ سے گردن کے پچھلے حصے کو دبایا۔ کچھ دیر یونہی رہنے کے بعد پاس رکھا اپنا بیگ کھولا اور فون نکال کر روشن کیا ۔ سامنے ایک پیغام جگمگا رہا تھا۔ آنکھوں

کی پتلیاں ساکت ہوئی ۔ ہاتھ رک گئے۔ استنبول کی سردی اسے ہڈیوں میں اترتی محسوس ہوئی ۔

وہ جا رہا تھا۔ وہ استنبول سے جا رہا تھا۔

" الف میں جا رہا ہوں۔ "

پانچ لفظوں پر مشتمل یہ جملہ تھوڑی دیر کے لیے اسے گنگ کر گیا تھا۔ وہ بیگ ہاتھ میں لیے تیزی سے اٹھی اور باہر کی طرف لپکی ۔

فلائٹ ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئی تھی ۔ فاطق صوفے سے اٹھا کچھ کھانے کی غرض سے فوڈ کورٹ کی طرف بڑھا۔ مگر راستے میں کسی احساس کے تحت رک گیا۔ نظر دائیں جانب موڑی ۔ اسے وہ آتی دکھائی دی۔ سفید شرٹ اور نیلی جینز میں وہ بغیر کسی کوٹ کے تھی ۔ عجلت میں اٹھتے قدم بے چین نظریں ۔ چہرے پر کسی خوف کا تاثر۔

بلآخر اسے وہ نظر آگیا ۔اس کے پیچھے گول دائرے کی صورت بنی ایک جگہ کے سامنے سرخ اور سفید انگریزی حروف میں استنبول لکھا تھا۔ائیرپورٹ کی چمکتی سفید ٹائلز پر پڑتی روشنیوں میں اس کا عکس بن رہا تھا۔ الف کے قدم سست ہوئے۔ اور پھر رک گئے ۔ باقی کا فاصلہ فاطق نے طے کیا تھا۔ ٹائلز پر بنتے تنہا ہیولے کے پاس اب ایک اور عکس کھڑا تھا۔

"الف۔۔"

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ؟آپ مجھ سے ملے بغیر کیسے جا سکتے تھے ؟"

اس کی آواز میں ضبط تھا۔ لب بھینچے ہوئے تھے ۔

"الف میں نے میسج کیا تھا۔" اس نے وضاحت دی۔

"کیا میں جب آئی تھی تو میسج کر کے آئی تھی ؟" اس نے تیز لہجے میں کہا ۔

"نہیں ۔میں خود ملنے آئی تھی ۔ تو پھر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ۔"

" الف یہ اتنا ری ایکٹ کرنے والی بات نہیں ہے ۔" اس نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔ وہ کیوں ایسا کر رہی تھی ؟ وہ کیوں فاطق کے لیے سب مزید مشکل کر رہی تھی ؟ وہ چھوڑ کر بھی کیوں مکمل نہیں چھوڑ رہی تھی؟

" میرے لیے ہے ۔"

آج فاطق حجاج نے دوسری مرتبہ اس کی آنکھوں میں کچھ بھرتے دیکھا تھا ۔ کچھ شفاف سا۔ اور آج پھر اس کا دل وہیں کہیں ڈوب گیا تھا۔ اسے تکلیف ہوئی تھی ۔

" تم غصّے میں ہو ابھی۔"

" میں غصے میں نہیں ہو۔ تکلیف میں ہوں۔ دکھ ہے مجھے ۔ آپ کو دنیا کا میں وہ آخری شخص سمجھتی تھی جو مجھے تکلیف دیتا۔ " اس کا تنفس پھول رہا تھا۔

بال اونچی پونی میں بندھے ہونے سے یہاں وہاں ہلکورے کھا رہے تھے ۔ چہرہ ضبط کی سرخی جھلک رہا تھا۔ استنبول کی سردی میں وہ ایسے کھڑی تھی جیسے فرق ہی نہ پڑتا ہو۔ اسے واقعی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

فاطق نے گہرا سانس بھرتے اپنا سیاہ کوٹ اتارا اور الف کی طرف بڑھایا۔

"مجھے نہیں چاہیے۔" الف نے منہ پھیرا۔

"پلیز الف ۔"

الف ایسے ہی کھڑی رہی۔ فاطق نے آگے بڑھ کر کوٹ اس کے کندھوں پر ڈال دیا۔ یکدم ہی سردی اپنا سارا زور توڑ گئی ۔وہ نرم مہربان حصار تقویت تھا۔ تحفظ تھا۔ اس میں نرمی تھی ۔ وہ سائباں تھا۔

" میں تمھیں کوئی دکھ دینے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا الف۔ اگر کبھی یہ خیال بھی میرے ذہن میں آئے تو میں چاہوں گا کہ وقت اپنے تمام دروازے مجھ پر بند کر دے۔ "

الف نے نظریں اٹھائی ۔ دل دماغ پر غالب آیا ۔ اس کا سارا ضبط ختم ہوا۔ وہ گردن جھکائے آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ فاطق ششدر رہ گیا۔ کیا وہ رو رہی ہے ؟ کیا وہ اس کے لیے رو رہی ہے ؟ نہیں اسے نہیں رونا چاہیے ۔ فاطق حجاج کے لیے تو کبھی نہیں ۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں اپنی وجہ سے آنسو دیکھنا فاطق حجاج کی زندگی کا سب سے بڑا خسارہ ہو گا۔ اسے کھو دینے سے بھی بڑا ۔

NOVEL HUT

" الف۔۔۔۔ "

" آپ برے ہیں ۔ بہت برے۔ "

" الف پلیز۔ لوگ دیکھ رہے ہیں ۔ "

"آپ کو صرف لوگوں کی پرواہ ہے۔"

اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں کوئی شکوہ ہلکورے کھا رہا تھا۔

آہ وہ لڑکی سامنے کھڑے مرد کا ضبط آزما رہی تھی ۔ وہ اسے تین سال پہلے ہو جانے والی اپنی کوتاہی کا احساس دلا رہی تھی ۔ وہ اسے اس کی رائیگانی یاد دلا رہی تھی ۔

"لوگوں کی پرواہ ہوتی تو یہاں نہ آتا ۔"

الف ٹھہر گئی ۔ اس کا عکس کچھ دھندلانے لگا۔

فاطق نے کوٹ کا ایک کونا پکڑا اور اسے ایک سائیڈ پر لے آیا اور بنچ پر بیٹھایا۔

"یہی بیٹھی رہنا۔"

انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی اور چلا گیا ۔ کچھ منٹ بعد ایک پانی کی بوتل ہاتھ میں لیے واپس آیا ۔ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے بوتل اس کی طرف بڑھائی ۔ الف نے تھام کر کچھ گھونٹ بھرے۔

" اتنا ہارش ری ایکشن ۔۔ "

" کچھ نہیں ۔ بس یونہی جذباتی ہو گئی تھی میں ۔ اتنے عرصے بعد کوئی اپنا ملا تھا تو بس۔ بابا نے شادی پر آنا تھا وہ نہیں آسکے۔ مجھے دکھ ہوا تھا۔ شاید وہی سارا غبار ابھی نکلا ہے ۔" وہ سنبھل چکی تھی ۔ واقعی غبار نکل گیا تھا۔ دل ہلکا ہو گیا تھا۔

NOVEL HUT

" تمھارے فادر جانتے تھے تم کہاں ہو؟"

" ہاں ۔ میں بتا کر آئی تھی بابا کو اور میں نے انہیں منع کیا تھا کسی کو بھی بتانے سے ۔"

اس کی آنکھوں میں سوال دیکھتے ہوئے الف نے خود ہی بتا دیا۔

" لیکن آپ نے بھی اچھا نہیں کیا۔ " اس نے شکوہ کیا۔ فاطق کو وہ شکوہ جائز لگا ۔ اسے واقعی ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

" اوکے ای۔ایم سوری ۔ "

" میرے پاس مخلص رشتے بہت کم ہیں فاطق صاحب ۔یہاں رہبر ہے اور اس سے جڑے رشتے۔ بابا ہیں جو اب وہ تمام ایفرٹس کر رہے ہیں جو انھوں نے بچپن میں میرے لیے نہیں کیے۔ اور آپ ۔ میرے سب سے اچھے دوست۔ میں کسی بھی رشتے کو کھونے سے ڈرتی ہوں فاطق صاحب ۔ "

وہ اپنے ڈر کا اعتراف کر رہی تھی ۔ وہ سچ کہہ رہی تھی ۔ وہ لوگوں کو کھونے سے ڈرتی تھی ۔ وہ لوگ جو اس سے محبت کرتے ہوں۔ وہ لوگ جن سے وہ محبت کرتی ہو۔

" ای۔ایم سوری ۔ "

الف نے اسے دیکھا ۔ وہ اس سے مزید ناراض نہیں ہو سکتی تھی ۔ وہ جا رہا تھا۔ کچھ دیر وہ دونوں خاموشی سے سامنے دیکھتے رہے۔

" شکریہ فاطق صاحب ۔ "

فاطق نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھنا مشکل تھا۔ وہ واپس سامنے دیکھنے لگا۔

" کس لیے ؟ "

" میرے لیے آنے کے لیے ۔ "

فاطق ہنکار بھرتے خاموش رہا ۔

" شکریہ ۔" ایک مرتبہ پھر اس کی آواز ابھری ۔

NOVEL HUT

"یہ کس لیے ؟" اس بار وہ اس کی طرف نہیں مڑا۔ دل چاہتا تھا کہ نظر نہ ٹھہرے اور نظر تھی کہ ایک چہرے پر اٹک کر رہ گئی تھی ۔ اور اس چہرے پر اٹک کر رہ جانا اب اس کے لیے ممکن نہ تھا۔

" رہبر کے ساتھ ایک اچھی زندگی گزار رہی ہوں تو آپ کی وجہ سے ۔ "

اب کی بار فاطق کو اس کی طرف مڑنا پڑا تھا۔

" آپ سے میرے بھروسے کا آغاز ہوا ہے ۔ آپ سے ملنے کے بعد میں نے لوگوں کو الگ الگ فریم میں دیکھنا شروع کیا ہے ۔ آپ نے کہا تھا کہ میں اپنی یک رنگی عینک اتار کر لوگوں کو دیکھوں ۔ میں نے اتار دی ہے ۔ ورنہ تو سب میرے لیے ایک جیسے تھے ۔ میرے باپ جیسے ۔ اب میں پہلے سے لوگوں کے بارے میں اپنا مائنڈ سیٹ نہیں بنا لیتی۔ آپ سے ملی نہ ہوتی تو شاید رہبر پر بھی کبھی بھروسہ نہ کرتی۔ آپ میرا ہیلینگ پوائنٹ ہیں ۔ "

"مجھے خوشی ہے تم اپنے ٹراما سے باہر نکلی۔" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔ آہ اس نے فاطق حجاج کی بات مانی بھی تو کس لیے۔ رہبر حاکم کو دیکھنے کے لیے

۔

"ایک گھر میری خواہش تھا۔"

"اور ایک فیملی میری۔"

"میں رہبر کے ساتھ گھر بنا لیا ہے۔"

وہ نہیں کہہ سکا کہ وہ فیملی بنا لے گا۔ وہ جانتا تھا اس میں اب وقت لگنا ہے۔ کتنا وقت؟ پتہ نہیں۔

"آپ فیملی بنا لیں گے۔" یہ الف نے کہا تھا۔ فاطق اس کی تائید نہ کر سکا۔ کچھ پل خاموشی نے قدم گاڑھے۔ روشنیوں نے اگلا سوال سننے کے لیے کان لگائے۔

NOVEL HUT

" تم نے مجھے اپنا پتہ کیوں دیا تھا؟ "

الف نے نظریں پھریں اور سامنے دیکھنے لگی۔

" اس لیے کہ اگر آپ کو کبھی میری ضرورت ہو تو آپ کو معلوم ہو کہ میں کہاں ملوں گی۔ "

فاطق خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس کا نظریں پھیرنا اس نے محسوس کر لیا تھا۔ دور کہیں سے آزیہ کی آواز آ رہی تھی ۔

" اسے بہت محبت تھی تم سے ۔ "

" اگر ۔۔ میں تین سال پہلے میں تمھیں روکتا تو ۔۔ کیا تم رک جاتی ؟" اس نے رک رک کر اپنی بات مکمل کی۔ وہ جانتا تھا اس بات کا مثبت جواب اس کے دل کو مزید توڑے گا۔

" آپ کو یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیئے ۔ "

"میں جواب چاہتا ہوں۔" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔گردن موڑے ۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی۔

"میں ۔۔ " الف اب بھی سامنے دیکھ رہی تھی ۔ وہ رکی۔ فاطق بے چین ہوا۔ الف نے اسے دیکھا۔ وہ روشنیوں میں گھرے دو مجسمے تھے ۔پتھرائے ہوئے ساکت سے ۔

"میں رکنے کے بارے میں سوچتی ضرور۔ شاید میں اپنا پلان بدل لیتی۔ شاید آپ کو سچ خود بتا دیتی۔ شاید۔" اس نے آہستہ آواز میں دھیرے سے کہا۔ اب کہ فاطق کا دل رکا تھا۔ خسارہ ہر طرف سے اس کے دامن میں آگرا تھا ۔ استنبول نے اس کا کتنا نقصان کر دیا تھا۔

"تم انتظار کر لیتی ۔" کوئی بے بسی سی بے بسی تھی ۔

" تین سال بہت ہوتے ہیں اور میں کس بنا پر انتظار کرتی ؟ آپ نے کبھی کچھ نہیں کہا۔ اور مجھے یہ بھی لگا تھا شاید آپ ناراض ہوں مجھ سے ۔ ۔ شاید معاف نہ کیا ہو۔ میں آپ سے جھوٹ بولتی رہی تھی ۔ آپ کو دھوکے میں رکھا تھا میں نے ۔ میں بے یقین تھی کہ آپ کبھی آئیں گے ۔ تو بس میں نے کوئی فیصلہ لینا تھا اپنے لیے میں نے لے لیا۔ "

" تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے ناراض ہوں گا؟ چچا کو ہر چیز کے لیے معاف کر سکتا ہوں تو تم تو پھر الف تھی۔ تم مجھے جانتی تھی ۔ تم ہی تو مجھے جانتی تھی ۔ "

NOVEL HUT

کوئی بے بسی ، کوئی ملال سا اس کے لہجے میں آ ٹھہرا تھا۔

" جو ہونا تھا ہو گیا۔ میں اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی ہوں۔ میں نے اپنے لیے ایک فیصلہ کیا جس سے میں بہت خوش ہوں ۔ آپ کو بھی لے لینا چاہیے اب۔ "

وہ سفاک تھی ۔ فاطق حجاج کے لیے بے حد سفاک۔ کتنی آسانی سے اس نے یہ بات کہی تھی ۔ کاش کہنے والے کو لفظوں کے اُس وزن کا احساس ہو جائے جو سننے والے کا دل اٹھاتا ہے ۔

" میں زندگی میں موو آن کر لوں گا (مگر تم سے ، تمھاری محبت سے کبھی نہیں کر پاؤں گا۔)" اس نے صرف اتنا کہا۔

ایک گھنٹہ وہ وہیں رہی ۔ فلائٹ کا وقت ہو گیا تھا۔

وہ جانے کے لیے مڑا۔ اسے بازو پر کھنچاؤ محسوس ہوا۔ شرٹ کی آستین کا ایک کونا الف کے ہاتھ میں تھا۔

"آپ کو جب میری ضرورت ہو آپ مجھے بلا سکتے ہیں ۔ میں آجاؤں گی ۔"

"مجھے تمھاری ضرورت نہیں ہوگی ۔" وہ مسکرایا ۔ اداس مسکراہٹ ۔

"ضرورت کے بغیر بھی تم آسکتی ہو الف ۔ جب تم چاہو ۔"

"یونہی میرا آنا چیزیں الجھا دے گا ۔"

الف نے نظریں پھیریں اور اس کا بازو چھوڑ دیا ۔ ایک وقت تھا جب اس کا نظریں پھیرنا فاطق کو برا لگتا تھا ۔ آج یہ ایک نعمت تھا ۔

" میں ہمیشہ آپ کی دوست رہوں گی ۔"

"تم میری دوست نہیں ہو ۔ (تم دوست سے زیادہ ہو یعنی سب کچھ ہو ۔)"

الف کی آنکھوں میں بے یقینی اور تکلیف ابھری تھی ۔ وہ جھکا تھا اس سے فاصلے پر ، اس کے برابر ۔ اس کی آنکھوں میں دیکھنے کے لیے تاکہ اسے گردن نہ اٹھانی پڑے ۔ وہ اس کی آسانی تھا ۔

"تم میری ہم روحان ہو الف، روح کی ساتھی۔ ہمارا تعلق، ہمارا ساتھ اس دنیا سے پہلے کا ہے اور بعد کا بھی۔"

ائیرپورٹ پر موجود ہر ایک آواز تھم گئی تھی۔ پس منظر میں چلی گئی تھی۔ صرف ایک آواز تھی۔ صرف ایک۔ وہ جو اس کے ساتھ تعلق کو ایک کوزے میں بند کر رہی تھی وہ اسے لامحدودیت تک لے گیا تھا۔ وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔

فاطق سیدھا ہوا اور اس کی طرف سے پلٹ گیا۔ پلکیں بھیگ رہی تھیں۔ آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔

"تم سے پہلے ایک زندگی گزاری تھی میں نے۔ اب تمھارے بعد ایک عمر رائیگاں جائے گی میری۔"

NOVEL HUT

اس نے آنکھیں میچ کر کھولتے قدم آگے بڑھا دیے۔ واپس کبھی نہ پلٹنے کے لیے ۔ اس سے دور جاتا ہر ایک قدم فاطق حجاج کے اپنے دل پر پڑ رہا تھا۔ نظریں پھیر کر اس سے پلٹ جانا روح کو زخمی کر دینے والا تھا۔ مگر وہ رک نہیں سکتا ہے ۔ وہ اسے پلٹ کر ایک نظر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ دیکھ لیتا تو پھر کبھی نہ جا پاتا۔ وہ ڈھے جاتا ۔ ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا کیونکہ وہ صرف ایک لڑکی نہیں تھی جس سے دستبرداری دینی تھی وہ اس کی محبوب عورت تھی ۔

فاصلہ اتنا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر چھو لیتے اور مسافتیں ایسے کہ صدیاں لگ جائیں ۔ وہ اسلام آباد میں اجنبی تھے۔ دمشق میں آشنا ہوئے ۔ آج استنبول انھیں پھر سے اجنبی کر رہا تھا۔ کیا اس خوبصورت شہر کی سفاکی کی کوئی حد تھی ؟

NOVEL HUT

وہ پلٹا تو وہ بھی پلٹ گئی۔ وہ دونوں قدم اٹھاتے گئے ۔ فاصلہ بڑھتا گیا۔ منظر خالی ہوتا رہا۔ دمشق کی فضاؤں میں رقم کچھ یادوں کو مضبوط قفل لگا کر گہرے پاتال کے سپرد کر دیا گیا تاکہ انھیں پھر کبھی نہ ڈھونڈا جا سکے۔

وہ ائیرپورٹ سے باہر آئی اور کھلی فضا میں گہرا سانس لیا۔ سیاہ کوٹ اب بھی کندھوں پر پڑا تھا ۔

".Sen her zaman benim en zor vedam olacaksın"

تم ہمیشہ میرے سب سے مشکل ترین الوداعی رہو گے ۔

اس لڑکی کی سرگوشی استنبول کی فضاؤں میں گونجی تھی ۔

وہ اپنے کسی فیصلے پر گلٹ کا شکار نہیں تھی۔ وہ ریگرٹ نہیں کر رہی تھی۔ اس کی محبت دل میں پہلے بھی تھی ۔ شاید اب بھی ہے مگر وہ اپنے اور رہبر

کے رشتے میں اسے کبھی نہیں آنے دے گی۔ وہ آگے بڑھی اور گھر جانے کے لیے ٹیکسی روکی۔ اسے اپنی پر سکون زندگی اور رہبر حاکم بہت پیارا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درمیانی سائز کے اس کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی تھی۔ کمرے کے وسط میں لگا سفید بلب پوری طرح سے کمرہ روشن کرنے میں ناکام تھا۔ سفید دیواروں پر سرخ اور نیلی دھاریاں تھی اور پینٹ جگہ جگہ سے اکھڑا تھا۔ دیوار کے ساتھ لگی تین کرسیوں پر اس وقت تین نفوس بیٹھے تھے۔ ایک لڑکی اور دو مرد۔

"تم نے عابد سے بات کی سرمد؟"

بڑھی ہوئی داڑھی میں ماتھے پر کچھ بل لیے اس نے ساتھ بیٹھے سرمد سے سوال کیا۔ رمزے نے پہلے سمیع اور پھر سرمد کی طرف دیکھا۔ سفید سکارف اور

کندھوں پر سیاہ چادر کے ساتھ وہ ان کے درمیان کافی دیر سے خاموش بیٹھی تھی۔

"بھائی۔۔۔" سرمد تذبذب کا شکار ہوتے نظریں چرا گیا۔

"آپ جانتے ہیں وہ کیا چاہتا ہے۔ ہر بار وہ ایک ہی چیز کا مطالبہ کرتا ہے۔"

سمیع نے گھٹنوں پر کہنیاں ٹکاتے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"ہمیں دمشق سے واپس ہی نہیں آنا چاہیے تھا۔"

الف کے دھوکے کے بعد وہ عابد علوی کے ڈر سے دمشق چلے گئے تھے۔ اب کچھ عرصہ پہلے ہی واپس پاکستان آئے تھے۔ وہ سمجھے تھے کہ ماضی وقت کی دبیز تہوں میں دب گیا ہو گا۔ مگر نہیں۔ عابد علوی کچھ نہیں بھولا تھا۔ اس کا غصہ اور انتقام لینے کی چاہ اب بھی ویسی ہی تھی۔

کچھ دیر یونہی رہتے اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"میں اس جیل میں صرف اور صرف تمھاری اس لالچی بہن کی وجہ سے سڑ رہا ہوں۔" اس نے ختی المکان اپنی آواز دھیمی رکھتے ہوئے رمزے سے کہا۔

رمزے نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔ وہ ہمیشہ یہی کرتا تھا۔ وہ الف کا غصہ اس پر نکال رہا تھا۔

"وکیل کیا کہتا ہے؟" رمزے کے جانے کے بعد وہ دوبارہ سرمد سے مخاطب ہوا۔

"آپ کے خلاف کیس بہت مضبوط ہے بھائی۔ کمپنی سے فراڈ کے جو جو ثبوت عابد کے پاس ہیں وہ کوئی بھی عدالت نہیں جھٹلائے گی۔ اس آدمی نے بڑی گیم کی ہے۔ اور آپ کی رہائی تب ہی ممکن ہے جب الف یہاں آئے گی۔ عابد علوی اس لڑکی سے کم پر راضی نہیں۔"

"میں نے کوئی فراڈ نہیں کیا۔" سمیع دھاڑتا ہوا کھڑا ہوا اور کرسی کو لات رسید کی۔

"جھوٹ بول رہا ہے وہ بڈھا۔ اور تم ۔۔۔" اس نے تنفر سے سرمد کو دیکھا۔

"نکلو یہاں سے بیکار ہو تم بیکار۔ دفع ہو جاؤ۔ مرو باہر۔"

سرمد جلدی سے اٹھتا کمرے سے باہر بھاگا۔ اسے اپنے بھائی کے غصے سے ڈر لگنے لگا تھا۔ سمیع نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنا چاہا۔ وہ لڑکی اسے برا پھسا گئی تھی۔

ایک ہفتے بعد:

سرمد آج پھر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ وہ سفید بلب کے نیچے بیٹھے تھے۔ درمیان میں لکڑی کا میز پڑا تھا۔ سرمد کافی دیر سے بولے جا رہا تھا۔ وکیل کی

طرف سے تسلی، کیس کے بارے میں مگر آج خلاف معمول سمیع خاموش تھا۔ وہ کتنی دیر سے سرمد پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

"بھائی۔ " سرمد نے اس کی غائب دماغی دیکھتے ہوئے متوجہ کرنا چاہا۔

"تمھاری ناک اب ٹھیک ہے سرمد؟" سرمد کا چہرہ پل بھر میں خفت سے سرخ پڑا۔ اس آج بھی وہ دن یاد تھا جب وہ لڑکی اس کی ناک توڑ کر گئ تھی۔ اس کی غراتی آواز آج بھی کانوں میں تازہ تھی۔

"نہیں تھوڑا ٹیڑھا ہے شاید اور یہ نشان بھی تب کا ہی ہے۔" سمیع نے انگلی سے اس کی ناک کی طرف اشارہ کیا جس پر کٹ کا نشان واضح تھا۔ ناک کے آپریشن کے بعد بھی اس کے ناک میں زرا سا نامحسوس کیا جانے والا ٹیڑھ تھا۔

"بھائی۔۔" سرمد کی احتجاجی آواز تھی۔

سمیع زرا سا مسکرایا۔ کانوں میں کوئی آواز گونجی۔

" سمجھا دینا اپنے اس بھائی کو فاطق حجاج سے دور رہے۔ ورنہ اگلی بار زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"آپ فکر نہ کریں میں آپ کو یہاں سے نکال لوں گا۔" سرمد نے بات بدلنی چاہی۔

"تم اس قابل نہیں کہ مجھے یہاں سے نکال سکو۔" ایک بار پھر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ لب بھینچے وہ خاموش ہو گیا۔

"یہاں سے میں اب خود باہر نکلوں گا ۔ جانتے ہو کیسے ؟" سرمد نے تھوڑی دیر بعد ابھرنے والی اس آواز پر نظریں میز سے اٹھاتے سمیع پر جمائی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"میں تمھیں ایک کہانی سناتا ہوں ۔"

سمیع ظاہر کی آواز اس کمرے میں گونج رہی تھی ۔ دیواروں نے کان لگا کر سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ بھی ان کے راز میں شریک ہو گئیں تھیں ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید اور نیلے پھولوں سے سجے ہال میں ایک اونچے ٹیبل کے گرد عفیفہ کھڑی تھی ۔ سفید لمبی قمیص اور نیلے ڈوپٹے والی وہ خوبصورت سی عورت تھی ۔اس کے سامنے میز کی دوسری طرف آزیہ کی ویل چئیر تھی ۔ اس کے چہرے پر برہمی تھی ۔ کوئی ان کے ساتھ آکر کھڑا ہوا تو عفیفہ نے چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں فاطق حجاج گرے ڈنر سوٹ میں اپنی پوری وجاہت کے ساتھ کھڑا تھا۔ اسے دیکھ عفیفہ کی خفگی میں کچھ اور اضافہ ہوا۔

" فاطق تمھاری بیوی تم سے سخت قسم کی ناراض ہے۔"

آزیہ نے مسکراہٹ دبائے فاطق سے کہا۔

" اوو تو کیس آپ کی عدالت میں پہنچ گیا؟" فاطق نے متبسم لہجے میں کہا۔

" آزیہ ۔۔۔ " عفیفہ نے منہ پھلایا۔

" فاطق ۔۔۔ " آزیہ کی آواز میں تنبیہہ تھی ۔

" غلط بات پر ناراضگی کا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ "

اب کی بار وہ برہمی سے گویا ہوا۔

"ہاں اتنی بھی کوئی غلط بات نہیں ہے۔ بس میں پاکستان میں نہیں رہنا چاہتی۔ اس لیے کہہ رہی ہوں کے کسی اور ملک میں سیٹل ہو جاتے ہیں۔ " دیکھیں آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے ۔یہ صرف اپنی بہن کو دیکھ کر یہ سب کہہ رہی ہے ورنہ اور اسے یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ " فاطق نے برہمی سے آزیہ سے کہا۔

"ہاں تو ایسی بھی کوئی غلط ۔۔۔۔"

"بس۔ اس بارے میں اور کوئی بات نہیں ہوگی۔" فاطق نے قطعی انداز میں کہا۔ عفیفہ چپ ہو گئی۔

"فاطق تمھاری الف سے بات ہوئی ؟" تھوڑی دیر بعد آزیہ نے اس سے پوچھا جو فون پر جھکا تھا۔

"کیوں کچھ ہوا ہے کیا؟" اس نے یکدم سر اٹھایا۔ آنکھوں میں تفکر جھاگا۔

" نہیں ہوا تو کچھ نہیں ۔ وہ بس میرا فون نہیں اٹھا رہی تھی اس لیے پوچھ رہی ہوں ۔"

"اچھا۔۔" وہ پرسکون ہوا۔" ہو گئی تھی میری بات ۔ تھوڑا بزی تھی وہ پچھلے دنوں ۔"

وہ واپس فون پر جھک گیا۔

عفیفہ نے انہیں الف کی باتیں کرتے سنا تو آنکھیں گھمائی ۔ وہ بس اتنا جانتی تھی کہ الف فاطق اور آزیہ کی کوئی مشترکہ دوست ہے جو استنبول میں رہتی ہے ۔ اسے بغیر ملے ہی اس سے عجیب سی چڑ ہو گئی تھی ۔ وہ ان کے پاس سے ہٹ گئی ۔

" فاطق تم خوش ہو نا؟" کچھ دیر اس کے چہرے پر نظریں جمائے آہستگی سے آزیہ نے سوال کیا۔ کوئی خدشہ ان کے لہجے میں واضح تھا۔

" ناخوشی کی کوئی وجہ تو نہیں میرے پاس۔"

" عفیفہ اچھی ہے ۔" انھوں نے جانے کس جذبے کے تحت یہ کہا تھا۔

" جانتا ہوں ۔ بس تھوڑی جذباتی ہے ۔ آج یہ پوچھنے اور کہنے کی وجہ ؟" وہ ابھی بھی فون پر جھکا تھا۔

" وہ تمھاری محبت نہیں تھی نا اس لیے ۔" فاطق کی ٹاپنگ رکی۔ نظریں اٹھائی

۔

" کیا شادی کے لیے محبت ضروری ہے ؟ وفا کافی نہیں کیا؟ " اس نے سوال کیا تھا۔

" الف ہوتی تو مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔"

فاطق نے گہرا سانس کھینچتے فون بند کیا اور پوری طرح آزیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ٹیبل پر دھرے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"یہ نہیں کہوں گا کہ اس سے اب محبت نہیں کرتا یا محبت کرنا چھوڑ چکا ہوں۔ نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ یہ میرے بس میں ہے مگر میں اپنی زندگی میں خوش ہوں ۔ عفیفہ اچھی ہے ۔مجھے اچھی لگتی ہے ۔وہ میری فیملی ہے ۔میں اس کے ساتھ کبھی کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ "

آزیہ نے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ وہ ان کا کوئی ان دیکھا بوجھ ہٹا رہا تھا۔ عفیفہ کو اس کی زندگی میں لانا غلطی نہیں تھی ۔کتنے عرصے بعد کتنی مشکل سے وہ شادی کے لیے مانا تھا۔ اور شکر تھا کہ اس کی شادی اچھی چل رہی تھی ۔ وہ نارمل ہو گیا تھا۔

" عفیفہ خوش قسمت ہے ۔" فاطق مسکرا دیا۔ ذہن میں کسی اور کی آواز بھی گونجی ۔

(" الف میں چاہتا ہوں تم اور رہبر دونوں آؤ میری شادی میں۔"

" آپ کو شادی کی بہت مبارک ہو فاطق صاحب ۔"

وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی ۔ فون ہتھے پر پڑا تھا جس کا سپیکر آن تھا۔ ٹانگیں لمبی کیے سامنے سنٹرل ٹیبل پر رکھی تھی ۔ سامنے ٹی کی سکرین روشن تھی جس پر کوئی ترکش ڈرامہ چل رہا تھا۔ البتہ ٹی وی کی آواز بند تھی۔ ناخنوں پر

سے نیل پینٹ صاف کرتے الف نے گردن موڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے رہبر باہر آ رہا تھا۔

" مگر میں اور رہبر نہیں آسکیں گے ۔ دراصل اسی تاریخ پر میری نند کی شادی ہے۔۔" رہبر آگے آیا اور الف کا ماتھا چوما۔ کچھ اشارہ کرتے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔

" رہبر بھی آپ کو مبارک دے رہا ہے ۔ "

" اسے میرا شکریہ کہنا۔ تم آسکو تو میں ڈیٹ آگے کر لوں گا۔ "

" نہیں اس کی ضرورت نہیں ۔ آزیہ کیسی ہیں ؟"

" ٹھیک ہیں۔ تمھیں یاد کرتی ہیں۔ "

" تم اگر آتی الف تو مجھے خوشی ہوتی۔" کچھ دیر بعد فاطق کی آواز ابھری ۔

"میری گڈ وشز آپ کے ساتھ ہیں فاطق صاحب۔ یقیناً آپ کا کسی بھی عورت کی زندگی میں ہونا اس کی خوش قسمتی ہے۔"

فاطق ہنس دیا۔

"میں اتنا بھی اچھا نہیں ہوں لڑکی۔"

"آپ ہیں فاطق صاحب۔ آپ مہربان ہیں۔ آپ اپنی عورتوں کی عزت کرنا جانتے ہیں۔ ان سے محبت کرنا جانتے ہیں۔ ان سے نرمی کا معاملہ رکھنا جانتے ہیں۔ آپ ایک پرفیکٹ فیملی مین ہیں جس کی کوئی بھی عورت خواہش کر سکتی ہے۔"

NOVEL HUT

فاطق مسکرا کر سنتا رہا۔ وہ ہمیشہ اس کی ایسے ہی تعریف کرتی تھی۔)

وہ کچھ مہمانوں کے ساتھ کھڑا تھا جب اس کا فون بجا۔ وہ معذرت کرتا ایک خالی گوشے میں چلا آیا۔ یہاں سے ہال میں موجود سب نظر آ رہے تھے۔

"ہیلو۔" اس نے فون کان سے لگایا۔کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

"ہیلو۔۔" اس نے دوبارہ پکارا۔

"کیسے ہو فاطق حجاج؟"

"کون بات کر رہا ہے ؟" اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تم مجھے نہیں جانتے۔یا شاید جانتے ہو۔پتہ نہیں۔ مگر جلد جان جاؤ گے۔"

وہ ٹھٹکا۔یہ کس کی اواز تھی؟

"کون ہو تم؟"

"جانتے ہو کچھ داغ بہت بد صورت ہوتے ہیں۔ اتنے کہ انھیں دیکھ کر خود سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ اور اس سے بھی جس نے داغ دیا ہو۔ اور اس سے بھی جس کی وجہ سے داغ ملا ہو۔ کچھ دن پہلے میں نے تمھیں دیکھا تو مجھے لگا کسی نے میرا وجود انگاروں پر ڈال دیا ہے۔ نفرت کے شدید احساس نے مجھے

اپنی لپیٹ میں لیا۔ اور آج یہی احساس مجھے تمھیں فون کرنے سے نہیں روک پایا۔"

فاطق ساکت سا اسے سن رہا تھا۔

"تمھارے ساتھ ایک لڑکی ہوا کرتی تھی سنہری سی آنکھوں والی۔ کیا وہ ٹھیک ہے ؟" فاطق کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ آواز سماعت تک پہنچی۔ خون کی گردش تیز ہوئی۔

"خبردار جو تم نے۔۔"

"تمھیں کچھ بتانا ہے فاطق کہ۔۔۔" وہ رکا۔ فاطق کو لگا وہ مسکرایا ہے۔

"کہانی پھر سے شروع ہونے والی ہے۔"

یہ کہہ کر فون کٹ گیا۔ فاطق نے ہال میں دیکھا۔ ایک میز پر اس کی فیملی کھڑی تھی ۔ آزیہ، عفیفہ اور اس کی ایک سالہ بیٹی ۔ آزیہ مسکرا کر ایزل سے کچھ کہہ رہی تھی۔جواباً وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

وہ پریشان ہوا۔ وہ الف کے لیے پریشان ہوا۔ وہ کسی کو بھی اسے نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید کچن میں بائیں طرف شیشے کے دروازے سے چھن کر روشنی اندر گر رہی تھی ۔ دروازے کے باہر کچھ فاصلے پر کھڑکی کے سامنے گول چھوٹے سے سفید میز کے گرد چار کرسیاں رکھی تھیں ۔ کھڑکی کے سامنے کے جھالی دار پردے سمٹے تھے ۔ میز کے پاس ایپرن پہنے رہبر کھڑا مالٹے چھیل رہا تھا۔ اس نے

مالٹے چھیل کر پلیٹ میں رکھے اور کچن کے اندر آیا اور پلیٹ شلف پر رکھتے خود شلف سے کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔ پاس ہی الف کھڑی کوئی آمیزہ مکس کر رہی تھی ۔ رہبر نے ایک کاش اٹھا کر اس کے منہ میں دی۔

" اچھا خاصا ہم باہر لنچ کرتے پر نہیں ۔ رہبر بے کو لنچ خود بنانا تھا ۔ بن گیا ان کا لنچ۔" الف چمچ ہلاتے ایک بار پھر بھنا کر بولی تھی ۔

"ہاں تو ۔۔ اب نہیں بنا تو اس میں میری کیا غلطی اور کہہ تو رہا ہوں چلتے ہیں باہر لیکن تم خود ہی اس کے ساتھ چمٹی ہو۔"

رہبر نے بھی ایک کاش اٹھا کر منہ میں رکھی ۔

"ہاں تو تم ہر چھٹی والے دن میرے گھر کا راشن ضائع کرو اور میں چپ چاپ دیکھتی رہوں۔ اب تم یہی کھاؤ گے جو بھی بنے گا۔"

NOVEL HUT

" گھر تمھارا ، کچن تمھارا ،گھر کا سارا سامان تمھارا بس ایک میں ہی پڑوس والوں کا ہوں۔" وہ جل کر گویا ہوا۔

"یہ جو آج کل تم ہر بات میں پڑوس کا ذکر کرتے ہو سب جانتی ہوں میں ۔ اس نیلے بالوں والی کا حشر تو میں خود کروں گی۔ اور تم چپ کر کے کھڑے رہو یہاں ۔"

رہبر نے گہرا سانس بھر کر اوپر دیکھا۔

"یا اللہ ۔ میری بیوی کی ہر چیز کو فکس کرنے کی عادت ختم کر دے ۔ آمین ۔ "

اس نے چہرے پر ہاتھ پھرے ۔ الف نے آمیزہ رہبر کے سامنے کیا۔ رہبر نے تھوڑا سا چکھا ۔

" خوبصورت ۔ بالکل آپ کی طرح خانم ۔ "

" رہبر۔۔۔ طریقے سے جواب دو۔ "

" میرے پاس اس سے اچھا طریقہ نہیں ۔ " وہ کندھے اچکا گیا۔

الف واپس سامنے مڑی اور سبزیاں کاٹنے لگی۔

" پتہ ہے آنے کیا کہتی ہیں ؟ "

" کیا ؟ "

وہ اب بھی شلف سے کمر ٹکائے گردن موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

" کہ مرد کا اظہار اور ستائش اس کی عورت کو کبھی مرجھانے نہیں دیتا۔ "

الف کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔ آنکھوں میں چمک اتری۔ اس نے رہبر کو دیکھا۔ وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

" اس لیے تم روز میری تعریف کرتے ہو اور اپنا اظہار بھی ۔ "

رہبر نے دائیں بائیں سر ہلایا ۔ آنکھوں میں تبسم آ ٹھہرا۔

" میرا معاملہ مختلف ہے ۔ میں تو اپنی بے مروت اور سڑیل بیوی کو عام عورتوں کی طرح کرنے کو یہ سب کرتا ہوں کہ میرے اظہار پر مسکرائے ، شرمائے۔ مگر مجال ہے جو اس پر اثر ہوتا ہو۔ "

الف کی مسکراہٹ غائب ہوئی ۔ آنکھوں میں خفگی اتر آئی ۔ وہ جو کسی اچھے سے اظہار کی امید رکھتی تھی اس پر رہبر نے پانی پھیر دیا تھا۔

"تو پھر کرتے کسی عام عورت سے ہی شادی ۔"

" جب میرے پاس خاص آپ ہیں تو مجھے عام عورتوں کی کیا ضرورت ۔ "

"رہبر تم ایک سیکنڈ نہیں لگاتے اپنی باتوں سے پھرنے میں ۔ "

"ہاں تو تمھارا اثر ہے ۔"

"بہت برے ہو تم۔" خفگی کا اظہار ہوا۔

"مگر پھر بھی تمھارا ہوں۔" جواب برجستگی سے آیا۔ خفگی کہیں دور جا سوئی۔ وہ اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اس کے لمبے بال سمیٹ کر جوڑے میں قید کیے۔

" تمھیں پتہ ہے مجھے ان سالوں میں کیا لگا ہے ؟ "

" کیا ؟ " الف نے پیچھے مڑے بغیر کہا۔ وہ اس کے کان کے پاس جھکا۔

" کہ تمھیں مجھ سے تھوڑی تھوڑی محبت ہو گئی ہے۔"

" تمھیں غلط لگتا ہے رہبر۔ " الف سبزیاں چھوڑتی پیچھے مڑی۔ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

" مجھے تم سے تھوڑے سے بہت زیادہ محبت ہو گئی ہے رہبر حاکم۔ " رہبر مسکرایا اور اسے کہنیوں سے تھاما۔

" سال میں ایک دفعہ جب تمھارا یہ ان ایکسپکٹڈ اظہار مجھے ملتا ہے نا دل کرتا ہے خوشی سے مرجاؤں۔"

" پر میں تو چاہتی ہوں کہ ہم ایک ساتھ عمریں گزاریں ۔ " الف نے ہاتھ اٹھا کر اس کے بال بکھیرے ۔

" یار نہ کرو الف میں رونے لگ جاؤ گا ۔ " الف کھلکھلائی ۔ رہبر مسکرا کر صرف اسے دیکھتا رہا ۔ وہ اسے دیکھتے رہنا چاہتا تھا ۔ وہ لڑکی اس کی محبت تھی ۔ اس کی بیوی تھی ۔

" کچھ تو رحم کرو میری آنکھوں پر ۔ اب کوئی اور نظارہ کیسے اچھا لگے گا مجھے ۔" رہبر نے اس کے گال پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا ۔ الف ہلکی سرخ گلابی ہوئی ۔

" اللہ رحم کرے مجھ پر ۔ " وہ پھر بولا تھا ۔ اس کی مسکراتی نظروں میں دنیا کا ہر رنگ ، کائنات کی ہر روشنی موجود تھی اور یہ صرف سامنے کھڑی لڑکی کے لیے تھی ۔

NOVEL HUT

الف پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔ وہ رہبر کے ایسے اظہار کی عادی تھی۔ رہبر کے ساتھ زندگی واقعی بہت خوبصورت تھی ۔ رہبر اس کی زندگی کے فیصلوں میں سب سے خوبصورت فیصلہ تھا۔ گھر کی گھنٹی بجی تو وہ چونکے۔ رہبر نے اس کی کہنیاں چھوڑی ۔

" جا کر دیکھو رہبر۔ "

رہبر باہر کی طرف بڑھا۔

" اپیرن اتار کر جاؤ۔ پھر لوگوں سے کہتے پھرو گے کہ بیوی کام کرواتی ہے ۔ "

"تو کیا نہیں کرواتی۔ " وہ پلٹے بنا کہتا آگے بڑھ گیا۔ الف نے نفی میں سر ہلایا۔ شلف پر رکھے اس کے فون پر وائبریشن ہوئی ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھا کر دیکھتی باہر سے فریحہ اور رہبر کی آوازوں پر سب کچھ چھوڑ کر خود بھی کچن سے باہر نکل گئی ۔ وہ اس پیغام کو بعد میں دیکھ لے گی۔

اس کے فون کی روشن سکرین پر ایک پیغام جگمگا رہا تھا۔ ایک ایسا پیغام جو سفر کا عندیہ تھا۔ ایک ایسا پیغام جو پھر سے ماضی کے کچھ کرداروں کو سامنے لانے والا تھا۔

ایک ہفتے بعد:

"رہبر تم اس طرح کا منہ بناؤ گے تو میں کیسے جاؤں گی۔"

الف نے اپنا ہاتھ پکڑے کھڑے رہبر سے کہا۔ آس پاس کئی لوگ تھے جو اپنے پیاروں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

"مجھے تمھاری فکر ہے۔"

"فکر کس بات کی؟"

"تم نے کہا ہے وہاں تمھارے دشمن بھی ہیں۔"

NOVEL HUT

"مجھے اپنے دشمنوں کو ڈیل کرنا آتا ہے۔ اور پھر یہاں بھی تو کتنے لوگوں سے تمھاری دشمنی ہے۔"

"پر یہاں میں بھی تو موجود ہوں نا۔ تمھاری حفاظت کے لیے۔"

"رہبر تم میرے لیے مشکل کر رہے ہو۔ جو کچھ مجھے پتہ چلا تھا اگر واقعی سب ایسا ہی ہے تو میں اس ریگریٹ میں نہیں رہ سکوں گی۔ اور اس ریگریٹ سے نکلنے لیے مجھے وہاں جانا ہے۔" الف نے بے بسی سے کہا۔ رہبر نے گہرا سانس بھرا اور آگے ہو کر اس کے سر پر بوسہ دیا اور واپس پیچھے ہوا۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور باری باری ہتھلیوں کو چوما۔

"استنبول کے بگلے تمھیں مس کریں گے۔"

"ایک تو میں ان بگلوں سے بہت تنگ ہوں۔ سیدھا سیدھا کیوں نہیں کہتے رہبر حاکم کہ تمھارے بغیر دن نہیں ہو گا میرا۔"

"جب جانتی ہو تو جا کیوں رہی ہو ؟"

"رہبر ۔ دوست مشکل میں ہو اور آپ کو پکارے تو آپ کو چاہیے کہ سب پس پشت میں ڈال کر اس کی پکار پر جائیں ۔ آپ کچھ نہ بھی کر سکیں تو اس کے ساتھ کھڑے تو ہو سکتے ہیں نا۔ دوستوں کا اتنا حق تو ہوتا ہے ہم اپنی زندگی کے پر سکون لمحات ترک کر کے ان کی مشکلات میں ان کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔"

"یقیناً میں یہی کرتا۔" رہبر مسکرایا۔ "اوکے اب جاؤ تم۔ دیر ہو رہی ہے ۔"

"رہبر جلدی آنا ۔"

"میں جلد آؤں گا وہاں ۔ تمھارے بغیر تو ویسے بھی میرا دل نہیں کرتا۔"

"آی ویل مس یو رہبر۔"

"آئی لو یو ۔" رہبر نے ایک بار پھر اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔

الف پلٹی اور سامان لیے آگے بڑھ گئی ۔ رہبر وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ رہبر نے فون نکالا اور ایک نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔

" میری بیوی آ رہی ہے وہاں۔ اور جب تک میں وہاں نہیں آ جاتا تم اس کی حفاظت کرو گے ۔ " سامنے سے کچھ کہا گیا۔

"جسے بھی مگر یاد رکھنا اسے ایک کھروچ بھی آئی تو تمھاری چمڑی میں خود اپنے ہاتھوں سے اڈھیڑوں گا۔ " اس نے کہہ کر فون کاٹ دیا ۔ نظریں اب بھی دور جاتی الف پر تھیں۔ وہ اس لڑکی کے لیے کوئی رسک نہیں لے گا۔ اس کی حفاظت کو یقینی بنایا رہبر حاکم پر فرض تھا۔

"تم میری زندگی کی سب سے اہم عورت ہو تم الف۔ تمھارا جیسا مقام نہ پہلے کسی عورت کو دیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کسی کو دوں گا۔ تمھارا صرف میرا ہونا میرے لیے سب سے اہم ہے ۔ میں تمھیں روکوں گا نہیں کیونکہ تم نے جب

پہلی دفعہ اس کا ذکر کیا تھا تو تم نے کہا وہ تمھاری زندگی میں اہم ہے جبکہ وہ تمھاری زندگی میں تھا ہی نہیں ۔ اس روز میں جان گیا تھا کہ وہ ہمیشہ تمھارے لیے اہم رہے گا۔ تم مجھ سے محبت کرو گی ۔ ہم ایک بہترین زندگی گزاریں گے مگر وہ پھر بھی اہم رہے گا۔ وہ خوش قسمت ہے کہ تمھارے لیے وہ اہم ہے مگر مجھ پر تو رشک کیا جا سکتا ہے کیونکہ میرے پاس تم ہو۔ تم خود کو میرا کہتی ہو۔ میں چاہتا تو پہلے اظہار کے بعد تمھیں آزاد کر دیتا ۔ اپنی محبت سے ۔ مگر میں کیا کروں ۔میں انسان ہوں۔ میرے پاس دل ہے ۔ اور دل مجبور کرتا ہے ۔ میں بھی مجبور تھا۔ میں نہیں جانتا تم نے میرے ساتھ کا فیصلہ کیوں کیا مگر تمھارا میرے پاس ہونا مجھے اپنے لیے لازم و ملزوم لگتا ہے ۔ اور تمھاری حفاظت کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔ "

وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو وہ بھی پلٹ گیا۔ اسے اب جلد از جلد یہاں تمام کام نمٹا کر الف کے پاس جانا تھا۔ اسلام آباد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس اندھیرے کمرے میں کسی ذی نفس کی موجودگی کا احساس نہ ہوتا تھا مگر کھڑکیوں پر گرے پردوں کی جھری سے آتی روشنی بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے بیٹھے اس پر گرتی تو گویا وہ بٹا ہوا معلوم ہوتا۔ خاموشی اور خوف اس اندھیر کمرے میں اپنی جڑیں مضبوط کرتے دیواروں سے لپٹ رہے تھے۔ یہ جڑیں اس وجود کو بھی اپنے حصار میں لے رہی تھیں۔ چھت سے ٹپکتی وحشت سانس لینا دوبھر کر رہی تھی۔

("کیا تم جانتے ہو جب گھروں میں چوہے آجائیں تو ہم انہیں کیسے پکڑتے ہیں؟ " سمیع نے سوال کیا۔

"ہم ریٹ کیج استعمال کرتے ہیں۔" سمیع کی نظریں سامنے بیٹھے سرمد پر تھیں ۔)

"یہ دنیا بہت ظالم ہے۔ "

یہ کوئی اور تھا جو پردو کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اب وہ شخص مکمل اندھیرے میں تھا۔

"میں نے ہر ایک کے ساتھ ہمیشہ اچھا کرنا چاہا۔" اندھیرے میں بیٹھے شخص کی آواز ابھری۔

"مگر میرے ساتھ کبھی اچھا نہیں ہوا کیونکہ یہ دنیا ظالم ہے سخت ہے۔ "

(آپ اس سخت سی دنیا میں بہت نرم ہیں۔)

کسی اور کی سرگوشی نے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔

("مگر صرف اس پنجرے کو رکھ دینے سے چوہا کبھی نہیں پکڑا جاتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پنجرہ خطرہ ہے ۔ قید ہے۔جانتے ہو پھر ہم کیا کرتے ہیں ؟")

"میں خود کو سفید نہیں کہتا مگر میں کبھی سیاہ بھی نہیں رہا مگر اب ۔۔ اب میں سیاہ ہو گیا ہوں ۔ اتنا سیاہ کہ مجھ اب ۔۔۔۔" اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔

"تم کیا کرنے والے ہو؟" پردوں کے سامنے کھڑا شخص پلٹا ۔

("ہم اس پنجرے میں ایٹریکشن ڈالتے ہیں ۔ پنیر یا روٹی کا ٹکڑا۔ پھر کیا ہوتا ہے ؟ چوہا لالچی ہو جاتا ہے ۔ وہ قید کو بھول جاتا ہے اور اس کی نظر صرف قید کے اندر پڑی ٹرافی پر ہوتی ہے ۔")

"میں ۔۔۔" وہ ہنسا۔ اس ہنسی میں کرب تھا۔

" موت بہت بھیانک ہوتی ہے۔ میں اپنے اندر کے شر کو خود پر حاوی ہونے دوں گا اور پھر میں اس شر سے تباہی پھیلاؤں گا۔ ویسی ہی جیسی میری ذات

میں پھیلی ہے۔ میں۔۔میں قتل کرنا چاہتا ہوں ۔ میں ان کا خون بہانا چاہتا ہوں۔ " اس کی آواز میں چٹانوں سی سختی تھی ۔ گردن کی رگیں تن گئی تھی ۔

" تم یہ نہیں ہو۔"

" میں اب یہی ہوں۔"

" یہ تمھارا اصل نہیں ۔ "

" میں اپنا اصل کھو چکا ہوں۔ "

(" وہ ٹرافی چوہے کو قید کے اندر لے آتی ہے جس سے وہ بچ کر بھگاتا پھر رہا تھا۔ پہلے قید اور پھر موت اس چوہے کا مقدر بنتی ہے ۔ آہ لالچی چوہا۔" سمیع کو جیسے چوہے پر افسوس ہوا تھا۔ سمیع خاموش ہوا تو کمرے میں خاموشی چھا گئی ۔ خاموشی وحشت تھی ۔ خاموشی سازش تھی ۔)

اس نے پیڈ کی سائیڈ پر سر پیچھے کی طرف گرایا۔ اس کے گلے میں گلٹی سی ابھری۔

" لوگوں کو مجھ سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ میں اب معاف نہیں کروں گا۔ "

" فاطق ہم ایزل کو ڈھونڈ لیں گے۔ " خذیفہ فاطق کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

" اور میری بیوی اس کا کیا ؟ "

(" اب مجھے کیا کرنا ہے ؟" سامنے بیٹھے سرمد نے سوال کیا تھا۔

" تم خود کچھ نہیں کر سکتے مگر تم کرواؤ گے شکاری سے شکار۔ " سرمد نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ وہ آخر سیدھی بات کیوں نہیں کر رہا تھا۔ کمرے میں ایک بار بھر کچھ پل کی خاموشی ہوئی جیسے ایک بار پھر سرمد کی آواز نے ٹوڑا۔

" کیا مطلب؟ " سمیع نے گردن پیچھے کو گرائی۔ اب کہ اس کی نظریں چھت پر تھیں۔

" اسلام آباد قید ہے۔ قید کے اندر کی ٹرافی ' فاطق حجاج ' ہے اور چوہا اس ٹرافی کے لیے ضرور آئے گا۔ " اس نے اتنی مدھم آواز میں کہا کہ سرمد بامشکل سن پایا۔)

اس نے گردن ایک طرف ڈھلکا کر پاس پڑے فون کی سکرین کو روشن کیا اور ایک پیغام بھیجا۔

" مجھے تمھاری ضرورت ہے۔ "

پیغام پہنچ جانے کے دو ٹک یکدم ہی لگ گئے تھے۔ بہت جلد پیغام سین بھی ہو جانا تھا وہ جانتا تھا۔ اس نے گردن واپس سیدھی کر لی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ

جب بلائے گا وہ ضرور آئے گی۔ اس نے کہا تھا وہ آئے گی۔ وہ اس کے لیے آئے گی۔

اس اندھیرے کمرے میں ایک پر اسرار سی خاموشی سارے میں پھیل گئی تھی۔

وقت نے آنے والے وقت سے پناہ مانگی تھی ۔

کہانی پھر سے شروع ہو گئی تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(تمت بالخیر)

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

writer's instagram : zaryab mustafa

NOVEL HUT